حیاۃ الصحابہؓ

حصہ سوم

محمد یوسف کاندھلوی


MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No:
MAILSI


TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

حیاۃ الصحابہ رضہ

حصّہ سوم

تالیف

رئیس التبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی نوراللہ مرقدہٗ

ترجمہ

حضرت مولانا محمد عثمان خان صاحب فیض آبادی مدظلہم

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ قرآن منزل، ریلوے روڈ۔ لاہور

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ

جو ایمان لائے اور گھر چھوڑ آئے اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے یہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

حیاۃ الصحابہؓ

حصہ سوم

اس حصہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آنحضرت ؐ اور خلفائے راشدین رضؓ و صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ترغیبات، جہاد چھوڑنے پر وعیدیں، نیز جہاد فی سبیل اللہ میں تعلیم و ذکر، خدمت، اطاعتِ امیر کی پابندی، میدانِ کارزار میں صحابۂ کرامؓ کی شجاعت، غزواتِ نبویؐ کی تفصیلات اور ان میں مرنے مٹنے والوں کے شوقِ شہادت اور آخر میں عورتوں اور بچوں کی جہاد میں شرکت کے واقعات کی تفصیل ہے۔

تالیف:۔ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

ترجمہ:۔ حضرت مولانا محمد عثمان خان صاحب فیض آبادی مدفیوضہم

ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ ۔ کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی
برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان، جن کو کوئی عذر نہیں

الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
اور وہ مسلمان جو جہاد کرنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے

وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ
مال اور جان سے۔ اللہ نے بڑھادیا جہاد کرنے والوں کا اپنے مال

اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
اور جان سے بیٹھ رہنے والوں پر درجہ۔ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ

الْحُسْنٰى ط وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَى الْقَاعِدِیْنَ
نے بھلائی کا۔ اور زیادہ کیا اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں

اَجْرًا عَظِیْمًا ۝
سے اجرِ عظیم میں۔

حیاۃ الصحابہؓ کے حصہ سوم میں اسی متبرک کلام کی تفسیر ہے۔

فہرست عنوانات

حصہ سوم

عنوان	صفحہ
باب جہاد	۵
آنحضرتؐ کا جہاد اور اموال کے خرچ کیلئے ترغیب دینا	۵
آنحضرتؐ کا مرض الوفات میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ فرمانا	۱۵
زکوٰۃ نہ دینے والوں اور مرتدین سے صدیق اکبرؓ کا اہتمام جنگ	۲۴
اہتمام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۹
اللہ کے راستے میں لشکروں کی روانگی، ترغیب جہاد اور جہادِ روم کے لئے صحابہؓ سے مشورے	۲۹
جہاد کے لئے گرامی نامۂ صدیقیؓ بنام اہل یمن	۳۶
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ترغیب دینا اور صحابۂ کرامؓ سے مشورہ کرنا	۳۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جہاد کیلئے ترغیب	۳۹
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جہاد کیلئے ترغیب دینا	۴۰
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ترغیب	۴۴
صحابۂ کرامؓ کا جہاد اور نفر فی سبیل اللہ کے لئے شوق و رغبت	۴۵
صحابۂ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں بوجہ غربت، جان و مال خرچ نہ کرسکنے کی وجہ سے شدت رنج و غم	۵۵
خروج فی سبیل اللہ میں تاخیر کرنے پر ناخوشگواری	۵۶
جہاد سے پیچھے رہنے اور کوتاہی کرنے پر عتاب	۵۸
جہاد کو چھوڑ کر مال و عیال میں پڑ جانے والوں کے لئے وعید	۶۶
جہاد چھوڑ کر کھیتی میں مشغول ہو جانے والوں کے لئے وعید	۶۷

عنوان	صفحہ
فتنہ کے استیصال کے لئے اللہ کے راستے میں سرعت کے ساتھ لپکنا	۶۸
جس نے اللہ کے راستہ میں چلہ پورا نہ کیا اس پر نکیر	۷۱
تین چلوں کیلئے اللہ کے راستے میں نکلنا	۷۱
صحابۂ کرامؓ کو غبار فی سبیل اللہ کا شوق	۷۳
جہاد فی سبیل اللہ میں خدمت کرنا	۷۴
اللہ کے راستے میں روزہ رکھنا	۷۶
اللہ کے راستے میں نماز پڑھنا	۷۷
اللہ کے راستے میں ذکر کرنا	۸۳
جہاد فی سبیل اللہ میں دعاؤں کا اہتمام کرنا	۸۴
بستی سے نکلنے کے وقت دعا کرنا	۸۴
آبادی میں داخل ہوتے وقت دعا کرنا	۸۵
جہاد کی ابتداء کے وقت دعا کرنا	۸۵
جہاد کے وقت دعا کرنا	۸۷
رات میں دعا کرنا	۸۸
جنگ سے فراغت پر دعا کرنا	۸۸
جہاد فی سبیل اللہ میں تعلیم کا اہتمام کرنا	۹۰
جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا	۹۱
جہاد فی سبیل اللہ میں نیت کا خالص رکھنا	۹۳
جہاد میں امرا امیر کی اطاعت کرنی اور اللہ کے راستے میں نکلنا	۹۹
کوچ کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں شرکاء کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا	۱۰۰
اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرنا	۱۰۰
جہاد اور نفر فی سبیل اللہ میں امراض کا برداشت کرنا	۱۰۳

عنوان	صفحہ
جہاد اور نفر فی سبیل اللہ میں نیزہ لگنا اور زخمی ہونا	۱۰۳
شہادت کی تمنا اور اس کے لئے دُعا کرنا	۱۰۸
صحابۂ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت اور ان کا وفات کے لئے تمنا کرنا	۱۱۵
غزوۂ اُحد	۱۱۶
غزوۂ رجیع	۱۲۱
قصۂ بیرِ معونہ	۱۲۹
غزوۂ موتہ	۱۳۲
جنگِ یمامہ	۱۳۸
جنگِ یرموک	۱۴۱
صحابۂ کرامؓ کے اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت کے باقی قصے	۱۴۲
شجاعتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شجاعتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شجاعت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۱۴۴
شجاعت حضرت علیؓ بن ابی طالب	۱۴۵
شجاعت حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ	۱۵۱
شجاعت حضرت زبیرؓ بن عوام	۱۵۳
شجاعت حضرت سعدؓ بن ابی وقاص	۱۵۵
شجاعت حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب	۱۵۷
شجاعت حضرت عباسؓ بن عبد المطلب	۱۶۰
شجاعت حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراءؓ	۱۶۰
شجاعت حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ انصاریؓ	۱۶۲
شجاعت حضرت قتادہ بن نعمانؓ	۱۶۵
شجاعت حضرت سلمہ بن اکوعؓ	۱۶۶
شجاعت ابو حدرد یا عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ	۱۷۰
شجاعت حضرت خالدؓ بن ولید	۱۷۱
شجاعت حضرت براء بن مالکؓ	۱۷۲
شجاعت حضرت ابی محجن ثقفیؓ	۱۷۳
شجاعت حضرت عمار بن یاسرؓ	۱۷۵

عنوان	صفحہ
شجاعت حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدیؓ	۱۷۷
شجاعت حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ	۱۷۸
جہاد سے بھاگنے پر تہدید	۱۸۲
جہاد سے بھاگنے پر ندامت اور گھبراہٹ	۱۸۳
جہاد میں جانے والوں کی اعانت کرنا اور سامان دینا	۱۸۵
اجرت لے کر جہاد کرنا غیر کے مال سے جہاد کرنا	۱۸۷
اپنے عوض دوسرے کو بھیجنا	۱۸۸
اللہ کے راستے میں نکلنے کے لئے مانگنے پر تہدید	۱۸۸
جہاد کے لئے قرض لینا	۱۸۸
جہاد فی سبیل اللہ کی مشایعت کرنا اور رخصت کرنا	۱۸۹
غازیوں کا استقبال کرنا	۱۹۱
ماہ رمضان میں اللہ کے راستے میں نکلنا	۱۹۱
اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے نام لکھنا	۱۹۲
وطن کی واپسی پر نماز پڑھنا اور کھانا کھلانا	۱۹۲
جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا نکلنا	۱۹۳
جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا خدمت کرنا	۲۰۳
عورتوں کا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا	۲۰۴
عورتوں کو جہاد میں جانے سے ممانعت	۲۰۶
بچوں کا اللہ کے راستے میں نکل کر جہاد کرنا	۲۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب جہاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ رضی اللہ عنہم اللہ کے راستے میں کس طرح جدوجہد کرتے تھے اور دعوت الی اللہ والی رسولہ کے لئے نکلتے تھے خواہ وہ بیمار ہوں یا تندرست، جی چاہے یا نہ چاہے ہر زمانے میں تیار رہتے تھے، تنگی و فراخی میں بھی، سردی اور گرمی میں بھی۔

آنحضرتؐ کا جہاد اور اس میں اموال کے خرچ کے لئے ترغیب دینا

حضرت[1] ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابوسفیانؓ کے تجارتی قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی ہے، اگر تم لوگ چاہو تو ہم اس قافلہ کے لئے نکلیں شاید کہ اللہ پاک وہ ہمیں غنیمت میں دیدے، ہم لوگوں نے عرض کیا، جی ہاں ہم چاہتے ہیں، چنانچہ آپؐ تشریف لے چلے اور ہم لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے ہم ایک یا دو دن تک چلے۔ آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا تمہارا اہل مکہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ان لوگوں کو تو ہمارے نکلنے کا پتہ چل گیا ہے، ہم لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اہل مکہ سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں ہم تو تجارتی قافلہ کے ارادے سے آئے تھے۔ آپؐ نے پھر فرمایا تمہارا اہل مکہ سے لڑنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم لوگوں نے تو وہی جواب دیا لیکن مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم اس وقت آپ سے اس طرح نہیں کہتے جس طرح قوم موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ ترجمہ:- تم اور تمہارا رب جاکر لڑے ہم لوگ تو یہیں بیٹھے رہیں گے، یہ سن کر ہم انصارؓ کی جماعت کو بڑی تمنا پیدا ہوئی کاش کہ ہم لوگوں نے بھی یہی کہا ہوتا جو حضرت مقدادؓ نے کہا، یہ قول ہمارے لئے

---

[1] اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ واللفظ لہ عن ابی عمران۔

اتنا محبوب ہے کہ بڑے سے بڑا مال اس کے مقابلے میں کچھ نہیں۔ اللہ عزوجل نے حضورؐ پر اسی وقت یہ آیت نازل فرمائی کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ۝[1]
ترجمہ: "جس طرح آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکالا اور بیشک مومنین کی ایک جماعت اس نکلنے کو برا سمجھ رہی تھی۔"

حضرت[2] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں تشریف لیجانے کے لئے صحابہ کرامؓ سے رائے لی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائے دیدی دوبارہ پھر آپؐ نے رائے لی تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دیدی آپؐ نے پھر رائے لی کہ بولو تمہاری کیا رائے ہے؟ انصارؓ میں سے بعض حضرات نے فرمایا کہ اے انصاری بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں سے رائے لینا چاہتے ہیں یہ سن کر بعض انصارؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب تو ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝ لیکن قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہماری جماعت کو برکِ غماد تک لے جانا چاہیں گے تو ہم جب بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے[3]۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کو جب ابوسفیانؓ کے تجارتی قافلہ کی آمد کا پتہ چلا تو صحابہؓ سے مشورہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہنا چاہا آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ حضرت عمرؓ نے کچھ کہنا چاہا آپؐ نے ان کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہم لوگوں سے جواب لینا چاہتے ہیں؟ تو قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر آپ ہم لوگوں کو حکم دیں کہ ہم اپنی سواریاں سمندر میں گھسا دیں تو ہم سمندر میں گھسا کر رہیں گے اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی اونٹنیوں کا برکِ غماد تک لے جاتے ہوئے کلیجہ چھلنی کر دیں تو ہم ایسا ضرور کر کے رہیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو (چلنے کے لئے) جمع فرمایا[5]۔

حضرت[6] علقمہ بن وقاص لیثیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کیلئے تشریف لے چلے مقام روحاء میں پہنچ کر آپؐ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ

---

[1] وذکر تمام الحدیث کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۳ وقد ذکرہ بتمامہ فی مجمع الزوائد ج ۶ صفحہ ۷۳ ثم قال ج ۶ صفحہ ۷۴ رواہ البزار بتمامہ والطبرانی ببعضہ وفیہ عبدالعزیز بن عمران وہو متروک انتہی [2] وقد اخرج الامام احمد کما فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۳، [3] قال ابن کثیر ہذا اسناد ثلاثی صحیح علی شرط الصحیح۔ [4] وعند الامام احمد ایضا [5] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۲۶۳ واخرجہ ابن عساکر ایضا عن انسؓ بنحوہ کما فی کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۷۳۔ [6] واخرج ابن مردویہ۔

نے فرمایا کہ یارسول اللہ! ہم کو اطلاع ملی ہے کہ وہ فلاں فلاں مقام تک پہنچ گئے ہیں، آپ نے پھر خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی طرح عرض کیا کہ مشرکینِ مکہ فلاں فلاں مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے پھر خطبہ دیا اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ہم لوگوں سے رائے چاہتے ہیں؟ پس قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بزرگ بنایا اور آپ پر کتاب نازل کی میں اس راستے میں کبھی نہیں گزرا اور نہ مجھے اس راستہ کا علم ہے اگر آپ برکِ غماد تک جو یمن کے اطراف میں ہے تشریف لے چلیں تو ہم لوگ آپ کے ساتھ چلیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرح نہیں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ۝ لیکن ہم لوگ کہتے ہیں کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَّبِعُوْنَ آپ اور آپ کا رب جاکر لڑیں ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ اور تابع فرمان ہیں اور شاید ایسا ہو کہ کسی ارادہ سے نکلیں اور اللہ اس کے خلاف کوئی بات ظاہر کردے، پس آپ اس حادثہ کی طرف جو اللہ آپ کی طرف لائے غور کرلیجئے، آپ کو اختیار ہے جس کی رسّی کو آپ چاہیں جوڑیں اور جس کی رسّی کو آپ چاہیں توڑیں جس سے چاہیں آپ دشمنی کریں اور جس سے چاہیں آپ صلح کریں، ہمارے مالوں میں سے آپ جتنا چاہیں لے لیجئے (ہم آپ کی مرضی کی مخالفت کرنے والے نہیں) حضرت سعد رضؓ کے اس قول پر قرآن مجید میں یہ آیۃ نازل ہوئی کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ اموی نے اپنی کتاب مغازی میں اس قول کے بعد کہ ہمارے اموال سے جو آپ چاہیں لیں یہ بھی اضافہ کیا ہے اور جو ہمیں چاہیں عطا فرمائیں اور جو کچھ آپ ہم سے لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب ہے اُس سے جو آپ چھوڑ دیں گے اور آپ جو امر بھی فرمائیں گے ہمارا امر آپ کے امر کے تابع ہے خدا کی قسم اگر آپ برکِ غماد تک بھی چلیں تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے۔[1]

ابنِ اسحاق کی روایت میں اس حدیث کا شروع حصہ اس طرح پر ہے کہ حضرت سعد رضؓ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شاید آپ یارسول اللہ! ہم لوگوں سے دریافت فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں! حضرت سعد رضؓ نے کہا بیشک ہم لوگ آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم لوگوں نے گواہی دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور اس بات پر ہم لوگوں نے آپ سے عہد و پیمان کیا ہے کہ ہم ہر حالت میں آپ کا کہنا سنیں گے اور آپ کا اتباع کریں گے، یارسول اللہ! چلئے جس چیز کا بھی آپ کا ارادہ ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں پس قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے

---

[1] کذافی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۶۴

اگر ہمارے راستے میں سمندر حائل ہو جائے اور آپ اس سمندر میں اتریں تو ہم بھی آپ کے ساتھ سمندر میں کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا، اور ہمیں یہ بات ناگوار نہ گزرے گی کہ آپ کل ہمارے دشمنوں سے ہمارا مقابلہ کرائیں بیشک ہم لڑائی میں صبر سے کام لیں گے اور ہم لڑائی کے وقت سچے ہیں شاید اللہ پاک ہم لوگوں سے آپ کو وہ کارنامے دکھائے کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اللہ برکت دے آپ چلئے راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ حضرت سعدؓ کے قول سے بہت ہی خوش ہوئے پھر آپؐ نے فرمایا چلو تمہارے لئے مژدۂ بشارت ہے، اللہ پاک نے دو جماعتوں میں سے ایک کا مجھ سے وعدہ کیا ہے خدا کی قسم میں اپنے اسی مقام سے کفار کے قتل ہونے کے مقامات دیکھ رہا ہوں [۱]

حضرت[۱] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے بُسَیس کو جاسوسی کے لئے بھیجا کہ دیکھ کر آئیں کہ ابوسفیان کا قافلہ کہاں ہے۔ بُسَیس دیکھ کر آپؐ کے پاس آئے۔ اس وقت گھر میں میرے اور حضورؐ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا راوی کہتے ہیں کہ یہ میں نہیں جانتا کہ یہ بھی کہا تھا کہ گھر میں عورتیں تھیں یا نہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بُسَیس نے آپؐ سے باتیں کیں، حضورؐ مکان سے باہر تشریف لائے اور صحابۂ کرامؓ سے فرمایا ہم ایک قافلہ کی طلب میں چل رہے ہیں جس کے پاس سواری موجود ہو وہ ہمارے ساتھ سوار ہو جائے بعض لوگوں نے اپنی ان سواریوں کے لئے جو عوالیٔ مدینہ میں تھیں آپؐ سے اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں وہی شخص ساتھ چلے جس کی سواری یہاں موجود ہو، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ مشرکین سے پہلے ہی بدر میں پہنچ گئے جب مشرکین آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی معاملہ میں بغیر میرے حکم کے اقدام نہ کرے مشرکین آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانو! اب ایسی جنت کے لئے تیار ہو جاؤ جس کی وسعت ساتوں آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی جنت کہ جس کی وسعت ساتوں آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عمیرؓ نے کہا واہ واہ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تم نے واہ واہ کس لئے کہی؟ حضرت عمیرؓ نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ! اور کوئی بات نہیں بجز اس کے کہ مجھے امید ہے کہ میں بھی اہلِ جنت سے ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اہلِ جنت سے ہو، راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے چند کھجوریں اپنے تھیلے سے نکالیں اور ان میں سے

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۶۲۔ [۲] واخرج الامام احمد۔

کھانا شروع کر دیا اس کے بعد کہنے لگے کہ اگر میں اپنے ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہو جائے گی چنانچہ ان کے پاس جتنی کھجوریں تھیں سب ڈال دیں اس کے بعد کفار سے یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے اللہ ان پر رحم کرے ؎۱

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا اور فرمایا قسم اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان اس کے ہاتھ میں ہے جو آدمی بھی آج کفار سے لڑتے ہوئے اس حالت میں شہید ہوا کہ صبر کئے ہوئے تھا ثواب کی نیت تھی دشمن کے سامنے سے پیٹھ نہیں پھرائی اس کو اللہ پاک جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت عمیر بن الحمام بنو سلمیؓ اپنے ہاتھ میں چند کھجوریں لئے ہوئے کھا رہے تھے آپ کا یہ ارشاد سن کر واہ واہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بس مجھ میں اور جنت میں داخل ہونے میں کیا یہی چیز فاصل ہے؟ کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں آپؐ نے فرمایا ہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں ڈال دیں اور اپنی تلوار اٹھائی کفار سے یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے ابن جریرؒ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت عمیرؓ جنگ کے دوران میں یہ کہتے جاتے تھے

رکضا الی اللہ بغیر زاد ۱ الا التقی وعمل المعاد
والصبر فی اللہ علی الجھاد ۲ وکل زاد عرضۃ النفاد
غیر التقی والبر والرشاد ؎۳

ترجمہ ۱۔ ہم اللہ کی طرف بغیر (ظاہری) توشہ کے دوڑ پڑے مگر تقویٰ اور عمل آخرت ضرور ساتھ ہے۔
۲۔ اور ہم اللہ کے لئے جہاد کرنے میں صبر کرتے ہیں۔ ہر توشہ کے لئے ختم ہو جانا ہے سوائے پرہیزگاری اور بھلائی اور ہدایت کے

حضرت ؎۳ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپؐ کی خدمت میں غزوہ طائف کے چھ ماہ بعد حاضر ہوا اس کے بعد اللہ پاک نے آپؐ کو غزوہ تبوک کا حکم دیا یہ وہی غزوہ ہے جس کے تذکرہ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ تنگی کے وقت میں ہوا یہ غزوہ انتہائی سخت گرمی میں واقع ہوا تھا منافقین کا زور بڑھ رہا تھا اور اصحاب صفہؓ کی تعداد زیادہ تھی صفہ اس چبوترہ کا نام ہے جس پر مساکین جمع ہوتے تھے ان کے پاس حضورؐ اور مسلمانوں کا صدقہ آیا کرتا تھا اور جب کبھی لڑائی پیش آتی تھی تو مسلمان ان کے پاس جاتے تھے

؎۱ رواہ مسلم ایضا۔ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۷۷ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۹۹ ایضا بطولہ والحاکم ج ۳ صفہ ۴۲۶ مختصراً۔ ؎۲ کذا فی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۷۷۔ ؎۳ واخرج ابن عساکر ج ۱ صفہ ۱۰۵

اور ان میں سے ایک ایک آدمی یا اس سے زائد اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اور ان کے کھانے وغیرہ کے کفیل ہو جاتے تھے مسلمان ان اہلِ صفہؓ کو لڑائی کا سامان دیا کرتے تھے اور یہ حضرات ان کے ساتھ مل کر لڑتے تھے اور ان کے دینے میں مُسلمان ثواب کی نیت کرتے، چنانچہ حضورؐ نے مُسلمانوں کو حکم دیا کہ انہیں فی سبیل اللہ نفقہ دیں اور ثواب کی نیت کریں پس مُسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور بہت سے لوگوں نے بے حساب دیا اور ان مسلمان غرباء کو اپنے ساتھ لے گئے کچھ لوگ باقی رہ گئے اس دن سب سے زیادہ صدقہ کرنے والے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں انہوں نے دو سو اوقیہ درہم دیئے (جس کے آٹھ ہزار درہم ہوتے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم، حضرت عاصم انصاریؓ نے نوّے وسق کھجوریں (چار سو بہتر من بیس سیر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ گناہ کے مرتکب ہوئے اس لئے کہ بال بچوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ اپنے بال بچوں کے لئے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا جی ہاں جتنا میں نے دیا ہے اس سے زیادہ اور اچھا، آپؐ نے پوچھا آخر کتنا چھوڑا؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا جو کچھ اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے رزق اور خیر سے وعدہ کیا ہے وہ چھوڑا ہے، ابو عقیل انصاریؓ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجوروں کا اس صدقہ میں لائے ادھر منافقین جب ان حضرات کے صدقوں کو دیکھتے ایک دوسرے کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے اگر کسی آدمی کا صدقہ بہت ہوتا تو اس کی طرف اشارہ کرتے یہ ریاکار ہے اور اگر کوئی صحابیؓ اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑے سے کھجوروں کا صدقہ کرتا تو کہتے کہ یہ جو لایا ہے اس کا خود ہی زیادہ محتاج تھا جب ابو عقیلؓ ایک صاع کھجوروں کا لے کر آئے اور کہا کہ میں نے آج ساری رات پانی کھینچ کر کھیتی سینچائی کر کے دو صاع حاصل کئے ہیں خدا کی قسم میرے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا یہ عذر بیان کر رہے تھے اور انہیں کم دینے سے حیا آ رہی تھی، ان میں سے ایک صاع میں لے آیا اور ایک اپنے بال بچوں کے لئے چھوڑ دیا منافقین نے کہا یہ اپنے اس صدقہ کا دوسروں کی بہ نسبت خود زیادہ محتاج ہے، اور وہ یہ طعنہ زنی کرتے جاتے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ کسی طرح کسی مالدار کا یا غریب کا صدقہ یہی جھپٹ لیں، جب حضورؐ کی روانگی کا وقت قریب آ گیا تو ان منافقین نے آپؐ سے اجازتیں طلب کرنی شروع کیں، کبھی گرمی کی شکایت کی اور کبھی خطرہ کی کہ اگر ہم غزوہ میں گئے تو ہمارے بال بچے لُٹ جائیں گے، اور اس جھوٹ پر خدا کی قسمیں کھاتے تھے، حضورؐ ان لوگوں کو

اجازت دے دیتے تھے، آپؐ کو ان کے دل کی بات کا کیا پتہ؟ انہیں میں سے ایک جماعت نے مسجد نفاق بنائی جس میں بیٹھ کر ابو عامر فاسق کا انتظار کرتے تھے وہ ہرقل (شاہ روم) کے پاس گیا ہوا تھا اور اسی کے پاس کنانہ بن عبد یا لیل اور علقمہ بن علاثہ عامری بھی گئے ہوئے تھے ان لوگوں کے بارے میں سورۂ براۃ تھوڑی تھوڑی نازل ہو رہی تھی اسی سورۃ میں جب وہ آیۃ اتری جس میں بیٹھ رہنے والوں کے لئے اجازت نہ تھی یعنی اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حال میں) اللہ کے لئے نکلو، تو کچھ کمزور، سچے مسلمانوں نے اور مریضوں اور غرباءٔ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ اس آیۃ میں رخصت بالکل نہیں ہے، اور منافقین میں بہت سے چھپے ہوئے گناہ ہیں جو ظاہر نہیں ہوئے جن کا بعد میں ظہور ہوا اور بہت سے وہ لوگ جو ایمان میں پختہ نہیں تھے اور نہ کوئی انہیں مرض وغیرہ تھا وہ بھی پیچھے رہ گئے یہ سورۃ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منافقین کے بیان میں اور ان کے احوال کی تفصیل میں تھوڑی تھوڑی کر کے نازل ہوتی رہی آپؐ اپنے صحابہؓ کو ان کی خبریں بتاتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپؐ تبوک میں پہنچ گئے وہیں سے آپؐ نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہ کو فلسطین روانہ کیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل، آپؐ نے حضرت خالدؓ سے فرمایا جلدی کرو شاید کہ تم اس کو باہر ہی کہیں شکار کرتا ہوا پالو گے وہیں اس کو پکڑ لینا، چنانچہ انہوں نے اس کو شکار کرتا ہوا پایا اور گرفتار کر لیا ادھر مدینہ میں منافقین نے بُری بُری خبریں سُنا کر اضطراب شدید پیدا کر دیا تھا منافقین کا یہ حال تھا کہ جب ان کو یہ اطلاع ملتی کہ مسلمانوں کو بڑی مشقت سے اور مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تو خود بھی خوش ہوتے اور خوش ہو کر اس کی نشر و اشاعت کرتے اور یوں کہتے کہ ہمیں پہلے ہی سے ایسا ہونے کا علم تھا اور جبھی ہم لوگ نہیں گئے اور جب انہیں مسلمانوں کی سلامتی اور خیریت کی خبر پہنچتی تو رنجیدہ ہوتے اور یہ بات ان کی صورتوں سے آشکارا ہوتی اور ان کے مدینہ میں پریشان حال پھرنے سے ظاہر ہوتی منافقین میں سے کوئی اعرابی اور غیر اعرابی ایسا باقی نہیں بچا جس نے پوشیدہ طور پر کوئی شرارت اور فتنہ کا کام نہ چھیڑ رکھا ہو اور یہ بات لوگوں پر پوشیدہ نہ رہی، اور جو حضرات مومنینؓ میں سے کسی بیماری اور مجبوری کی وجہ سے رُک گئے تھے وہ اس بات کے انتظار میں تھے کہ اللہ پاک قرآن شریف میں کوئی ایسی آیۃ اتار دے جو ان حضرات کے لئے گنجائش اور کشادگی پیدا کر دے سورۂ براۃ آہستہ آہستہ اُتر رہی تھی لوگوں نے ان مومنین کے بارے میں طرح طرح کے گمان کر رکھے تھے اور

ڈر رہے تھے کہ ان بیٹھ رہنے والے مومنین میں کا کوئی بڑا چھوٹا گناہ جو انہوں نے کیا تھا نہ چھوڑا جائے گا مگر سورۂ توبہ میں اس کے بارے میں سزا کا حکم ضرور اترے گا یہاں تک کہ سورۂ براۃ ختم ہوگئی اور ہر قسم کے عمل کرنے والوں کا بیان ہدایت اور گمراہی کے بارے میں اس کے مرتبہ کے مطابق اتر آیا [۱]

عبداللہ بن ابوبکرؓ بن حزم فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے اس کو اس طرح پر ظاہر کرتے کہ لوگ یہ سمجھتے کہ آپ کا کہیں اور لے چلنے کا ارادہ ہے (جسے اصطلاح میں توریہ کہتے ہیں) مگر آپؐ نے غزوۂ تبوک میں توریہ سے کام نہیں لیا آپؐ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا اے لوگو! میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اور یہ وہ موسم تھا کہ لوگ خوف اور شدتِ گرمی میں مبتلا تھے شہر میں قحط سالی بھی تھی باغات میں پھل آرہے تھے لوگ اپنے پھلوں کی حفاظت کے لئے باغات میں رہنا چاہتے اور گرمی کی وجہ سے سائے میں، کہیں آنا جانا پسند نہ کرتے تھے حضورؐ نے ایک دن جبکہ آپؐ اس کام کی تیاری میں مصروف تھے جد بن قیس سے کہا اے جد! کیا تم بنی اصفر سے جہاد کرنے چلوگے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو یہیں رہنے کی اجازت دیجئے اور مجھے فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے، میری ساری قوم کو خبر ہے کہ کوئی بھی مجھ سے زیادہ شدید عورتوں کی محبت میں مبتلا ہونے والا نہیں ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھوں گا تو ایسا نہ ہو کہ میں ان کے عشق میں پھنس جاؤں مجھے تو یا رسول اللہ! اجازت دے ہی دیجئے آپؐ نے اس سے منہ پھراتے ہوئے کہا میں نے تجھے اجازت دی اسی کے بارے میں یہ آیتہ اُتری وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا "انہیں منافقین میں سے بعض کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے سُن لو کہ وہ فتنہ میں جا پڑا"۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جانے سے اور جی کی چاہت پورا کرنے کی وجہ سے ایسے سخت فتنہ میں پڑ گیا جو رومی عورتوں کے فتنہ (عشق) میں پڑنے سے زیادہ خطرناک ہے وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ○ "بیشک جہنم کفار کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے"۔ کافر سے یہاں مراد وہ منافقین ہیں جو حیلہ جوئی سے آپؐ کے پیچھے ٹھہر گئے تھے، بعض منافقین نے کہا کہ تم لوگ سخت گرمی میں جہاد کے لئے نہ جاؤ ان کے بارے میں اللہ پاک نے یہ نازل فرمایا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ○ فرما دیجئے

[۱] وذکرہ فی کنز العمال ج ۱ ص ۲۴۹ عن ابن عساکر وابن عابد بطولہ۔ [۲] واخرج البیہقی من طریق ابن اسحاق۔

جہنم کی آگ بہت حرارت والی ہے اگر ان لوگوں کی سمجھ میں آجائے"۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے سفر کی تیاری کی اور لوگوں کو جہاد کا حکم دیا اور اہلِ ثروت حضرات کو خرچ دینے اور اللہ کے راستے میں سواری دینے پر آمادہ اور تیار فرمایا، چنانچہ بہت سے دولت مند حضرات نے سواریاں دیں اور خوب ہی دیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہت بڑا خرچ دیا کہ ان سے زیادہ کسی نے نہیں دیا اور دو سو اونٹ سواری کے لئے دیئے [۱]

حضرت [۲] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے غزوۂ تبوک کیلئے جانے کا ارادہ فرمایا تو جد بن قیس سے فرمایا رومیوں سے لڑائی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا آدمی ہوں کہ عورتوں کو دیکھا اور مجنوں بنا اور جب میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھوں گا ایک فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا، آپ تو مجھے بیٹھ رہنے کی اجازت دیجئے اور فتنہ میں مبتلا نہ کیجئے اس کے بارے میں اللہ پاک نے یہ آیۃ نازل فرمائی وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ [۳]

ابن عساکر [۴] میں ہے کہ حضورؐ نے قبائلِ عرب اور مکہ معظمہ میں کچھ لوگوں کو بھیجا کہ وہاں کے مسلمانوں کو اپنے دشمن کی طرف نکالیں، چنانچہ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کو قبیلۂ اسلم کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ فرع تک جائیں اور ابو رہمؓ غفاری کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو اپنے وطن میں دیہات کے لئے نکالیں ابو واقد لیثیؓ اپنی قوم کی طرف گئے اور ابو جعدؓ ضمری اپنی قوم کی طرف سمندر کے ساحل تک گئے۔ رافع بن مکیث اور جندبؓ بن مکیث کو جہینہ کی طرف بھیجا اور نعیم بن مسعودؓ کو اشجع کی طرف اور بنی کعب بن عمرو کی طرف کئی حضرات بدیلؓ بن ورقا، عمروؓ بن سالم بشرؓ بن سفیان رضی اللہ عنہم کو۔ اور قبیلۂ اسلم کی طرف بھی چند حضرات کو بھیجا جن میں عباس بن مرداسؓ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور جہاد کے بارے میں ترغیب دی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرات صحابہؓ نے بہت صدقات دیئے، شروع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی دیا ان سے حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا

---

[۱] کذا فی التاریخ لابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۰۸ واخرجہ البیہقی فی السیر ج ۹ صفحہ ۳۳ عن عروۃ رضی اللہ عنہ مختصراً وذکرہ فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۳ عن ابن اسحاق عن الزہری ویزید بن رومان وعبداللہ بن ابی بکر وعاصم بن عمر بنحوہ۔ [۲] واخرجہ الطبرانی [۳] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۰ وفیہ یحییٰ الحمانی وہو ضعیف۔ [۴] وذکر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۰

رسول زیادہ جانتا ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لائے حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑا؟ عرض کیا جی ہاں، اس کا آدھا جتنا میں لایا ہوں اور حضرت عمرؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سارا مال لائے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جب کبھی ہم نے بھلائی کی طرف سبقت کی تم ہم سے ضرور آگے بڑھ گئے۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور طلحہ بن عبید اللہؓ بھی حضورؐ کے پاس مال لائے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ دیئے حضرت سعد بن عبادہؓ نے بھی مال دیا اسی طرح محمد بن مسلمہؓ نے حضرت سعدؓ بن عدیؓ نے نوّے وسق کھجوریں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کا سامان دیا، حضرت عثمانؓ نے ان تمام حضرات سے زیادہ نفقہ دیا یہاں تک کہ کہا گیا کہ اب لوگوں کو کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ان کے سامان میں ایک حصّہ کی کسر رہ گئی تھی تم نے اس کو پورا کر دیا۔ اب لشکر کے مشکیزہ کا کنارا تک بھر گیا، کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے آج ہی کے دن فرمایا کہ حضرت عثمانؓ اس کے بعد جو فعل بھی کریں ان کے لئے مضرت رساں نہیں، آپؐ نے دولت مندوں کو بھلائی اور احسان و سخاوت کی دعوت دی اور فرمایا کہ اس خیر میں ثواب کی نیت کرو، اور بہت سے حضرات نے اس سلسلہ میں اپنے سے کم مال والوں کی امداد بھی کی یہاں تک کہ بعض صحابیؓ ایک ہی اونٹ ایک آدمی کے لئے اور دو آدمی کے لئے لائے اور کہتے یہ ایک اونٹ تم دونوں کے لئے ہے اس پر نوبت بہ نوبت سوار ہوتے رہنا بعض صحابیؓ نفقہ لاتے اور بعض جہاد میں جانے والے حضرات کو دے دیتے عورتوں نے بھی جہاں تک انہیں مقدرت تھی اعانت کی، ام سنانؓ اسلمیہ کہتی ہیں کہ میں نے حضورؐ کے سامنے حضرت عائشہؓ کے گھر میں ایک کپڑا پھیلا ہوا دیکھا جس پر سینگ اور ہاتھی دانت کے کنگن اور بازو بند اور پازیب اور بالیاں اور انگوٹھیاں اور چھلے رکھے ہوئے تھے اور وہ چادر ان زیورات سے بھر رہی تھی جو عورتوں نے مسلمانوں کی امداد کے لئے اس جہاد میں دیا تھا، لوگ انتہائی سختی اور تنگی میں مبتلا تھے اور یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا اور سایہ کے محبوب سمجھے جانے کا لوگ ٹھہرنا پسند کرتے تھے۔ گھروں سے کوچ کرنے پر راضی نہ تھے موسم کی یہ حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیزی اختیار کی اور لشکر کا پڑاؤ ثنیۃ الوداع پر کیا لوگ بہت زیادہ تھے جن کا رجسٹر میں نام لکھنا دشوار تھا بہت کم لوگ ایسے تھے جن کا ارادہ تھا کہ چھپ رہیں مگر یہ گمان کیا کہ یہ بات اسی وقت تک چھپی رہ سکتی ہے جب تک آپؐ پر وحی نازل نہ ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا اور آپؐ چلے تو مدینہ پر سباع بن عرفطہؓ غفاری کو خلیفہ مقرر کیا یا محمد بن مسلمہؓ کو بنایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر والوں سے فرمایا کہ جوتے کثرت سے پہنو اس لئے کہ جوتا پہننے والا آدمی

سوار کی طرح ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو ابن ابیؔ منافق مع دیگر منافقین کے پیچھے رہ گیا اور نہیں گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس تباہ حالی اور گرمی میں دور ودراز شہر میں رومیوں سے جنگ کرنے گئے ہیں ایسا تو اُن سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ گمان کرتے ہوں گے کہ رومیوں سے جنگ کھیل ہے؟ اسی طرح کی باتیں اور منافقین نے بھی کیں پھر ابن ابیؔ منافق نے یہ بھی کہا کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ جو معاملہ کل ہونے والا ہے گویا میں ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ رسیوں میں بندھے ہوئے پڑے ہیں، ایسی باتیں وہ مسلمانوں کو بھڑکانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے بارے میں کہتا تھا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ الوداع سے تبوک کی طرف چلے تو بڑے اور چھوٹے جھنڈے باندھے گئے سب سے بڑا جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، دوسرا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اور اوس کا جھنڈا اُسید بن حضیرؓ کو دیا اور خزرج کا جھنڈا ابو دجانہؓ کو یا حبابؓ بن منذر کو دیا اور حضورؐ کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا اور دس ہزار گھوڑے تھے اور آپؐ نے انصارؓ کے ہر قبیلہ کو حکم دیا تھا کہ اپنے بڑے اور چھوٹے جھنڈے لیں اسی طرح قبائلِ عرب کے پاس بھی بڑے اور چھوٹے جھنڈے تھے [1]

آنحضرتؐ کا مرض الوفات میں حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ فرمانا
اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ابتدائے خلافت میں اسکی روانگی کا اہتمام کرنا

حضرت[2] عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اہلِ اُبنیٰ پر صبح ہی صبح یلغار کر دینے اور ان کے گھروں کے جلا دینے کا حکم دے کر بھیجا آپؐ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جاؤ انہوں نے اپنے جھنڈے کو لپیٹ کر حضرت بریدہ بن حصیبؓ اسلمی کو دے دیا وہ اس جھنڈے کو لے کر حضرت اُسامہؓ کے گھر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ سے یہ بھی فرمایا کہ فلاں جگہ پڑاؤ ڈالنا چنانچہ حضرت اُسامہؓ نے موضع جرف میں آپؐ کے ارشاد کے بموجب پڑاؤ ڈالا یہ وہی موضع ہے جس کو آجکل سقایہ سلیمان کہتے ہیں مجاہدین نے یہاں جمع ہونا شروع کیا اپنی ضروریات پوری کیں اور لشکرگاہ میں آگئے اور جن کو کوئی ضرورت نہیں تھی وہ وہاں موجود تھے مہاجرینِ اولینؓ میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہا جو اس غزوہ میں شریک نہ ہوا ہو۔ حضرت عمرؓ بن خطابؓ، ابو عبیدہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ،

---

[1] انتھی بحذف یسیر [2] اخرج ابن عساکر ج ۱ ص ۱۲۰ من طریق الزہری۔

ابوالاعورؓ، سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل و دیگر مہاجرینؓ اور کچھ حضرات انصارؓ مثلاً قتادہ بن نعمانؓ، سلمہؓ بن اسلم بن حریش یہ سبھی حضرات جمع ہوئے مہاجرین میں جن کی گفتگو کسی قدر سخت ہوتی تھی عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا ان مہاجرین اولین پر کیا یہ لڑکا (اسامہ) امیر بنایا جارہا ہے ؟ چنانچہ اس بارے میں اور لوگوں نے بھی کہا حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس میں سے بعض باتیں سنیں اور جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی ان کی تردید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بات کی خبر دی کہ لوگوں نے ایسا ایسا کہا۔ حضورؐ کو بہت غصہ آیا آپؐ نے اپنے سر پر بوجہ بیماری پٹی باندھ رکھی تھی اور جسمِ اطہر پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی دولت کدہ سے باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوکر اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اما بعد! اے لوگو! میں نے جو اسامہ کو امیر مقرر کیا ہے اس سلسلہ میں تم میں سے بعض کا کچھ اعتراض مجھ تک پہنچا ہے یہ کیا بات ہے ؟ پس خدا کی قسم اگر تم لوگ ان کے امیر بنانے میں آج طعنہ زنی کر رہے ہو تو تم لوگوں نے تو اس سے پہلے ان کے باپ (زیدؓ) کے بارے میں بھی طعنہ زنی کی تھی خدا کی قسم بیشک وہ امیر ہی بنانے کے قابل تھے اور ان کے بعد ان کا بیٹا امیر بنائے جانے کے قابل ہے جو تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس طرح کہ ان کے باپ تمام لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور بیشک یہ دونوں ہر بھلائی کے خزانے ہیں تم لوگ بھی ان کے ساتھ خیر خواہی کرو یہ تمہارے پسندیدہ اور منتخب لوگوں میں سے ہیں اس کے بعد حضورؐ منبر سے اتر کر حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے یہ واقعہ ۱۰ ربیع الاول ہفتہ کے دن کا ہے اس کے بعد مسلمان حضرت اسامہؓ کے ساتھ چلنے کے لئے آنے لگے، اور حضورؐ کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے انہیں لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضورؐ فرمارہے تھے کہ اسامہؓ کے لشکر کو ضرور روانہ کرنا اتنے میں اُمِ ایمنؓ آپؐ کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ اسامہ کو چھاؤنی میں اتنے دن اور ٹھہرنے کی اجازت دے دیں کہ آپ رو بصحت ہوجائیں تو بہت مناسب ہے اس لئے کہ حضرت اسامہؓ آپ کی اس حالت میں چلے گئے تو وہ اپنی ذات سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکیں گے (دل میں انتشار رہے گا) لیکن آپؐ نے یہی فرمایا کہ اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کرو لوگ لشکرگاہ پر پہنچے، اتوار کی رات لوگوں نے وہیں گزاری، حضرت اسامہؓ اتوار کے دن حضورؐ کی خدمت میں مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی کی کیفیت طاری تھی یہ وہی دن ہے جس روز آپؐ کو دوا پلائی گئی تھی، حضرت اسامہؓ آپؐ کی خدمت میں

اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، آپؐ کے پاس حضرت عباس رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے اور ان کے گرداگرد ازواجِ مطہرات تشریف فرما تھیں حضرت اُسامہؓ آپؐ کی طرف جھکے اور آپؐ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضورؐ گفتگو نہیں کر سکتے تھے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے اور حضرت اُسامہؓ پر پھیر دیتے حضرت اُسامہؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ آپؐ میرے لئے دُعا فرما رہے ہیں اس کے بعد حضرت اُسامہؓ اپنی چھاؤنی کی طرف لَوٹ گئے۔ پیر کے دن صبح ہی صبح پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ کو کسی قدر افاقہ تھا آپؐ نے فرمایا جاؤ! اللہ برکت عطا فرمائے۔ حضرت اُسامہؓ نے آپؐ کی صحت دیکھ کر آپؐ سے رخصتی ملاقات کی، ازواجِ مطہرات کے چہرے آپؐ کی صحت دیکھ کر چمک گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بحمد اللہ! آج آپ کو افاقہ ہے اور مجھے آج اپنی بیوی بنتِ خارجہ کے یہاں جانا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے۔ چنانچہ یہ موضع سُنح چلے گئے، حضرت اُسامہؓ بھی سوار ہو کر چھاؤنی کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لشکرگاہ پر پہنچنے کا اعلان کر دیا انہوں نے لشکرگاہ پہنچنے پر لوگوں کو کوچ کا حُکم دیا دوپہر ڈھل چکی تھی اور حضرت اسامہؓ موضع جرف سے سوار ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ان کی ماں اُمِ ایمنؓ کا قاصد ان کے پاس پہنچا جس نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیائے فانی سے کوچ فرما رہے ہیں۔ فوراً حضرت اُسامہؓ مدینہ کی طرف واپس ہوئے ان کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما بھی تھے، حضورؐ کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ کا آخری سانس تھا، حضورؐ کا ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ ظہر کے بعد وصال ہو گیا (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور وہ سارا لشکر جو جرف کی چھاؤنی میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا مدینہ واپس آ گیا اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہؓ کے جھنڈے کو اسی طرح بندھا ہوا لائے اور حضورؐ کے دروازے پر گاڑ دیا۔ جب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بریدہؓ کو حُکم دیا کہ اس جھنڈے کو اسی طرح اُسامہؓ کے گھر لے جاؤ اور یہ جھنڈا کھولا نہ جائے گا جب تک کہ حضرت اُسامہؓ لوگوں کو لے کر غزوہ میں نہ چلے جائیں اور پھر غزوہ سے فارغ نہ ہو جائیں۔ حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ میں اس جھنڈے کو لے کر حضرت اُسامہؓ کے گھر پہنچا، اسے اسی طرح بندھا ہوا لے کر ملک شام تک حضرت اُسامہؓ کے ساتھ گیا، پھر اسے اسی طرح لے کر حضرت اُسامہؓ کے گھر آیا وہ جھنڈا اسی طرح ان کے گھر بندھا ہوا رہا اور حضرت اُسامہؓ کی وفات تک لپٹا رکھا رہا، جب قبائلِ عرب میں حضورؐ کے

وصال کی اطلاع پہنچی تو بہت سے لوگ اسلام سے منحرف ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (مرتدین کی پرواہ نہ کرتے ہوئے) حضرت اُسامہؓ سے فرمایا کہ تم وہیں جاؤ جس جگہ کے لئے حضورؐ نے حکم فرمایا تھا لوگوں نے نکلنا شروع کیا اور اسی پہلی جگہ پر لشکر جمع کیا۔ حضرت بریدہؓ اس جھنڈے کو لے کر لشکر گاہ پہنچے، یہ بات مہاجرین اولین کے بڑے لوگوں کو گراں گزری اور حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، اور حضرت ابوعبیدہ اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین نے حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! ہر طرف سے عرب کے مرتدین آپ کے اُوپر ٹوٹے پڑ رہے ہیں آپ مسلمانوں کے اس لشکر کو باہر بھیج کر کوئی دور اندیشی کی بات نہیں کر رہے ہیں، پہلے اس لشکر کے ذریعے مرتدین کے سینوں کو تیروں کا نشانہ بنائیے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اتنے بڑے لشکر کے نکل جانے کے بعد یہاں چھوٹے بچے اور عورتیں رہ جائیں گی۔ اہلِ مدینہ پر لوٹ مار کا قوی اندیشہ ہے روم کی لڑائی کو اس وقت تک مؤخر کیجئے کہ مسلمانوں کی قوت مستحکم ہو جائے اور مرتدین یا تو اسلام میں لوٹ آئیں یا تلوار ان کو فنا کر دے۔ اس کے بعد حضرت اُسامہؓ کو بھیج دیجئے گا، فی الحال تو ہم رومیوں سے اس بات سے امن میں ہیں کہ وہ ہم پر چڑھ آئیں گے جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سب حضرات کی ساری باتیں سُن چکے تو فرمایا کہ تم میں سے کسی اور کو کچھ کہنا ہے؟ ان حضرات نے کہا نہیں جو ہمیں کہنا تھا سو آپ نے سُن لیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے کہ اگر میں یہ گمان کر لوں کہ درندے مجھ کو مدینہ میں کھا جائیں گے جب بھی اس لشکر کو بھیج کر رہوں گا اور اُسامہؓ کو اس غزوہ کو پورا کر کے لوٹنا ضروری ہے اور کیوں ضروری نہ ہو؟ حضورؐ پر آسمان سے وحی اُترتی تھی اور آپؐ فرماتے تھے کہ اُسامہؓ کے لشکر کو روانہ کر دو لیکن ایک بات کے بارے میں میں اُسامہؓ سے کہوں گا، حضرت عمرؓ کے بارے میں ان سے گفتگو کروں گا کہ انہیں میرے پاس ٹھہرنے دیں کیونکہ میرا بغیر اُن کے کام نہ چلے گا میں نہیں جانتا کہ اُسامہؓ اسے منظور بھی کریں گے یا نہیں؟ اگر انہوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا تو ان پر اس بارے میں جبر نہ کروں گا۔ ان حضرات نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اُسامہؓ کے لشکر کو بھیجنے کا پختہ ارادہ کر رکھا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چھوڑ جانے کے بارے میں گفتگو فرمائی انہوں نے منظور کر لیا، حضرت ابوبکرؓ نے اس منظوری پر ان سے کہا کہ کیا تم نے بہ طیب خاطر یہ اجازت دی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ باہر تشریف لائے اور اپنے منادی کو حکم دیا کہ میری طرف سے اس بات کا اعلان کر دے کہ کوئی ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضورؐ کی حیاتِ مبارک میں جانے کی تیاری

کی تھی اور انہیں حضرت اُسامہؓ کے ساتھ جانے کو کہا گیا تھا ایک بھی پیچھے نہ رہ جائے ورنہ میں اس کو ان لوگوں کے جانے کے بعد پیدل روانہ کروں گا اور مہاجرینؓ کی اس جماعت کو بُلایا جس نے حضرت اُسامہؓ کی امارت کے بارے میں گفت وشنید کی تھی ان پر بھی انتہائی سختی کی اور ان کو بھی نکالا، ایک انسان بھی باقی نہیں بچا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہؓ اور مسلمانوں کو پہونچانے گئے۔ جب حضرت اُسامہؓ مقامِ جرف سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہوئے جن کی تعداد تین ہزار تھی ان میں ہزار گھوڑے تھے تھوڑی دیر تک تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت اُسامہؓ کو پہنچانے کے لئے چلتے رہے اس کے بعد فرمایا اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ۔ "میں نے تمہارے دین اور ایمان اور عمل کے خاتمہ کو اللہ کے حوالہ کیا"۔ حضورؐ تم کو وصیت کر گئے ہیں لہٰذا تم حضورؐ کے کام کو پورا کرو میں اپنی طرف سے نہ تم کو اس بات کا حکم دیتا ہوں اور نہ تم کو منع کرتا ہوں میں تو صرف اس بات کا نفاذ کرا رہا ہوں جس کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرما گئے تھے یہ ان مقامات سے جہاں کے لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے جیسے جہینہ اور قضاعہ وغیرہ نہایت تیزی کے ساتھ گذر گئے اور وادیٔ قریٰ پر جاکر ٹھہرے اپنے ایک جاسوس کو جو قبیلۂ بنی عذرہ سے تھا جس کا نام حریث تھا اس کو آگے بھیجدیا وہ اپنی سواری پر بیٹھ کر ان سے پہلے ہی تیزی سے چل دیا اور اُبنیٰ تک پہنچ گیا، وہاں کا جائزہ لینے کے بعد دوسرا راستہ اختیار کرکے جلدی سے لوٹ کر آیا اور حضرت اُسامہؓ سے اُبنیٰ سے دو رات کے فاصلے پر ملا۔ اس نے خبر دی کہ لوگ غافل ہیں اور ان کے پاس کوئی جمعیت نہیں آپ جلدی سے چلئے اس سے پہلے کہ ان کے لوگ جمع ہوں ان پر لوٹ ڈال دیجئے [۱]

حضرت [۲] حسن بن ابوالحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل اہلِ مدینہ اور اس کے اطراف سے ایک لشکر جمع کرایا۔ اس لشکر میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے آپؐ نے حضرت اُسامہؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا حضرت اُسامہؓ کا لشکر ابھی خندق سے نہیں گزرا تھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، حضرت اُسامہؓ لوگوں کو لے کر راستے میں ٹھہر گئے اور حضرت عمرؓ سے فرمایا آپ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لیجائیں اور ان سے اجازت لیں اگر وہ مدینہ آنے کی اجازت دیں تو سب لوگ مدینہ لوٹ چلیں، اس لئے کہ میرے ساتھ بڑے بڑے جلیل القدر صحابۂ کرامؓ موجود ہیں ونیز مجھے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ کذافی مختصر ابن عساکر وقد ذکرہ فی کنز العمال ج ۵ صہ ۳۱۲ عن ابن عساکر من طریق الواقدی عن اُسامہؓ و اشار الیہ الحافظ فی فتح الباری ج ۸ صہ ۱۰۷۔ ۲؎ واخرج ابن عساکر ایضاً۔

پر اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر اور مسلمانوں کے گھر والوں پر ڈر ہے کہ مشرکین حملہ نہ کر بیٹھیں۔ اور حضرات انصار نے بھی یہی کہا اس کے بعد حضرت اُسامہؓ نے فرمایا کہ اگر پھر بھی وہ یہی ارشاد فرمائیں کہ ہم لوگ اس غزوہ میں جائیں تو آپ میری طرف سے ان سے فرما دیں اور ان سے اس چیز کا مطالبہ کریں کہ ہم لوگوں کے لشکر کا کسی ایسے آدمی کو امیر مقرر کر دیجئے جو مجھ سے عمر میں زیادہ ہو، حضرت اُسامہؓ کے کہنے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت اُسامہؓ کا تمام پیغام اُن سے کہہ سُنایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر کتے اور بھیڑیئے بھی ہمیں پھاڑ کھائیں تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیئے ہوئے فیصلہ کو لوٹانے والا نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرات انصارؓ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں ان کی طرف سے آپ سے یہ عرض کر دوں کہ وہ لوگ آپ سے ایک ایسے امیر کا مطالبہ کرتے ہیں جو عمر میں حضرت اُسامہؓ سے زیادہ ہو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جھپٹ کر اٹھے اور حضرت عمرؓ کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تجھے تیری ماں گم اور معدوم کرے اے ابن خطاب ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم امیر مقرر کریں اور تم مجھ کو حکم دیتے ہو کہ میں ان سے امارت چھین لوں؟ حضرت عمرؓ لوگوں کے پاس واپس تشریف لائے لوگوں نے پوچھا کیا کر آئے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا چلو تمہاری ماں تم کو گم کرے آج تم ہی لوگوں کی بدولت خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ، یہ باتیں سُننی پڑی ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خود بھی تشریف لائے ان لوگوں کو ہمت دلائی اور ان حضرات کو رخصت کیا، حضرت ابوبکرؓ پہنچانے کے لئے پیادہ چل رہے تھے اور حضرت اُسامہؓ سوار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوبکرؓ کی سواری کو کھینچ کرلے چل رہے تھے۔ حضرت اُسامہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ ضرور سوار ہو جائیے ورنہ میں نیچے اُترتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نہ تم نیچے اترو اور نہ میں سوار ہوں گا اس میں میرا کیا حرج ہے کہ میرے قدم تھوڑی دیر کے لئے اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو جائیں؟ بیشک غازی کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجے بلند کئے جاتے ہیں اور سات سو گناہ معاف کئے جاتے ہیں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رخصت کر کے واپس چلے تو حضرت اُسامہؓ سے فرمایا کہ اگر تم اس بات کو مناسب سمجھو کہ حضرت عمر بن خطابؓ کو میری معاونت کے لئے بھیجدو تو ایسا کر لو حضرت اُسامہؓ نے اجازت دیدی ہے[1]

---

[1] کذا فی مختصر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۷ وکنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۱۴ وذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۰۵ عن سیف عن الحسن مختصراً۔

حضرت[1] عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے بیعت سے فراغت پاکر اطمینان حاصل کرلیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُسامہؓ سے فرمایا اب تم وہاں جاؤ جس جگہ کے جہاد کے لئے حضورؐ تمہیں بھیج رہے تھے کچھ مہاجرینؓ اور انصارؓ حضرات نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابھی حضرت اُسامہؓ اور ان کے لشکر کو روک لیجئے ہم لوگوں کو ڈر ہے کہ جب عرب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سُنیں تو ایسا نہ ہو کہ وہ ہم لوگوں پر ٹوٹ پڑیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو انتہائی مُتدبر اور ذی فہم انسان تھے فرمایا کہ میں اس لشکر کو جسے حضورؐ نے روانہ فرمایا ہو کیسے روک سکتا ہوں؟ اگر ایسا کروں گا تو میں نے ایک بڑے کام پر جرأت کی ہوگی، قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ تمام عرب مجھ پر ٹوٹ پڑیں اس بات سے کہ میں اس لشکر کو روک دوں جسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا ہو، اُسامہ! تم اپنا لشکر لے کر وہیں جاؤ جس جگہ کا تمہیں حضورؐ نے حکم دیا ہے اور وہاں جاکر غزوہ کرو جس جگہ حضورؐ نے تمہیں غزوہ کرنے کا حکم دیا ہے یعنی فلسطین کے اطراف میں اور اہلِ موتہ پر، اور باقی حوادثات سے اللہ کفایت فرمائے گا ہاں اگر تم یہ مناسب سمجھو کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے روک لینے کی مجھے اجازت دے سکو کہ میں اُن سے مشورہ لیتا رہوں گا اور ان کے ذریعے امداد حاصل ہوتی رہے گی وہ صاحبِ رائے اور اسلام کے بہی خواہ ہیں تو تم مجھے اجازت دیدو چنانچہ حضرت اُسامہؓ نے اس کی اجازت دیدی چونکہ اکثر قبائل عرب اور اہلِ مشرق اور غطفان اور بنو اسد اور اکثر قبیلۂ اشجع کے لوگ دین اسلام سے پھر گئے تھے اور صرف قبیلۂ طے اسلام پر باقی تھا تمام صحابہؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضرت اُسامہؓ اور ان کے لشکر کو روک لیجئے اور ان حضرات کو ان لوگوں کی طرف بھیجئے جو اسلام سے پھر گئے ہیں (قبیلۂ غطفان اور قبائل عرب) حضرت ابوبکرؓ نے ان کی روانگی کے التواء کو منع کردیا، اور فرمایا کہ تم سب لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ تم لوگوں میں حضورؐ کے زمانے سے اب تک ایک ایسی بات کے بارے میں مشورہ ہوتا رہا کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں میں نے کوئی حکم نہیں سنا اور نہ تمہارے اوپر اس بارے میں اللہ کی کتاب میں کوئی آیت اتری، تم لوگوں نے بھی ایک رائے پیش کی اور میں بھی تم لوگوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جو زیادہ بھلی ہے اسے دیکھ لو اور مجھے اس کرنے کا حکم دے دو، پس تحقیق کہ اللہ تعالیٰ ہرگز تم لوگوں کا گمراہی پر اجتماع نہ کریگا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے۔ میرے جی میں اس جہاد سے افضل کوئی چیز نہیں معلوم ہوتی

---

[1] واخرج ابن عساکر ایضاً۔

ہم میں سے کس میں یہ جرأت ہے کہ اس قافلہ کو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیج رہے ہوں روک لے؟ تمام مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے پر اتفاق کیا اور یقین کر لیا کہ حضرت ابوبکرؓ ان سب سے رائے میں افضل ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس مشورے کے بعد حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کو اسی طرف روانہ فرمایا جس جانب کا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان حضرات کو اس غزوہ میں سخت سے سخت مصیبت سے دوچار ہونا تو پڑا لیکن اللہ پاک نے حضرت اسامہؓ کو اور ان کے لشکر کو بچا لیا اور ان لوگوں کو مالِ غنیمت بھی ملا اور اللہ پاک ان لوگوں کو صحت وسلامتی کے ساتھ واپس لے آیا۔ اس لشکر کو روانہ فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باقی مہاجرین وانصارؓ کی معیت میں مرتدین کی سرکوبی کے لئے نکلے سارے مرتد اپنے بال بچے لے کر بھاگ گئے جب مسلمانوں کو ان کے بھاگ جانے کی اطلاع ملی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ بال بچوں کی طرف مدینہ تشریف لے چلئے اور اپنے صحابہؓ میں سے کسی آدمی کو لشکر کا امیر کر دیجئے۔ اور اس سے عہد و پیمان لے لیجئے، مسلمانوں نے جب حضرت ابوبکرؓ پر اس بات کا بہت اصرار کیا تو آپ واپس آ گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو امیرِ لشکر مقرر کیا اور اُن سے فرمایا کہ جب مرتدین اسلام لے آئیں اور ادائیگی زکوٰۃ کر دیں تو تم مسلمانوں میں سے جو واپس آنا چاہے وہ واپس آسکتا ہے یہ ہدایت فرما کر حضرت ابوبکرؓ مدینہ واپس تشریف لے آئے [1]

حضرت عروہؓ[2] کے والد فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی گئی اور تمام انصارؓ نے جن میں بیعت کے بارے میں اختلاف تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھوں پر بیعت کر لی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اب حضرت اسامہؓ کی روانگی کا کام پورا ہونا چاہیئے۔ ادھر تمام عرب یا کچھ لوگ ہر قبیلہ سے مرتد ہو چکے تھے، نفاق ظاہر ہو چکا تھا یہودیت اور نصرانیت گردن بلند کر کر کے نظریں اٹھا رہی تھی اور مسلمانوں کی مثال بکری کے اس ریوڑ کی طرح ہو گئی تھی جو سردی کی راتوں میں بارش سے بھیگ گیا ہو اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے مسلمانوں کی تعداد کم، ان کے دشمنوں کی تعداد زیادہ، یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ لے دے کر صرف یہی مسلمان ہیں اور تمام عرب جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں حملہ کرنے پر تیار اور تُلے بیٹھے ہیں آپ کے لئے مناسب نہیں کہ آپ ان مسلمانوں کی جماعت کو یہاں سے چلتا کر دیں

---

[1] کذا فی مختصر ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۱۸ وذکرہ فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۱۴

[2] وقد ذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۰۴ عن سیف بن عمر عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ ابوبکر کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے اگر میں یقین کرلوں کہ درندے ان لوگوں کے پیچھے مجھے پھاڑ ڈالیں گے تب بھی میں حضرت اُسامہؓ کے اس لشکر کو روانہ کرکے رہونگا جس طرح پر کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اگرچہ آبادی میں میرے سوا کوئی باقی نہ رہے جب بھی میں یہ لشکر بھیج کر رہوں گا۔[1] حضرت[2] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو تمام عرب اسلام سے پھر گیا تھا اور نفاق ان کے دلوں میں گھر کرچکا تھا خدا کی قسم میرے باپ پر ایسی مصیبت پڑی تھی کہ اگر سخت سے سخت پہاڑ پر اُترتی تو اس کو بھی چکنا چور کردیتی اور مسلمانوں کی مثال ایسی بھیگی بھیڑ کی طرح ہوگئی تھی جو جھاڑی کی اوٹ میں برسات کی راتوں میں درندوں والی زمین میں ہو، اور خدا کی قسم اگر ان میں کسی نقطہ پر بھی اختلاف ہوتا تو میرے والد اڑ کر اس کو مٹانے اور روک تھام کے لئے پہنچتے تھے۔[3]

حضرت[4] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی یہ کلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ اے ابوہریرہؓ! کس لئے؟ انہوں نے فرمایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ بن زید رضی اللہ عنہ کو سات سو آدمیوں کے ہمراہ ملک شام کی طرف بھیجا، جب انہوں نے مقام ذی خشب میں پڑاؤ ڈالا تو حضورؐ کی وفات ہوگئی مدینہ کے اطراف کے عرب مرتد ہوگئے، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع ہوکر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا اس لشکر کو واپس بلا لیجئے آپ ان لوگوں کو روم بھیج رہے ہیں اور یہاں مدینہ کے چاروں طرف عرب مرتد ہوگئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر کتے ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر گھسیٹ کر بھی لے جائیں تب بھی اس لشکر کو واپس نہ کروں گا جس کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور میں اُس جھنڈے کو نہ کھولوں گا جس کو حضورؐ نے باندھا ہے، چنانچہ حضرت اُسامہؓ کے لشکر کو بھیجکر رہے، حضرت اُسامہؓ کا یہ لشکر جب ان قبیلوں پر سے گزرتا جو مرتد ہونا چاہ رہے تھے وہ لوگ آپس میں تذکرہ کرتے کہ اگر مسلمانوں کے پاس قوت نہ ہوتی تو ان جیسے لوگ ان کے پاس سے جہاد کے لئے نہ جاتے ہمیں اس وقت ان سے چھیڑ نہیں کرنی چاہیئے انہیں چھوڑیں اور روم سے لڑنے دیں پھر دیکھا جائیگا، چنانچہ ان حضرات کی رومیوں سے جنگ ہوئی۔ اُنہیں شکست دی

---

[1] قال ابن کثیر وقد روی ہذا عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ [2] ومن حدیث القاسم وعمرۃ عن عائشۃ [3] وقد اخرجہ الطبرانی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بنحوہ قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۵۰ رواہ الطبرانی من طرق ورجال احدہما ثقات [4] اخرج البیہقی۔

اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور صحت و سلامتی کے ساتھ یہ واپس ہوئے یہ دیکھ کر مرتدین بھی اسلام پر جم گئے۔[1]

ایک روایت[2] میں ہے کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت خالدؓ کو شام کی طرف روانہ کر چکے تو اس بیماری میں مبتلا ہو گئے جس میں چند ماہ بعد ان کی وفات ہو گئی، حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی قدر افاقہ محسوس ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت طے فرما چکے تھے ان سے اس بات کو بیان کر کے فرمایا کہ جاؤ میرے پاس حضرت عمرؓ کو بلا لاؤ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے فرمایا کہ اے عمرؓ! جو میں تم سے کہتا ہوں اس کو سن لو پھر اس پر عمل کرو، میرا خیال ہے کہ میں آج انتقال کر جاؤں گا اور یہ پیر کا دن تھا، جب میں انتقال کر جاؤں تو شام نہ ہونے دینا کہ لوگوں کو حضرت مثنیٰؓ کے ساتھ جمع کر لینا اور روانہ کر دینا اور اگر میں رات کو انتقال کروں تو صبح نہ ہونے دینا کہ لوگوں کو حضرت مثنیٰؓ کے ساتھ جمع کر کے روانہ کر دینا اور تمہیں کوئی مصیبت اگرچہ کتنی ہی بڑی ہو تمہارے دینی کام میں اور اللہ پاک کی وصیت میں مانع نہ ہو، تم نے مجھ کو دیکھا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میں نے کس طرح کام کیا حالانکہ آپؐ جیسی ہستی مخلوق کبھی نہیں پا سکتی اور نہ اس جیسی مصیبت مخلوق پر کبھی آ سکتی ہے اگر ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم سے غفلت برتی ہوتی تو ہم رسوا ہو جاتے اور ہمیں ضرور سزا دی جاتی اور سارا مدینہ آگ سے بھڑک جاتا۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں اور مرتدین سے صدیق اکبرؓ کا اہتمام جنگ

حضرت[3] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو مدینہ کے آس پاس نفاق پھیل گیا اور وہاں کے عرب مرتد ہو گئے اور عجم بھی مرتد ہو گئے اور مسلمانوں کے خلاف بھڑک اٹھے اور نہاوند والوں سے ان کی سازباز ہو گئی اور معاہدہ ہو گیا اور ان لوگوں نے کہا کہ وہ آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تو وفات پا گیا جس کی وجہ سے مدد کی جاتی تھی، حضرت صدیق اکبرؓ

[1] کذا فی البدایۃ ج۶ صفحہ ۳۰۵ واخرجہ ایضا الصابونی فی المائتین کما فی الکنز ج۳ صفحہ ۱۲۹ وابن عساکر کما فی المختصر ج۱ صفحہ ۱۲۴ عن ابی ہریرۃ بنحوہ۔ قال ابن کثیر عباد بن کثیر ای فی اسنادہ ہذا اظنہ البرمکی لروایۃ الفریابی عنہ وہو متقارب الحدیث فاما البصری الثقفی فمتروک الحدیث انتہی۔ وقال فی کنز العمال وسندہ ای حدیث ابی ہریرۃ حسن۔ انتہی۔

[2] اخرج ابن جریر الطبری ج۴ صفحہ ۶۳۔ [3] اخرج الخطیب فی رواۃ مالک۔

نے مہاجرینؓ و انصارؓ کو جمع کیا اور فرمایا کہ ان عرب نے زکوٰۃ کی اونٹ اور بکری دینے کو منع کر دیا ہے، اور اپنے دین سے پھر گئے ہیں اور ان عجمیوں نے نہاوندوالوں سے معاہدہ کر لیا ہے تاکہ یہ سب تم سے لڑائی کے لئے جمع ہوں، اور یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ آدمی (حضورؐ) کہ جس کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی تھی وفات پا گیا ہے اب تم لوگ مجھے مشورہ دو اور میں بھی تم میں کا ایک آدمی ہوں اور میں اس خلافت کا بوجھ اٹھانے سے تم سے زیادہ ضعیف ہوں، صحابۂ کرامؓ بہت دیر تک گردن جھکائے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! میرا خیال ہے کہ ان عرب سے آپ نماز پر اکتفا کر لیجئے اور ان سے زکوٰۃ کا لینا چھوڑ دیجئے ان کا اسلام زمانۂ جاہلیت سے ابھی قریب ہے یہ ابھی اسلامی احکامات کے عادی نہیں ہوئے ہیں پھر یا اللہ پاک انہیں بھلائی کی طرف لے ہی آئے گا یا اللہ اسلام کو عزت دے دے گا اور ہم لوگوں میں ان سے لڑنے کی قوت پیدا کر دیگا، جو مہاجرینؓ و انصارؓ باقی رہ گئے ان میں تمام عرب و عجم سے لڑنے کی سکت و توانائی نہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف التفات کر کے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے بھی یہی کہا اور حضرت علیؓ نے بھی یہی کہا اور تمام مہاجرینؓ نے بھی انہیں کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا پھر حضرت ابو بکرؓ نے انصارؓ کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا ان حضرات نے بھی اسی رائے کے ساتھ اتفاق کیا، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا اما بعد! اللہ پاک نے جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو حق انتہائی قلیل اور اجنبی تھا اور اسلام کی حیثیت ایک ہنکائے ہوئے مسافر کی طرح تھی، اس کی رسی کمزور تھی، اس کے ماننے والے تھوڑے تھے، اللہ پاک نے سب لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کر دیا اور ان لوگوں کو باقی رہنے والی اور افضل جماعت بنا دیا خدا کی قسم ہم اللہ کے کام کے لئے ہمیشہ کھڑے ہوں گے اور اللہ کے راستے میں ہمیشہ جہاد کریں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ہمارے مقاصد کو پورا کر دے اور جو کچھ اس نے وعدہ کیا ہے اسے وفا کر دے جو ہم میں سے مارا جائیگا وہ شہید ہو کر جنت میں جائے گا جو باقی رہے گا وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا خلیفہ ہو کر باقی رہے گا۔ اور اللہ کے بندوں کا صحیح وارث ہوگا اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۂ نور رکوع) ترجمہ: اللہ پاک نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور عمل صالح کئے وعدہ فرمایا ہے کہ زمین پر اُن کو (اپنا) خلیفہ بنائے گا جس طرح پر کہ ان سے پہلے لوگوں کو اللہ پاک نے خلیفہ بنایا ہے خدا کی قسم

اگر وہ مجھے ایک رسی کے دینے سے انکار کریں گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے پھر ان کا شجر، ڈلے، پتھر اور جن وانسان سب مل کر ساتھ دیں (پھر بھی) میں ان سے ضرور جہاد کرکے رہوں گا، یہاں تک کہ میری روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی جائے۔ اللہ پاک نے نماز وزکوٰۃ میں تفریق نہیں کی اور ان دونوں کو ایک ساتھ جمع کیا ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خدا کی قسم جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جہاد کا ارادہ کیا تو میں نے جان لیا کہ حق یہی ہے [1]

حضرت [2] صالح بن کیسانؒ فرماتے ہیں کہ جب فتنۂ ارتداد پھیلا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا تمام تعریف ایسے اللہ کی ہے جس نے ہدایت دی اور پوری پوری ہدایت دی اور دیا اور اتنا دیا کہ ہم لوگوں کو غنی کر دیا بیشک اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے نوازا اور اس وقت کوئی پرسانِ حال نہ تھا اور اسلام انتہائی اجنبی تھا اس کی رسیاں کمزور تھیں اس کی حیثیت داستانِ کہنہ معلوم ہوتی تھی اور جو اس کے اہل تھے وہ اس سے بدکتے تھے اور اللہ پاک اہلِ کتاب سے ناراض تھا لہٰذا ان کو اس خیر سے نہیں نوازا چونکہ پہلے سے ان کو بھلی چیز دے رکھی تھی (جس سے انہوں نے روگردانی کی تھی) اور اہلِ کتاب سے اللہ تعالیٰ نے کسی شر کو نہیں پھیرا (اس لئے کہ وہ پہلے سے شر پسند تھے) ان لوگوں نے اپنی کتاب کو بدل دیا تھا اور کتاب میں وہ چیزیں شامل کر دیں جو کتاب میں نہیں تھیں، اور عرب اَن پڑھ تھے اور ایمان باللہ سے خالی تھے نہ تو اس کی عبادت کرتے تھے اور نہ اس کو پکارتے تھے وہ تنگیٔ عیش میں مبتلا تھے اور ان کا دین سب میں زیادہ گمراہ تھا اور سرکارِ دو عالم کے ساتھ سطح زمین پر محض چند صحابہؓ تھے اللہ پاک نے تمام عرب کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جمع کیا افضل امت بنایا جس نے آپؐ کا اتباع کیا اللہ پاک نے انہیں اپنی مدد سے نوازا اور انھیں ان کے غیر پر کامیاب فرمایا، یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہوگئی (اب) شیطان نے ان لوگوں پر سواری گانٹھی ہے اور انھیں اسی جگہ لے آیا ہے جہاں سے اللہ نے انہیں ہٹایا تھا شیطان نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور ان لوگوں کی خبر مرگ کا اعلان کر دیا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورۂ آلِ عمران ع ۱۴) ترجمہ: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہیں آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر آپؐ وفات

[1] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۱۴۲۔ [2] اخرج ابن عساکر۔

پا جائیں یا شہید کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر اُلٹا پھر گیا اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا"۔ تم لوگوں کے آس پاس جو عرب ہیں انہوں نے زکوٰۃ کی بکری اونٹ دینے سے منع کر دیا ہے یہ لوگ اگر آج اپنے پرانے دین کی طرف پھر گئے ہیں تو پہلے بھی یہ لوگ اپنے دین سے بے رغبت نہیں تھے اور اسی وجہ سے یہ تمہارے دین پر اتنے پختہ نہیں ہوئے جتنا کہ تم لوگ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنے نبیؐ کی برکتوں سے محروم رہنے کے باوجود پختہ ہو اور بے شک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو اس کافی اول (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حوالے کر کے گئے جس نے گمراہوں کو ہدایت دی اور محتاجوں کو بے پروائی بخشی اور تم لوگ جہنم کے گڑھے کے کنارے تھے تم کو اس سے بچا لیا، خدا کی قسم میں اللہ کے امر پر ضرور لڑوں گا اور اسے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا وعدہ پورا کرے اور ہمارے لئے اپنے عہد کی وفا کرے اور جو ہم میں سے شہید کیا جائے گا اہلِ جنت میں سے ہو گا اور جو ہم میں سے باقی رہے گا اللہ کی زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اس کا وارث ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے حق ثابت کر دکھایا اور اللہ کا قول ایسا ہے کہ جس کے لئے خلاف نہیں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (سورۂ نور، رکوع ۷) ترجمہ:۔ "جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے عملِ صالح کئے اللہ پاک نے ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا" اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر سے اتر آئے [1]

حضرت[2] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرینؓ میں بالاتفاق طے ہو گیا اور میں بھی انہیں میں تھا، جس وقت کہ عرب مرتد ہوئے ہم لوگوں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ! چھوڑیئے ان لوگوں کو! یہ نماز پڑھ لیا کریں گو زکوٰۃ نہ دیں اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل ہو چکا ہے تو وہ زکوٰۃ کا بھی اقرار کر لیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں آسمان سے گر پڑوں بہ نسبت اس کے کہ میں کسی ایسی چیز کو چھوڑ دوں جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ و قتال کیا ہے ہاں میں بھی ان چیزوں پر جنگ و قتال کر کے رہوں گا، چنانچہ یہ عرب سے یہاں تک لڑے کہ انہوں نے پھر اسلام قبول کر لیا، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے

---

[1] قال ابن کثیر فیہ انقطاع بین صالح بن کیسان والصدیق لکنہ یشھد لنفسہ بالصحۃ لجزالۃ الفاظہ وکثرۃ مالہ من الشواہد کذا فی الکنز، ج ۳ صفحہ ۱۴۲ وقد ذکرہ فی البدایۃ ج ۶ صفحہ ۳۱۰ عن ابن عساکر بنحوہ۔ [2] واخرج العدنی۔

قبضۂ قدرت میں ہے کہ البتہ یہ ایک دن (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا) کا خاندانِ عمرؓ سے بہتر ہے [1]

حضرت[2] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات ہوگئی تو عرب میں سے جن کو مرتد ہونا تھا مرتد ہوگئے اور ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہم نماز پڑھیں گے زکوٰۃ نہ دیں گے میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان لوگوں کو الفت دلایئے اور ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیجئے یہ لوگ تو ڈھور ڈنگر کی طرح ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم سے امداد و نصرت کی امید تو درکنار اور الٹے تم میرے پاس کلنگ کا ٹیکہ لگانے والی بات لائے ہو، تم زمانۂ جاہلیت میں تو بڑے بہادر بنتے تھے اور زمانۂ اسلام میں بزدل ہوگئے۔ مجھے کس چیز کا ڈر ہے کہ میں ان کی تالیفِ قلوب من گھڑت اشعار سے یا بیہودہ قصے کہانیوں سے کروں افسوس صد افسوس کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور سلسلۂ وحی منقطع ہوگیا. خدا کی قسم میں ان لوگوں سے جہاد کروں گا جب تک مجھے اپنے ہاتھ میں تلوار پکڑنے کی طاقت ہوگی اگر وہ مجھے رسّی دینے سے بھی منع کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سلسلے میں میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے زیادہ پختہ ارادہ والا اور امر کا نافذ کرنے والا پایا اور لوگوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کام کرنے کے ایسے بہترین طریقے بتائے کہ بہت سے لوگوں کے دشوار کام جب میں ان کا خلیفہ ہوا مجھ پر آسان ہوگئے [3]

ضبہ[4] بن محصنؓ غنوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ سے بہتر ہیں حضرت عمر رضی اللہ یہ سن کر رو دیئے اور فرمایا کہ ایک رات حضرت ابوبکرؓ کی اور ان کا ایک دن عمر کی تمام زندگی سے بہتر ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ رات اور وہ دن بتا دوں؟ میں نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین! ضرور بتایئے، فرمانے لگے ان کی رات تو وہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں سے بھاگ کر رات میں نکلے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؐ کے پیچھے پیچھے تھے، [5] اور اُن کا ایک دن وہ ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب مُرتد ہوگئے تھے، اور ان میں سے بعض نے تو یہ کہا تھا کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے، اور بعض نے کہا تھا نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے، میں حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا میں بھلائی اُور مصلحت کی بات حضرت ابوبکرؓ سے چھپایا نہیں

---

[1] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۴۱ [2] عند الاسماعیلی [3] کذا فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۰۰ [4] واخرج الدینوری فی المجالسۃ وابو الحسن بن بشران فی فوائدہ والبیہقی فی الدلائل واللالکائی فی السنۃ [5] فذکر الحدیث فی الہجرۃ کما تقدم صفحہ ۳۳۱ حیاۃ الصحابہ عربی جلد اول۔

کرتا تھا میں نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! لوگوں کو الفت دلائیے[1] باقی مضمون بیہقی کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

حضرت[2] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگوں میں سے جنہیں کافر ہونا تھا کافر ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کیسے جہاد کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہہ دیں، پس جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس نے اپنی جان و مال محفوظ کرلی، مگر اس سے حقوق واجبہ لئے جائیں گے اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے حوالہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور لڑونگا جنہوں نے نماز و زکوٰۃ میں فرق کیا اس لئے کہ زکوٰۃ حقِ مالی ہے، خدا کی قسم اگر مجھے رسّی دینے سے بھی منع کریں گے جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے میں ان سے ضرور جنگ کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان کا یہ کہنا تھا کہ مجھے یقین آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کا جہاد کے لئے سینہ کھول دیا ہے میں نے جان لیا کہ یہی حق ہے[3]

اہتمام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اللہ کے راستے میں لشکروں کی روانگی، ترغیبِ جہاد اور جہادِ روم کیلئے صحابۂ کرامؓ سے مشورے

قاسم[4] بن محمد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوکر خطبہ دیا اللہ کی تعریف کرنے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے بعد فرمایا کہ بے شک ہر کام کے لئے کچھ اصول و قواعد ہوتے ہیں جس آدمی نے ان کی پابندیاں کیں تو یہ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں انہیں قاعدوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے اللہ عزّ و جل کے لئے کام کیا اللہ تعالیٰ اس کی مشقت اور کوشش کی طرف سے کافی ہوگیا، قصد

---

[1] فذکر بنحوہ کما فی منتخب کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۴۸۔ [2] وعند الامام احمد والشیخین۔ [3] واخرجہ ایضا الاربعۃ الا ابن ماجہ وابن حبان والبیہقی کما فی الکنز ج ۳ صفحہ ۳۰۱۔ [4] اخرج ابن عساکر ج ۱ صفحہ ۱۳۳ عن القاسم بن محمد فذکر الحدیث وفیہ۔

اور ارادہ کو ہر کام میں زیادہ دخل ہے، سُن لو! اس آدمی میں دین نہیں اس آدمی میں ایمان نہیں اس آدمی کے لئے اجر نہیں جس کی نیت صحیح نہیں، اور نہ ایسے آدمی کے عمل کا اعتبار، سُن لو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب اتنا ہے کہ مسلمان کے لئے لائق نہیں کہ اس میں شرکت سے رہ جائے، اور وہ ثواب نجات پالینا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے ذریعے انسان رسوائیوں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے دُنیا اور آخرت کی کرامت حاصل ہوتی ہے [1]

اسحاق[2] بن یسارؒ کی روایت ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید یمامہ کی جنگ سے جب فارغ ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ خط بھیجا اور یہ اس وقت یمامہ ہی میں تھے۔

"اللہ کے بندے ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن ولیدؓ اور ان لوگوں کو جو اُن کے ساتھ حضرات مہاجرینؓ و انصارؓ ہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے ان کا خلوصِ نیت کے ساتھ اتباع کیا، میری طرف سے السلام علیکم عرض ہے، میں تم لوگوں سے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد! تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور اپنے دوستوں کو عزت دی اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا، اور تنہا اسی اللہ پاک نے جماعتِ مستقیم کو غلبہ دیا، بیشک اُس اللہ نے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۂ نور رکوع ۷)

ترجمہ:- "اللہ پاک نے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیں گے جس طرح ان لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے، خلیفہ بنایا اور ان لوگوں کے لئے ایسے دین کو جو

---

[1] کذا فی المختصر وذکرہ فی الکنز ج ۸ صفحہ ۳۰۷ مثلہ ۔ واخرجہ ابن جریر الطبری ج ۴ صفحہ ۳۰ عن القاسم بن محمد بمثلہ ۔ [2] واخرج البیہقی فی سننہ ج ۹ صفحہ ۱۷۹ ۔

ان کے لئے اللہ پاک نے پسند فرمایا ہے مستحکم اور مضبوط کر دے گا اور اس کے بعد ہم ان کے خوف کو ضرور امن سے بدل دیں گے یہ لوگ میری عبادت کرتے ہیں۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور جس نے اس کے بعد ارتکاب کفر کیا پس یہی لوگ فاسق ہیں۔" یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرینگے اور یہ ایسا قول ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، اس نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے اور فرمایا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ کُرْہٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ رکوع ۲۶) ترجمہ:۔ تم پر جہاد فرض کر دیا گیا۔ حالانکہ وہ تمہیں ناگوار گزرتا ہے، اور ایسا بہت ممکن ہے کہ کوئی شئے تمہیں ناگوار گزرے حالانکہ وہی تمہارے لئے بہتر ہے، اور یہ بھی ہے کہ تم کسی شئے کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے شر اور بری ہو، اللہ جانتا ہے اور تم لوگ نہیں جانتے ہو"۔ اللہ نے جو تم سے وعدہ لیا ہے اس کو تم پورا کرو اور جو کچھ تم پر فرض کیا ہے اس میں اللہ کی اطاعت کرو اگرچہ تمہیں بڑی سے بڑی مصائب کا سامنا کرنا پڑے اور محنت و مشقتِ شدیدہ اٹھانی پڑے، اور اگرچہ تم اپنے مال اور جان کی پریشانیوں میں مبتلا کئے جاؤ، اللہ کے ثوابِ عظیم کے مقابلہ میں یہ چیزیں معمولی اور ہیچ ہیں، جاؤ اللہ کے راستے میں غزوہ کرو اللہ تم لوگوں پر رحمت نازل کرے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ توبہ رکوع ۶) ترجمہ:۔ خواہ تمہیں آسائش ہو یا سختی اپنے مال اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کرو، یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو"۔ میں خالدؓ بن ولید کو حکم دیتا ہوں کہ عراق چلے جائیں جب تک میرا دوسرا حکم نہ پہنچے وہاں سے نہ ہٹنا، اور ان کے تمام ہمراہی بھی ان کے ساتھ جائیں، اور اس بات میں تم لوگ سستی نہ برتنا، یہ ایک ایسی راہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اجرِ عظیم عطا فرمائے گا، ہر اس شخص کو جس نے اخلاصِ نیت سے کام لیا، اور اس بھلائی میں دلی رغبت کے ساتھ شریک ہوا۔ اور تم لوگ بھی عراق میں رہنا جب تک کہ تمہارے پاس میرا حکم نہ آجائے، اللہ پاک میری اور تم لوگوں کی دنیوی اور اخروی مہمات کو پورا فرمائے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غزوۂ روم کا ارادہ کیا تو ان حضرات کو بلایا، حضرت علیؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح اور اکابر مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو جو غزوۂ بدر میں شریک تھے اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی، چنانچہ یہ حضرات آپ کے پاس تشریف لائے، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان حاضرین میں تھا، حضرت صدیق اکبرؓ نے اولاً اللہ کی تعریف کی کہ اللہ بڑی عزت والا اور انتہائی بزرگ ہے اس کی نعمتیں حدِ شمار سے باہر ہیں ہمارے اعمال اس کے انعامات کا مقابلہ نہیں کر سکتے، تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اللہ پاک نے تمہارے لئے تمہارے کلمہ کو جمع کر دیا، تمہارے آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کر دی اور تم لوگوں کو اسلام کی ہدایت دی اور شیطان کو تم سے دُور کر دیا، اب شیطان کو تم سے شرک کی اُمید نہیں رہی کہ تم علاوہ اللہ کے کسی اور کو معبود بناؤ گے، آج تمام عرب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ میری رائے ہے کہ مسلمان ملکِ شام کو رومیوں کے جہاد کے لئے جائیں، اللہ مسلمانوں کی ضرور نصرت فرمائے گا اور اللہ اپنے کلمہ کو اونچا کر کے رہے گا، اور اس جہاد میں مسلمانوں کو بہت بڑا ثواب ملے گا، اس لئے کہ جو ان میں سے ہلاک ہوگا شہید ہوگا اور اللہ پاک کے نزدیک بھلے لوگوں کے لئے بڑی خیر ہے، اور جو زندہ رہا۔ دین کا پاسبان ہو کر زندہ رہے گا اور اللہ اس کو مجاہدین کا ثواب بھی دے گا، یہ ہے میری وہ رائے جو میری سمجھ میں آئی اب آپ حضرات اپنی رائے سے مجھے اطلاع دیں، یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تمام تعریف اس اللہ پاک کی جو اپنی بھلائی کے ساتھ اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے خدا کی قسم ہم نے جب کبھی کسی بھلائی کی طرف سبقت کرنی چاہی آپ ہم سے اس میں آگے رہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کسی کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے، خدا کی قسم میں اسی رائے کے دینے کے لئے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اتفاق نہ پڑا یہاں تک کہ آپ نے خود ہی اس کا تذکرہ فرما دیا۔ آپ نے بہت درست رائے دی ہے، اور اللہ آپ کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے آپ روم کی طرف یکلخت سواروں کو نہ بھیج دیجئے، بلکہ تھوڑے تھوڑے سوار روانہ کیجئے، دستوں کو ایک ایک کر کے بھیجئے لشکروں کو یکے بعد دیگرے روانہ فرمائیے، بیشک اللہ پاک اپنے دین کی مدد کرنے والا اور اسلام

---

[1] اخرج ابن عساکر ج ۱ ص ۱۲۶ عن الزہری۔

اور اہلِ اسلام کو عزت دینے والا ہے۔ ان کے بعد حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا، اے خلیفۂ رسول اللہ! یہ سرخ چہرے والے رومی سخت لوہا اور مضبوط پتھر کی طرح ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ہم لوگ ان پر ایک دم سے پل پڑیں، لیکن آپ سواروں کو بھیجئے، کہ وہ ان کے کنارے کی آبادیوں پر لوٹ ڈال کر آپ کی طرف واپس چلے آیا کریں۔ جب اس طرح کئی مرتبہ کر چکیں تو ان کو کافی نقصان پہنچ چکا ہوگا اور ہم لوگ ان کے دور کے علاقہ پر قبضہ کر چکے ہوں گے، اور اپنے دشمن سے بھی علیٰحدہ رہیں گے اس کے بعد لشکر ملک یمن بھیجئے اور ربیعہ اور مضر کے اطراف میں، پھر ان سب کو اپنے پاس جمع کیجئے، پھر اگر آپ کا ارادہ ہو تو خود جا کر یا کسی اور کو بھیج کر رومیوں سے غزوہ کیجئے، حضرت عبد الرحمنؓ اتنا کہہ کر چپ ہو گئے اور لوگ بھی خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر پھر فرمایا کہ تم حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس دین والوں کا ہمدرد اور ناصح پاتا ہوں آپ مسلمانوں پر مہربان ہیں اگر آپ کے نزدیک کوئی ایسی رائے ہے کہ جو تمام مسلمانوں کی مصلحت میں مفید ہے تو آپ اس کو کر گزریئے آپ پر کوئی الزام اور تہمت نہیں، یہ سن کر حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور جتنے مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم اس مجلس میں حاضر تھے، سب بیک زبان بولے کہ حضرت عثمانؓ نے ٹھیک بات فرمائی ہے۔ آپ کی جیسی رائے ہو آپ کر گزریئے ہم آپ کی مخالفت نہ کریں گے۔ آپ پر کوئی الزام نہ دھریں گے اور اسی طرح کی کچھ اور باتیں کہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی تک خاموش تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ انشاء اللہ آپ کو ان پر کامیابی ہوگی خواہ آپ خود لشکر کو ساتھ لے کر جائیں یا کسی اور کی سرکردگی میں روانہ فرمائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں خوشی کی بشارت دے۔ تم نے یہ بات کہاں سے جانی کہ مجھے کامیابی ہوگی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ ہمیشہ یہ دین ہر دین سے عناد رکھنے والے پر اور مخالفت کرنے والے پر غالب آکر رہے گا یہاں تک کہ یہ دین مستحکم اور مستقر ہو جائے گا اور اہلِ دین کو غلبہ ہو جائے گا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ بات بہت بھلی ہے تم نے مجھے یہ سنا کر خوش کیا، اللہ پاک تم کو خوش رکھے، اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اولاً اللہ پاک کی

حمد و ثنا ء کی جس کا وہ مستحق ہے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ پاک نے تم لوگوں پر اسلام کے ذریعے انعام فرمایا، اور تم لوگوں کو جہاد کے ذریعے باعزت کیا اور تمہاری عظمت قائم کی اور تمہارے اس دین کی وجہ سے تم کو ہر دین پر فضیلت دی، اے اللہ کے بندو! ملک شام میں رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے تیاری کرو، میں تم لوگوں پر امیر لشکر مقرر کروں گا، اور تم لوگوں کو جھنڈے دوں گا تم اپنے رب کی اطاعت کرنا اپنے اُمراء کی مخالفت نہ کرنا تاکہ تمہاری نیتیں اور کھانا پینا سب پاک و صاف ہو جائے، بے شک اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی اور نیک عمل کئے، راوی کہتے ہیں کہ قوم چُپ ہو گئی اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مُسلمانوں کی جماعت! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خلیفۂ رسول کو جواب نہیں دیتے؟ حالانکہ وہ تمہیں ایک ایسی بات کی دعوت دے رہے ہیں جس میں تمہاری زندگی ہے، بات یہ ہے کہ اگر قریب کا سودا یا معمولی سفر ہوتا تو تم لوگ بہت جھپٹ کر جاتے یہ سُن کر حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن خطاب! کیا ہم لوگوں کے لئے منافقین کی مثالیں پیش کرتے ہو؟ جس چیز کا الزام تم ہم لوگوں پر رکھ رہے ہو یا جو عیب تم ہمارا پکڑ رہے ہو تمہیں کس نے منع کر دیا تھا کہ تمہیں جواب دینے میں پہل کرتے؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر یہ مجھے بُلاتے ہیں تو میں فوراً حاضرِ خدمت ہوتا ہوں اور اگر مجھ سے جہاد کو کہتے ہیں تو میں فوراً جہاد کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ حضرت عمروؓ بن سعید نے کہا اگر ہم جہاد کریں گے تو تمہارے لئے نہ کریں گے، ہم اللہ کے لئے جہاد کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہیں ایسے امور کی توفیق دے بیشک تم نے بڑی بھلی بات کہی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن سعیدؓ سے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے تم بیٹھ جاؤ، اور فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے تم نے جو بات سُنی انہوں نے کسی مُسلمان کی اذیت رسانی اور اس کو بُرا بھلا کہنے کی وجہ سے نہیں کہی تھی جو کچھ تم نے سُنا ان کا مقصد اس کلام سے یہ تھا کہ کاہل اور سُست لوگوں کو جو ہر وقت زمین پر پڑے رہتے ہیں جہاد کے لئے اُبھاریں اور بھیجیں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ خلیفۂ رسول اللہ نے سچ فرمایا، اے میرے بھائی تم بیٹھ جاؤ، چنانچہ عمرو بن سعیدؓ بیٹھ گئے، حضرت خالد بن سعیدؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ تمام تعریف اُس اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس نے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق

دے کر بھیجا تاکہ اللہ پاک تمام دینوں پر اس دین کو غالب کر دے خواہ یہ بات مشرکین کو کتنی ہی بُری لگے پس اُسی اللہ کے لئے تمام تعریف ہے وہ اپنے وعدوں کو پُورا کرنے والا اور اس کو ظاہر اور غالب کرنے والا ہے اور اپنے دشمن کو ہلاک کرنے والا ہے، اے خلیفۂ رسول! ہم لوگ آپ کی مخالفت کرنے والے نہیں ہیں، اور نہ ہم میں آپس میں اختلاف ہے آپ بہترین حاکم اور نصیحت کرنے والے اور مہربان ہیں جب آپ ہم لوگوں سے جہاد کے لئے فرمائیں گے ہم نکل کھڑے ہوں گے اور آپ ہم لوگوں کو جو حکم دیں گے، ہم آپ کی اطاعت کریں گے؛ حضرت ابوبکرؓ ان کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے، فرمایا' اے برادر اور عزیز دوست! خدا تمہیں جزائے خیر دے تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اور ثواب کی نیت سے تم نے ہجرت کی اور تم اپنا دین لے کر کفار سے بھاگے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ کو راضی کرو اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرو، تم ہی اس لشکر کے امیر بنو' جاؤ اللہ کے راستے میں کُوچ کرو تم پر اللہ رحم کرے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر سے اُتر آئے، حضرت خالد بن سعیدؓ نے گھر جا کر سامانِ جہاد کی تیاری شروع کر دی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے لوگوں میں اعلان کیا کہ اے لوگو! ملکِ شام کی طرف رومیوں کے جہاد کے لئے نکلو' اور لوگ یوں سمجھ رہے تھے کہ ان کے سردار حضرت خالد بن سعیدؓ ہیں، اور لوگوں کو شک یوں بھی نہ گذرا کہ یہی لشکر گاہ میں بھی سب میں پہلے پہنچے تھے پھر لوگ دس' دس' بیس' بیس' تیس تیس' چالیس' چالیس' پچاس' پچاس اور سَو سَو ہر دن لشکر گاہ میں جمع ہوتے رہے' یہاں تک کہ ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دن تشریف لائے' آپ کے ہمراہ کئی اور صحابہؓ بھی تھے جو لشکر گاہ تک پہنچے، گو لشکر کا سامان اچھا تھا لیکن رومیوں سے لڑائی کے لئے اتنے سامان کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ناکافی سمجھا' ہمراہیوں سے فرمانے لگے کیا رائے ہے؟ کیا میں ان کو اسی سامان کے ساتھ ملکِ شام بھیجدوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس سامان کو بنی اصفر کی لڑائی کے لئے ناکافی سمجھتا ہوں' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اور ساتھیوں سے اس بارے میں دریافت کیا ان حضرات نے بھی حضرت عمرؓ کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو کیا پھر میں اہلِ یمن کو خط لکھ دوں اور اس کے ذریعہ انہیں جہاد کی طرف بلاؤں اور ثواب کی رغبت دلاؤں؟ آپ کے تمام ساتھیوں کی رائے اس سے متفق ہوگئی اور کہا جی ہاں

ایسا ہی کیجئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہلِ یمن کے پاس جہاد فی سبیل اللہ کے لئے یہ خط لکھا :۔

جہاد کے لئے گرامی نامۂ صدیقی بنام اہل یمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی طرف سے اہل یمن کے ان تمام مومنین اور مسلمین کے لئے میرا یہ خط ہے جنہیں میرا یہ خط سُنایا جائے گا سلام علیکم، میں تم لوگوں سے اُس اللہ پاک کی تعریف بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد! اللہ تعالیٰ نے مومنین پر جہاد فرض کر دیا ہے اور ان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ آسانی میں ہوں یا تنگی میں، گھر سے نکلیں اور اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں، جہاد ایک پختہ فریضہ ہے اور جہاد کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے، ہم نے مسلمانوں کو ملکِ شام کی طرف رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے نکالا ہے، مسلمانوں نے ہماری اس آواز پر لبیک کہا اور ان کی نیت اس بارے میں نہایت اچھی رہی اور ان کے ارادے نہایت پختہ رہے اے اللہ کے بندو! تم بھی اس کام کی طرف جلدی کرو جس کی طرف مسلمانوں نے سبقت کی ہے اور جہاد کے لئے اپنی نیتیں خالص کر لو، تم لوگ دو نیکیوں میں سے ایک سے محروم نہ رہو گے یا تمہارے حصہ میں شہادت ہوگی یا فتح اور غنیمت، بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ بغیر عمل کے بندوں کی باتوں سے راضی نہیں، اور جہاد دشمنانِ خدا سے اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ دینِ حق کا اتباع نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے فیصلہ کا اقرار نہ کرلیں، اللہ پاک تمہارے لئے تمہارے دین کی حفاظت فرمائے اور تمہارے دلوں کو ہدایت دے اور تمہارے اعمال کو پاک صاف بنائے اور تم لوگوں کو مجاہدین اور صبر کرنے والوں کے اجر و ثواب سے نوازے"۔

اس نامۂ گرامی کو لے کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ گئے تھے [1]

حضرت [2] عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر کو

---

[1] کذا فی المنتخب ج ۲ ص ۱۲۶ والکنز ج ۳ ص ۱۴۳، [2] واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن جبیر

ملک شام کی طرف روانہ کرتے ہوئے اُن میں کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی اولاً اللہ پاک کی تعریف اور ثنا کی پھر ان کو حکم دیا کہ وہ ملکِ شام جائیں اور ان لوگوں کو بشارت دی کہ اللہ پاک اس کو ضرور فتح کرے گا اور تم لوگ اس میں مساجد بناؤ گے، اور یہ سننے میں نہ آوے کہ تم لوگ وہاں محض سیر و تفریح کے لئے گئے ہو اس لئے کہ ملکِ شام سبزہ زار ہے تمہارے لئے وہاں کھانے پینے کی چیز بکثرت ہے تم اپنے آپ کو وہاں کی شرارتوں سے اور دلفریب باتوں سے بچانا، قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ تم لوگ ضرور وہاں عیش پسندی اور تن پروری میں پڑ جاؤ گے اور میں تم کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں اُن کو خوب یاد کر لو، کسی شیخِ فانی کو ہرگز قتل نہ کرنا، باقی حدیث کنز میں بیان کی گئی ہے [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ترغیب دینا اور صحابہ کرامؓ سے مشورے

حضرت[2] قاسمؒ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مثنٰی بن حارثہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں یہ تقریر کر رہے تھے کہ تم لوگوں کو اس طرف جانا بڑی بات نہ معلوم ہونی چاہیئے ہم لوگوں نے تو فارس کی کھیتی اور باغات وغیرہ سب پر قابو پالیا ہے اور ہم ان سب پر غالب آ گئے ہیں اور عراق کے بھی دو بہترین حصّوں پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے اور ہم نے ان سب پر بھی قابو پالیا ہے اور ہم نے ان کی حصہ بانٹ بھی کر لی ہے اور ہماری ان لوگوں پر دھاک بیٹھ گئی ہے اور انشاء اللہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے آس پاس بھی ہمارا قبضہ ہو جائے گا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ سرزمینِ حجاز تمہارے لئے رہنے کا گھر نہیں رہ گیا ہے مگر یہ ایک رسدگاہ ہے اور یہاں کے رہنے والے بغیر اس رسدگاہ کے قوی نہیں رہ سکتے، آج دوڑ کر آنے والے مہاجرینؓ اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے کہاں دُور جا پڑے ہیں؟ تم لوگ اللہ کی اُس زمین میں جہاد کے لئے نکلو جس کا اللہ پاک نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کہ ہم تم لوگوں کو زمین کا وارث بنا دیں گے اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے رہے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضرور غالب کرنے والا ہے اور اپنے مددگاروں کو عزت دے کر رہے گا، اور اپنے ماننے والوں کو تمام اُمتوں کا وارث بنائے گا، اللہ کے بھلے بندے کہاں ہیں؟ یہ سن کر سب سے پہلے ابو عبید بن مسعودؓ حاضر ہوئے دوبارہ سعد بن عبید یا سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ اسی طرح ایک ایک کر کے ایک لشکرِ عظیم جمع ہو گیا جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

---

[1] کذا فی المختصر ج ۲ صفہ ۱۲۶ والکنز ج ۳ صفہ ۱۴۳ ، [2] واخرج ابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن جبیر۔

عرض کیا گیا کہ پہلے مہاجرینؓ وانصارؓ میں سے کسی آدمی کو ان پر امیر مقرر کر دیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں ایسا نہ کروں گا بیشک اللہ پاک نے تم لوگوں کو رفعت اور مرتبہ دشمن کی طرف سبقت اور سرعت کر جانے کی وجہ سے دیا ہے جب تم لوگوں نے شروع میں بزدلی برتی اور جنگ میں جانا تمہیں ناگوار گزرا تو تم میں سے اس امارت کا زیادہ مستحق وہی ہوگا جس نے اس روانگی کے لئے سبقت کی اور بلانے پر سب سے پہلے جس نے لبیک کہی خدا کی قسم میں اس لشکر پر اس کے سوا اور کسی کو امیر نہ بناؤں گا جس نے اول نمبر پہل کی ہے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو عبید اور سلیط اور سعد رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا اگر تم دونوں ابو عبید پر ایک ساتھ سبقت لے جاتے تو ہم تم دونوں کو امیر بنا دیتے اور تم دونوں اس سبقت اور پیش قدمی کی وجہ سے امیر بن جاتے۔ لہٰذا ابو عبید کو امیر لشکر بنا دیا اور ابو عبید سے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرامؓ کی باتیں ضرور سننا اور ان کو مشورہ میں شریک رکھنا اور جلد بازی سے کام نہ لینا جب تک خوب تحقیق نہ کرلینا، یہ جنگ ہے اور لڑائی بڑے سنجیدہ اور ایسے متین آدمی کا کام ہے جو موقع اور بچاؤ کے طریقہ کا ہر طرح لحاظ رکھتا ہے۔

طبری کی حدیث[1] میں آخری جملے اس طرح پر ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ان لوگوں پر کسی ایسے آدمی کو امیر مقرر کیجئے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت برتی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابۂ کرامؓ کو فضیلت دشمن کی طرف لپک کر جانے میں ہے اور منکرین اسلام کا بڑھ کر مقابلہ کرنے میں تھی جب صحابۂ کرامؓ کے اس کام کو دوسروں نے انجام دیا اور خود صحابۂ کرامؓ بوجھل ہو گئے، تو وہی لوگ اس امارت کے صحابہؓ سے زیادہ مستحق ہیں جو اس کام کے لئے آگے بڑھے خواہ ان کے پاس سامان جنگ کم تھا یا زیادہ، خدا کی قسم میں اُن لوگوں پر امیر اس آدمی کے سوا کسی اور کو نہ بناؤں گا جس نے ان سب میں اس کام کے لئے پہل کی اور آگے بڑھا، لہٰذا ابو عبیدؓ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر لشکر بنایا، اور ان کو اہل لشکر کے ساتھ مراعات کرنے کی وصیت فرمائی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز[2] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو عبیدؓ بن مسعود کی شہادت کا اور اہل فارس کا کسریٰ کے گھرانے کے کسی آدمی پر جمع ہو جانا معلوم ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سارے مہاجرینؓ وانصارؓ میں اعلان کرایا کہ یہ سب حضرات جمع ہو جائیں خود بھی صرار کنویں تک تشریف لائے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا کہ مقام اعوص پر پہنچ جائیں لشکر کے میمنہ کے لئے عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو اور میسرہ کے لئے زبیرؓ بن عوام کو

---

[1] واخرجہ الطبری ایضاً ج ۴ صفحہ ۶۱ من طریق الشعبی، [2] اخرج الطبری ایضاً ج ۴ صفحہ ۸۳

مقرر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اس کے بعد لوگوں سے مشورہ کیا سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فارس چلنے کا مشورہ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ صرار پہنچنے سے قبل نہیں کیا تھا (بلکہ صرار پہنچ کر کیا) حضرت طلحہؓ اعوص سے واپس ہوئے سمجھدار لوگوں نے ان سے بھی مشورہ لیا۔ حضرت طلحہؓ نے بھی لوگوں کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا، صرف عبدالرحمن بن عوفؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جانے سے منع کیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نہ آپؐ سے پہلے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لئے یہ جملہ استعمال نہیں کیا تھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ دستہ آپ میرے حوالہ کیجئے آپ خود مدینہ ٹھہرئیے اور لشکر کو بھیجتے رہیئے میں نے اللہ کا فیصلہ آپ کے لشکر کے بارے میں پہلے بھی آپ کی موافقت میں پایا ہے اور آئندہ بھی اسی کی اُمید ہے آپ ہی کی فتح و کامرانی ہوگی، مگر بات یہ ہے کہ آپ کے لشکر کی شکست اتنی اہمیت اور نتائجِ بد نہ لائے گی جو آپ کی شکست پر مجھے نظر آرہے ہیں، اور مجھے یہ ڈر ہے کہ خدانخواستہ اگر آپ شہید کر دیئے گئے یا آپ کی شکست ہوگئی تو مسلمانوں میں کبھی تکبیر کی صدائیں نہ گونجیں گی اور کبھی کوئی اللہ کی وحدانیت کی گواہی دینے والا نہ رہ جائے گا۔ یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی ایسے آدمی کی تلاش میں پڑ گئے کہ اس لشکر کی امارت کے لئے منتخب کریں کہ اتنے میں اسی مشورہ کے اجتماع کے موقع پر حضرت سعد بن مالکؓ کا خط آپہنچا یہ اہل نجد سے صدقات کی وصولیابی پر مامور تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھے کسی کو امیر لشکر بنانے کے بارے میں مشورہ دو۔ حضرت عبدالرحمنؓ بولے کہ مجھے تو امیر مل گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت عبدالرحمنؓ نے فرمایا کہ پنجوں سے حملہ آور ہونے والا شیر یعنی سعد بن مالکؓ اور تمام مشورہ دینے والوں نے ان کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جہاد کے لئے ترغیب

حضرت[1] عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد

---

[1] اخرج الامام احمد ج ۱ ص ۶۵

تم سے پوشیدہ رکھا تھا محض اس خطرہ کے تحت کہ کہیں تم لوگ مجھ سے جدا نہ ہو جاؤ لیکن میرا اب خیال ہے کہ تم لوگوں کو بتا ہی دوں اس کے بعد ہر انسان کو اختیار ہے جو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے میں نے رہبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک دن کا پڑاؤ ان ہزار دنوں سے بہتر ہے جو گھر میں رہ کر گزارے جائیں، حضرت[1] مصعبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جس کو حضورؐ سے میں نے سُنا ہے مجھ کو اب تک اس حدیث کے سنانے سے صرف یہ بات مانع رہی تھی کہ ایسا نہ ہو کہ تم اس حدیث کو سن کر مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ، میں نے حضورؐ سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک رات کی چوکیداری ان ہزار رات دن سے بہتر ہے جس میں راتوں عبادت کی جائے اور دنوں روزہ رکھا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جہاد کے لئے ترغیب

حضرت[2] زید بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر کہا تمام تعریف اس اللہ پاک کی جس کے توڑے ہوئے کو کوئی جوڑ نہیں سکتا اور جس کے جوڑے ہوئے کو کوئی توڑنے والا توڑ نہیں سکتا، اگر اللہ پاک چاہتے تو اس کی مخلوق میں سے دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہ ہوا اور کوئی اللہ کے کسی کام میں جھگڑا نہ کر سکے اور نہ کبھی کوئی کمتر کسی صاحبِ فضل کی فضیلت کا انکار کرے، ہم کو اور ان لوگوں کو تقدیرِ الٰہی اس جگہ کھینچ کر لائی ہے، اور اس جگہ ہم سب کو جمع کر دیا ہے ہم سب کو اللہ دیکھ رہا ہے اور ہماری باتیں سن رہا ہے اگر وہ چاہے تو ہم لوگوں پر جلدی مصیبت نازل کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے صورتوں میں ایسی تبدیلی آجائے کہ جس سے ظالم کو اللہ تعالیٰ جھوٹا کر دے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ فلاں آدمی کتنے حق پر ہے؟ لیکن اللہ پاک نے دنیا کو دار العمل بنایا ہے اور آخرت کا معاملہ جو دار القرار ہے اپنے پاس رکھا ہے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَاۤءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ترجمہ:۔ تاکہ عمل بد کرنے والوں کو سزا اور نیک عمل کرنے والوں کو جزائے خیر دے" سن لو! تم لوگوں کا کل ایک قوم سے مقابلہ ہے، لہٰذا راتوں کو لمبی لمبی نمازیں پڑھو اور قرآن کی کثرت سے تلاوت کرو اور اللہ عزّوجل سے کامیابی اور صبر کی دعائیں کرو اور قوم سے پوری جدوجہد اور احتیاط کے ساتھ لڑنا

---

[1] واخرج الامام احمد ایضاً ج ۱ ص ۶۱ ۔ [2] اخرج الطبری ج ۴ ص ۹

اور اللہ کے راستے میں سچے اور ثابت قدم رہنا، پھر حضرت علیؓ اتنا کہہ کر تشریف لے گئے۔

حضرت ابوعمرہ[1] انصاریؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین کے موقع پر لوگوں کو ترغیب دیتے ہوئے فرمایا بیشک اللہ عز وجل نے تم لوگوں کو ایسی تجارت بتائی ہے جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہے، اور تم کو ایک بھلے راستے پر لگانے والی ہے وہ اللہ عزّوجل پر اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ہے، اللہ پاک نے اس کا ثواب گناہوں سے مغفرت اور جناتِ عدن میں پاکیزہ قیام گاہیں بیان فرمائی ہیں، پھر میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ اللہ پاک ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جن کی صفیں اللہ کے راستے کی لڑائی میں اس طرح ہوتی ہیں گویا کہ وہ ایسی دیواریں ہیں جن کی رانگ سے جُڑائی کی گئی ہو، تم اپنی صفوں کو سیدھی رکھنا جیسا کہ رانگ سے جڑی ہوئی دیواریں ہوتی ہیں جن لوگوں کے پاس زِرہیں ہیں انہیں آگے رکھنا اور جن کے پاس زرہیں نہیں انہیں پیچھے، اور اس مضبوطی سے جمے رہنا جیسے کہ منہ میں ڈاڑھ جمی رہتی ہے پھر آپ نے پہلی روایت کی طرح ایک طویل خطبہ دیا۔

ابو ودّاک[2] ہمدانی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نخیلہ میں تشریف فرما تھے اور فرقۂ خارجیہ سے بہت کچھ نا امید ہو چکے تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اولاً اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد فرمایا اما بعد! جن لوگوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کو ترک کر دیا اور اللہ کے کام میں سُستی برتی وہ لوگ ہلاکی کے کنارے جا لگے۔ مگر یہ کہ اللہ اپنی نعمت کے ساتھ اس کا تدارک کرے اللہ سے ڈرو اور ان لوگوں سے جہاد کرو جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور ان کا یہ ارادہ ہے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں ایسے لوگ خطاوار ہیں گمراہ ہیں انصاف سے ہٹے ہوئے ہیں مجرم ہیں وہ لوگ قرآن کو پڑھنے والے نہیں ان میں دین کی سمجھ نہیں، اور وہ کسی تاویل سے بھی عالم کہلانے کے مستحق نہیں اور اس کام کی وجہ سے وہ اہلِ اسلام میں سے نہ رہ گئے اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی ایسے کام نہیں کرتا، خدا کی قسم اگر یہ لوگ تم پر والی ہو جائیں گے تو تم سے کسریٰ اور ہرقل جیسے معاملات کریں گے، تم لوگ اہلِ مغرب کے ان دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے تیاری کرو اور چلو، ہم نے تمہارے بصرہ کے رہنے والے بھائیوں کے پاس ان کے بلانے کے لئے آدمی بھیج رکھا ہے تاکہ وہ بھی تمہارے پاس آجائیں ان کے آنے کے بعد جب تم سب جمع

---

[1] اخرج ایضاً الطبری ج ۴ صفہ ۱۱۔ [2] واخرج الطبری ج ۴ صفہ ۵۷

ہو جاؤ گے ہم انشاء اللہ کوچ کر دیں گے اور بغیر اللہ کے نہ کوئی قوت ہے اور نہ کوئی سہارا۔

حضرتؓ زید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا اور یہ آپ کی پہلی تقریر ہے جو لوگوں سے جنگ نہروان کے بعد کی ہے اے لوگو! دشمن کی طرف چلنے کی تیاری کرو، ان سے جہاد کرنے میں تقرب الی اللہ حاصل ہوگا، اور اللہ سے ملنے کا یہ وسیلہ بنے گا یہ دشمن، حق کے معاملہ میں حیران ہیں کتاب اللہ سے بہت دور ہیں دین سے پھرے ہوئے ہیں اپنی سرکشی میں بھٹکے ہوئے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں پلٹ رہے ہیں جہاں تک تم سے ہو سکے ان کے لئے تیاری کرو قوت کے ذریعہ بھی اور گھوڑوں کے ذریعے بھی، اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اللہ تعالیٰ نگرانی کے لئے کافی ہے اللہ پاک نجات کرنے والا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ نہ یہ لوگ جہاد کے لئے نکلے اور نہ جہاد کے لئے ان لوگوں نے کوئی تیاری کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں تک تو کچھ نہ کہا جب ان لوگوں سے ناامید ہو چکے تو ان کے سرداروں اور بڑے لوگوں کو بلایا اور ان سے رائے معلوم کی اور پوچھا کہ تم لوگ کس انتظار میں ہو؟ ان میں سے بعض نے تو بیماری کا عذر کیا اور بعض نے اس کام کو جبر سمجھا ہے اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو خوشدلی سے اس کام کے لئے تیار ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندو! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کہ جب میں تم سے جہاد کے لئے کہتا ہوں تو تم بوجھل ہو کر زمین میں گر جاتے ہو، کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے؟ اور عزت کے عوض ذلت اور کمزوری لے لی ہے؟ یہ کیا بات ہے کہ جب کبھی میں تم لوگوں کو جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح پر چکر کھانے لگتی ہیں جیسا کہ تم پر موت کی بیہوشی طاری ہو گئی ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تمہارے دل بدحواس ہو گئے ہیں اور تم نہیں سمجھتے ہو اور گویا کہ تمہاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں اور تم نہیں دیکھتے ہو، خدا کی قسم تم لوگ راحت اور آرام کے مواقع میں جھاڑی کے شیر ہو جاتے ہو اور جب تمہیں مصیبت کے لئے بلایا جاتا ہے یعنی جہاد وغیرہ کے لئے تو تم چالاک لومڑی ہو جاتے ہو، تم لوگ میرے لئے کبھی بھی قابلِ اعتماد نہیں تم لوگ ایسی جماعت نہیں کہ تم کو لے کر کسی پر حملہ کیا جائے تم لوگ عزت والے نہیں کہ تم سے بچاؤ طلب کیا جائے، خدا کی قسم تم لوگ لڑائی کے لئے بُرے جھاڑ جھنکار ہو، تم لوگ دوسروں کی مکاریوں میں پھنس جاتے ہو اور تم میں ان کی مکاریوں سے بچنے کی صلاحیت نہیں۔ ہر طرف

لہ اخرج الطبری ایضاً ج ۲ صفحہ ۶۷ من طریق ابی مخنف۔

سے تمہاری قطع وبرید کی جارہی ہے مگر تم نہیں بچتے ہو، تمہارا دشمن راتوں کو جاگتا ہے اور تم غفلت میں بھولے ہوئے ہو، لڑنے والے لوگ تو بیدار رہتے ہیں، عقل والے ہوتے ہیں، اور وہ آدمی ذلت کی طرف جھک جاتا ہے جو صلح کے لئے آمادہ ہوا اور ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے ہمیشہ غالب رہتے ہیں مغلوب پر قہر نازل کیا جاتا ہے اس کا ساز و سامان چھینا جاتا ہے پھر فرمایا اما بعد! کچھ حقوق میرے تمہارے اوپر ہیں اور کچھ تمہارے حقوق میرے اوپر ہیں تمہارا حق میرے اوپر تو یہ ہے کہ جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں تمہیں نصیحت کروں اور تمہارے مالِ غنیمت میں اضافہ کرتا رہوں اور تمہیں دین کی بات سکھاتا رہوں تاکہ تم جاہل نہ رہو، اور تمہیں تہذیب سکھاتا رہوں تاکہ تم با ادب ہو جاؤ اور میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ جو تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اسے پورا کرو، اور پسِ پشت اور علی الاعلان تم میری خیر خواہی کرو، اور جب میں تم کو بلاؤں تو تم میری آواز پر لبیک کہو اور جب میں تم کو حکم کروں تو تم میری فرماں برداری کرو، اگر اللہ پاک نے تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رکھا ہے تو جو چیزیں مجھے ناپسند ہیں ان سے برطرف ہو جاؤ اور جو چیزیں مجھے پسند ہیں ان کی طرف رجوع کرو، اور اس چیز کو اختیار کرو جس کی طرف تم بلائے جا رہے ہو اور اس کام کے لئے آگے بڑھو جس کی تم آخرت میں امید لگائے بیٹھے ہو"۔

حضرت[۱] عبد الواحدؒ دمشقی کہتے ہیں کہ حوشب حمیری نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پکار کر کہا اے ابو طالب کے بیٹے! آپ ہمارے یہاں سے لوٹ جائیے ہم آپ کو اپنے اور آپ کے خون کے بارے میں خدا کا واسطہ اور اس کی قسم دیتے ہیں (کہ جنگ و خونریزی آپ چھوڑ دیجئے) اور ہم عراق آپ کے لئے چھوڑ دیں اور آپ ہمارے لئے ہمارا ملکِ شام چھوڑ دیں اور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیجئے، حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا اے امِ ظلیم کے بیٹے! یہ امر تو بہت بعید ہے کہ میں ایسا کروں خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ دین کے بارے میں مداہنت کی میرے لئے گنجائش ہے تو میں ایسا کر لیتا، اور یہ بات میرے لئے بہت سی مشکلات میں آسانیاں پیدا کر دیتی، لیکن اللہ پاک کو قرآن و دین کے بارے میں کوئی خاموشی اور مداہنت گوارا نہیں وہ کسی پس و پیش کی اجازت نہیں دیتا جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جارہی ہو اور لوگوں میں اس کے دفعیہ اور جہاد کی طاقت ہو تو ہرگز مداہنت اور

۱؎ واخرج ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۳۱۵۔

اور سستی برتنے کی اجازت نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ ہو جائے [۱]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جہاد کے لئے ترغیب

محمدؒ و طلحہؒ و زیادؒ حضرات بیان کرتے ہیں کہ قادسیہ کی لڑائی کے موقع پر حضرت سعدؓ نے [۲] خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا، اللہ حق ہے کوئی اُس کے ملک میں اس کا شریک نہیں اس کے قول کے لئے وعدہ خلافی نہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (سورۂ انبیاء رکوع ۷) ترجمہ :- "ہم زبور میں ذکر کے بعد لکھ چکے ہیں کہ ساری زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے"۔ یہ تم لوگوں کی میراث ہے اور تمہارے رب کا وعدہ ہے اور تمہارے لئے تین سال سے اللہ پاک نے اس زمین کو مباح کر دیا ہے تم اس سے کھلاتے ہو اور کھاتے ہو اور تم یہاں کے رہنے والوں کو قتل کرتے ہو اور قید کرتے ہو، اور لونڈی اور غلام بناتے ہو آج تک تم یہی کرتے رہے اب تک یہاں کے باشندگان کو تمہاری طرف سے شکستیں پہنچتی رہیں اور اب تمہارے پاس ان لوگوں کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہوا ہے تم لوگ عرب کے چیدہ آدمی اور معزز ہو اور ہر ایک قبیلہ میں کا پسندیدہ آدمی ہے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کے لئے باعثِ عزت ہے اگر تم دنیا سے بے رغبتی برتو اور آخرت کی طرف رغبت کرو تو اللہ پاک تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نعمتیں جمع کر دے گا اور جہاد کرنا کسی کی موت کو قریب نہیں کرتا ہے اور اگر تم نے بزدلی برتی اور سستی کی اور کمزوری دکھائی تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تمہاری آخرت بھی تباہ و برباد ہو جائے گی ان کے بعد عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اس شہر کو اللہ پاک نے تم لوگوں کے لئے حلال کر دیا ہے کہ اس کے رہنے والے تمہارے غلام ہیں اور تم تین سال سے ان کا جوجا کر رہے ہو، اور یہ تمہارا کچھ نہیں کر سکے، تم ہی غالب آ رہے ہو اللہ تمہارا ساتھ دے گا اگر تم نے صبر سے کام لیا، تلوار چلانے اور نیزہ بازی میں اگر تم نے سچائی برتی تو تمہارے لئے ان کا مال، اُن کی عورتیں، ان کے بیٹے اور ان کا شہر ہے اور اگر تم نے کمزوری اور سستی برتی اور خدا تم کو ان باتوں سے بچائے اور محافظت فرمائے تو تمہاری یہ جماعت باقی نہ رہ جائے گی، اور اس بات سے ڈرو اور پھر تم دوبارہ ان کو ہلاک کرنے

[۱] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۵ مثلہ، [۲] اخرج ابن جریر الطبری ج ۳ صفحہ ۴۴ من طریق سیف۔

کے لئے نہیں لوٹ سکتے ہو، اللہ اللہ! اپنے دنوں کو یاد کرو اور جو کچھ اللہ پاک نے تمہارے لئے انعام فرمایا ہے اور کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ تمہارے پیچھے بے آب وگیاہ لمبا چوڑا جنگل ہے نہ اس میں درختوں کا سایہ ہے اور نہ کوئی اوٹ اور آڑ کی جگہ کہ جس میں تم آرام پکڑ سکو اور اپنا بچاؤ کر سکو لہٰذا اب تم اپنی ہمتوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرو۔

صحابۂ کرامؓ کا جہاد اور نفر فی سبیل اللہ کیلئے شوق ورغبت

حضرت[1] ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا جب میں نے حضورؐ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا مجھ سے تو ابو بردہؓ بن دینار نے کہا کہ اپنی ماں کی خدمت کے لئے ٹھہر جاؤ تو میں نے کہا تم اپنی بہن کی خدمت کے لئے ٹھہر جاؤ، حضرت ابو بردہؓ نے حضورؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے مجھ کو ٹھہرنے کا حکم فرمایا (اس لئے کہ ان کی ماں ضعیف تھیں) اور ابو بردہؓ حضورؐ کے ساتھ تشریف لے گئے جب حضورؐ واپس ہوئے تو میری ماں کا انتقال ہو گیا تھا آپؐ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی۔

حضرت[2] عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ تین باتیں نہ ہوتیں کہ اللہ کے راستہ میں سفر کرنا، اپنی پیشانی کو اللہ کے لئے سجدہ میں ٹیکنا اور ایسی[3] قوم کے پاس بیٹھنا جو عمدہ باتیں چنتی ہے جیسے کہ اچھی کھجوریں چنی جاتی ہیں، یعنی درسِ حدیث کے حلقے تو مجھے اللہ سے مل جانا یعنی مر جانا زیادہ محبوب تھا[۳]۔

حضرت[4] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ حج کیا کرو یہ بھلا عمل ہے اللہ پاک نے اس کا حکم دیا ہے اور جہاد اس سے بھی افضل ہے[5]۔ ابن عمر[6] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا۔ آپؐ نے مجھے چھوٹا سمجھا، جہاد میں لے جانے کے لئے قبول نہیں کیا میرے اوپر کبھی بھی ایسی سخت رات نہیں گزری تھی، رنج کی وجہ سے ساری رات نیند نہیں آئی اور اور میں روتا ہی رہا اس لئے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد میں لے چلنے کے لئے

لہ اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۹ صفہ ۳۷، ۲ہ اخرج الامام احمد فی الزہد وسعید بن منصور وابن ابی شیبۃ وغیرہم۔ ۳ہ کذا فی الکنز۔ ۴ہ واخرج ابن ابی شیبۃ، ۵ہ کذا فی الکنز ج ۲ صفہ ۲۸۸، ۶ہ واخرج ابن عساکر۔

منظور نہیں کیا۔ پھر جب اگلا سال آیا تو میں پھر جہاد میں چلنے کے لئے پیش کیا گیا آپؐ نے منظور فرمالیا میں نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ کسی آدمی نے ان سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا تم بھی یوم حنین میں پیٹھ پھیر کر چل دیئے کہا ہاں! لیکن اللہ پاک نے اس سے ہم سب کو معاف کر دیا، اسی کے لئے بہت بہت تعریف ہے [1]

ایک [2] آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! مجھ کو سواری دیجئے میرا ارادہ جہاد کا ہے۔ آپؓ نے ایک آدمی سے کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ اور اس کو بیت المال میں داخل کر دے جو کچھ چاہے یہ لے لے، چنانچہ یہ داخل ہوا، اس میں سونا چاندی تھا، اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے تو توشہ اور سواری چاہیئے لوگ اسے پھر حضرت عمرؓ کے پاس لائے اور جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اس کے لئے توشہ اور سواری کا حکم دیا اور حضرت عمرؓ نے خود اس کے لئے اپنے ہاتھ سے کجاوہ کسا جب وہ آدمی سوار ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور اللہ پاک کی حمد و ثنا اس بات پر ادا کی کہ جو کیا تھا اور جو دیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیدل اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور تمنا کر رہے تھے کہ یہ آدمی ان کو دعا دے جب آپ پہنچا کر واپس ہوئے تو اُس آدمی نے کہا اے میرے اللہ! حضرت عمرؓ کو جزائے خیر دے [3]

ارطاۃ [4] بنؓ منذر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے دریافت فرمایا کہ لوگوں میں سے کس آدمی کا اجر و ثواب زیادہ ہے؟ لوگوں نے آپ سے نماز و روزہ کا تذکرہ کیا اور کہنے لگے کہ امیر المومنین، اور ان کے بعد فلاں اور فلاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے نہ بتاؤں کہ ان لوگوں سے جن کا تم نے ذکر کیا کون شخص اجر و ثواب میں سب سے زیادہ بڑا ہے؟ اور امیر المومنین سے بھی (بڑا ہے)، لوگوں نے کہا ضرور فرمائیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ایک چھوٹا سا آدمی، جو ملک شام میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسے کچھ خبر نہیں آیا درندہ اسے پھاڑ ڈالے گا یا کوئی کیڑا مکوڑہ اسے ڈس لے گا یا دشمن اس پر چھاپہ مار دے گا یہ شخص اجر و ثواب میں ان لوگوں سے جن کا تم نے تذکرہ

---

[1] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صف ۲۳۱۔ [2] اخرج ہناد عن انسؓ۔ [3] کذا فی کنز العمال ج ۲ صف ۲۸۸
[4] اخرج ابن عساکر۔

کیا اور امیر المومنین سے بھی زیادہ ہے [1]

حضرت کعب[2] بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت معاذؓ جب ملکِ شام کی طرف چلے گئے تو ان کے نکل جانے سے مدینہ اور اہلِ مدینہ میں فتویٰ کے بارے میں خلل پیدا ہو گیا اور کوئی اہلِ مدینہ کو فتویٰ دینے والا نہ رہا اور میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ان لوگوں کی حاجت کے لئے روک لیا جائے، اور فتویٰ دینے کے لئے چھوڑ دیا جائے انہوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا جس آدمی نے شہادت کی نیت سے جہاد کا ارادہ کر لیا میں اسے کیسے روک سکتا ہوں؟ میں نے کہا اللہ کی قسم آدمی کو شہادت کا ثواب دیا جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر اور اپنے گھر میں ہو اور اپنے شہر میں کتنا ہی دولت مند ہو (بشرطیکہ جہاد کی نیت ہو اور اسلامی خدمت سے جہاد کے لئے نہ جا سکتا ہو) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کی حیات ہی میں فتویٰ دینے کا کام شروع کر دیا تھا[3]۔ حضرت[4] حارث بن ہشامؓ اور سہیل بن عمروؓ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات کے درمیان تھے مہاجرینؓ اولین جب آپ کی خدمت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے سہیل اُدھر کھسک جاؤ، اے حارث اُدھر کھسک جاؤ، اِن دونوں کو مہاجرینؓ اولین سے کنارے کر رہے تھے اس کے بعد انصارؓ نے آنا شروع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو ان سے بھی پیچھے کھسکانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں تمام لوگوں سے (بالکل) پیچھے ہو گئے۔ جب یہ حضرات حضرت عمرؓ کے پاس سے چلے گئے تو حارث بن ہشامؓ نے سہیلؓ بن عمرو سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ آج ہمارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ سہیلؓ نے ان سے کہا اے آدمی! ہم انہیں ملامت نہیں کر سکتے سب سے پہلے ہم لوگوں کو اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہیئے۔ انہوں نے قوم کو بلایا، قوم نے جلدی کی اور ہم لوگوں کو بلایا ہم نے دیر کی، جب حضرت عمرؓ کے پاس سے تمام لوگ چلے گئے تو ان دونوں نے آپ سے آکر عرض کیا اے امیر المومنین! ہم نے آپؓ کو دیکھا کہ آج تو آپ نے ہمارے ساتھ عجیب معاملہ کیا اور ہم نے تو یہ جانا کہ ہم خود بے بلائے

[1] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۸۹۔ [2] اخرج ابن سعد من طریق الواقدی۔ [3] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۸۲
[4] اخرج ابن عساکر عن نوفل بن عمارۃ۔

آئے ہیں پس کیا بات ہے کیا ہم جان سکتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے فرمایا اس جانب کے علاوہ اور کچھ نہیں اور ان دونوں سے روم کی چھاؤنی کی طرف اشارہ کیا چنانچہ یہ دونوں ملک شام (جہاد میں) چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا[1]

حضرت[2] حسنؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے جن میں حضرت سہیلؓ بن عمرو اور ابوسفیانؓ بن حرب اور قریش کے بڑے بڑے حضرات تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اجازت دینے والا باہر آیا اور اس نے اہل بدر کو اندر آنے کی اجازت دی جیسے حضرت صہیبؓ اور حضرت بلال، حضرت عمار رضی اللہ عنہم وغیرہ یہ حضرات بدر کی لڑائی میں شریک تھے حضرت عمرؓ ان کو حد سے زیادہ دوست رکھتے تھے ان حضرات کے لئے حسن سلوک کی وصیت بھی کی تھی۔ حضرت ابوسفیانؓ بولے، میں نے آج جیسی بات تو کبھی نہیں دیکھی کہ وہ ان غلاموں کو تو اجازت دیتے ہیں اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہماری طرف التفات بھی نہیں کرتے، یہ سن کر حضرت سہیل بن عمروؓ نے کہا حضرت سہیلؓ بھی نہایت دانا بینا اور بہت سمجھدار انسان تھے، کہا اے قوم! میں خدا کی قسم اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جس کا اثر تمہارے چہروں پر نمایاں ہے اگر تم کو اس بات سے غصہ آیا ہے تو تم لوگ اپنے اوپر غصہ کرو، ساری قوم (اسلام کے لئے) بلائی گئی اور تم لوگ بھی بلائے گئے ان لوگوں نے جلدی اور سبقت کی اور تم نے دیر کی، خبردار! خدا کی قسم جس فضیلت سے وہ تم پر سبقت لے گئے وہی چیز تھی کہ تم پر روزی کی طلب سے بھی زیادہ گراں گذر رہی تھی، اس دولت اور روزی کی وجہ سے تم ان پر فضیلت جتاتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا یہ قوم تم پر ایمان لانے میں سبقت لے جا چکی اور اب تمہارے لئے ایمان میں سبقت لے جانے کی کوئی چیز نہیں رہ گئی لہٰذا تم لوگ جہاد کی طرف متوجہ ہو اور جہاد کرنے کو لازم پکڑ لو بہت ممکن ہے کہ اللہ عز وجل تم کو جہاد کی توفیق دے اور شہادت نصیب کرے اس کے بعد وہ اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھے اور ملک شام (جہاد کے لئے) چلے گئے، حسنؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے سچ کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ جہاد اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں کو ان کی طرح سے نہیں کر سکتا جنہوں نے جہاد کرنے اور اسلام لانے میں دیر کی[3]

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۷ صف ۱۳۶ واخرجہ ایضاً الزبیر عن عمہ مصعب عن نوفل بن عمارۃ بنحوہ کما ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج ۲ صف ۱۱۱، [2] اخرجہ الحاکم ج ۳ صف ۲۸۲ من طریق ابن المبارک عن جریر بن حازم، [3] وہکذا ذکرہ فی الاستیعاب ج ۲ صف ۱۱۰ واخرجہ الطبرانی ایضاً عن الحسن بمعناہ مطولا قال الہیثمی ج ۸ صف ۴۶ رجالہ رجال الصحیح الا ان الحسن لم یسمع من عمر انتہی و اخرجہ البخاری فی تاریخہ والباوردی من طریق حمید عن الحسن بمعناہ مختصراً کما فی الاصابۃ ج ۲ صف ۹۴۔

ابوسعد[1] بن فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور سہیلؓ بن عمرو ملکِ شام جہاد کے لئے ایک ساتھ چلے میں نے ان سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں سے اللہ کے راستے میں اپنی عمر بھر میں سے تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرنا بہتر ہے اس کے عمل سے جو اس نے مدت العمر اپنے گھر رہ کر کئے ہیں حضرت سہیلؓ نے کہا کہ میں مرتے دم تک برابر جہاد کروں گا اور اب مکہ لوٹ کر نہ آؤں گا۔ چنانچہ یہ ہمیشہ ملک شام میں رہے اور طاعون عمواس میں انتقال کر گئے [2]

ابونوفل[3] فرماتے ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ مکہ سے نکلے اہلِ مکہ کو ان کی روانگی سے انتہائی قلق تھا کوئی روٹی کھانے والا مکہ میں ایسا نہ بچا جو انہیں پہونچانے نہ نکلا ہو۔ جب یہ مکہ سے چل کر بطحاریا کسی اور مقام میں جہاں اللہ نے چاہا کھڑے ہوئے لوگ بھی ان کے گرداگرد کھڑے رو رہے تھے، جب انہوں نے لوگوں میں یہ گھبراہٹ دیکھی تو کہا اے لوگو! خدا کی قسم میں تم لوگوں سے ناراض ہو کر نہیں جا رہا ہوں اور نہ یہ کہ ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار کر رہا ہوں، لیکن یہ امر (جہاد فی سبیل اللہ) ایسا ہے کہ جس کے لئے قریش کے کچھ لوگ نکلے تھے جو نہ خاندانی تھے اور نہ دولت مند تھے وہ اس جہاد کی بدولت ہم سے آگے بڑھ گئے خدا کی قسم اگر مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو جائیں اور ہم ان کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیں تب بھی ہم ان کے ایک دن کے ثواب کا مقابلہ نہیں کر سکتے، خدا کی قسم اگر ہم لوگ دنیا میں اس فضیلت کو گم کر چکے ہیں تو ہماری یہ طلب و آرزو ہے کہ آخرت میں تو ان کے شریک ہو جائیں اللہ کے نزدیک زیادہ متقی وہ آدمی ہے جس نے اس کام کو کیا، یہ کہہ کر یہ ملکِ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی لے گئے اور وہیں جا کر شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے [4]

حضرت[5] زیادؓ جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے مرتے وقت فرمایا کہ سطح زمین پر اس رات سے زیادہ محبوب کوئی اور رات میرے لئے نہیں گزری کہ سردی انتہائی سخت اور پانی کو جما دینے والی پڑ رہی تھی، میں بھی مہاجرین

---

[1] واخرج ابن سعد ج ۵ صفہ ۳۳۵، [2] کذا فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۹۴ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۲۸۲ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ مثلہ [3] اخرج ابن المبارک عن الاسود بن شیبان عن ابی نوفل بن ابی عقرب [4] کذا فی الاستیعاب ج ۱ صفہ ۳۱۰ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۲۷۸ من طریق ابن المبارک نحوہ [5] اخرج ابن سعد۔

کی ایک جماعت میں تھا کہ اس کی صبح کو دشمنوں سے مڈبھیڑ ہونے والی تھی لہٰذا تم لوگ جہاد کو لازم پکڑ لو[1]۔

قیس[2] بن ابی حازمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رات کہ میرے گھر نئی دلہن آئی ہو اور اس سے مجھے الفت بھی ہو اور لڑکے کے پیدا ہونے کی بشارت بھی اس رات میں دی گئی ہو میرے نزدیک اتنی محبوب نہیں جتنا کہ وہ رات ہے جس میں ایسی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جما دینے والی ہو اور میں مہاجرین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو[3]۔

حضرت قیس[4] بن ابی حازمؒ ہی فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے فرمایا کہ بسا اوقات میں جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے تلاوتِ قرآن نہ کر سکا[5]۔

ابو یعلیٰ[6] کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ جہاد کی مشغولیت نے مجھ کو قرآن کے سیکھنے سے بسا اوقات روک دیا۔

ابو وائل[7] فرماتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے وفات کے قریب فرمایا کہ میں نے جہاد میں شہید ہونے کی تمنا کی تھی مگر میرے مقدر میں نہ تھا اور میں اب اپنے بستر پر مر رہا ہوں اور میرے پاس لا الٰہ الا اللہ کے بعد کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس سے میں امید رکھوں مگر ایک رات ہے جو میں نے سر پر ڈھال لئے ہوئے گزار دی اور ابر میرے اوپر لگاتار صبح تک برستا رہا صبح ہم نے کفار پر حملہ کر دیا اس کے بعد فرمایا جب میں مر جاؤں تو میرے سارے ہتھیار اور میرا گھوڑا ذرا خیال کر کے جمع کر لینا اور اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے دے دینا، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے جنازے کے لئے نکلے اور فرمایا خالدؓ کے گھرانے کی عورتوں پر آنسو بہا کر رونے میں کوئی حرج نہیں لیکن واویلا اور نوحہ نہ ہونا چاہیئے[8]۔ اس روایت[9] سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالدؓ کی وفات مدینہ میں ہوئی مگر اکثر روایات ان کی وفات حمص میں بتاتی ہیں[10]۔

حضرت عبد[11] اللہؒ بن محمد اور عمرؒ اور عمارؒ کی روایتوں میں ہے کہ حضرت بلالؓ نے حضرت

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۴۱۴ [2] اخرجہ ابو یعلی [3] کذا فی المجمع ج ۹ صفہ ۳۵۰ وقال رجالہ رجال الصحیح [4] اخرج ابو یعلی ایضا [5] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۵۰ رجالہ رجال الصحیح [6] وذکرہ فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۴۱۴ [7] اخرج ابن المبارک فی کتاب الجہاد عن عاصم بن بہدلۃ [8] کذا فی الاصابۃ [9] قال فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۴۱۵ [10] واخرجہ الطبرانی ایضاً عن ابی وائل بنحوہ مختصراً قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۵۰ واسنادہ حسن۔ انتہیٰ [11] اخرج الطبرانی عن عبد اللہ بن محمد وعمر وعمار ابنی حفص عن آبائہم عن اجدادہم۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا اے خلیفہ رسول اللہ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مومنین کے عمل میں سب سے افضل عمل اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے آپ کو مرتے دم تک جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بلال! میں تمہیں خدا کی اور اپنی حرمت اور اپنے حقوق کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری عمر زیادہ ہوچکی ہے اور میری قوتیں کمزور ہوچکی ہیں اور میری وفات قریب ہے تم جہاد میں نہ جاؤ، حضرت بلالؓ یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس ٹھہر گئے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرؓ کے پاس آکر وہی بات کہی جو خلیفۂ اولؓ سے کہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روکا۔ حضرت بلالؓ نہیں رُکے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اے بلالؓ! اذان کون دے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ کام سعدؓ کے حوالے کیجئے، وہ مسجد قبا میں حضورؐ کے زمانے میں اذان دے چکے ہیں' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اذان دینا حضرت عقبہؓ اور حضرت سعدؓ کے لئے مقرر کر دیا[۱]

محمد بن ابراہیمؒ[۲] کی روایت میں ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابھی آپؐ کی تجہیز و تکفین نہ ہوئی تھی، حضرت بلالؓ پہلے طریقہ پر اذان دیتے رہے جب اس کلمہ پر پہنچے، اشہدان محمدا رسول اللہ۔ تو جو لوگ مسجد میں ہوتے رو پڑتے، آپؐ کے دفن کئے جانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے اذان دینے کے لئے کہا تو حضرت بلالؓ نے فرمایا اگر آپ نے مجھ کو اس لئے آزاد کیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں تو یہ البتہ اس کی ایک سبیل ہے اور اگر آپ نے مجھ کو اللہ کے لئے آزاد کیا تھا تو مجھے اس اللہ کے لئے چھوڑ دیجئے جس کے لئے آپ نے مجھے آزاد کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں محض اللہ کے لئے آزاد کیا تھا۔ حضرت بلالؓ نے کہا کہ میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ کو اس بات کا اختیار ہے۔ حضرت بلالؓ مدینہ ٹھہرے رہے جب شام کے لئے لشکر روانہ ہوا یہ بھی ان کے ساتھ چل دیئے اور شام پہنچ گئے۔

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب منبر پر جمعہ کے دن تشریف فرما ہوئے تو حضرت بلالؓ نے آپ سے کہا کہ اے ابوبکر! حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا لبیک!

---

[۱] قال الہیثمی ج ۵ ص ۲۷۴ وفیہ عبدالرحمن بن سہل بن عمار و ہو ضعیف انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۳ ص ۱۶۸ ایضا بہذا الاسناد نحوہ، [۲] واخرج عن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی عن ابیہ۔

حضرت بلالؓ نے پوچھا کہ آپ نے مجھے اللہ کے لئے آزاد کیا ہے یا اپنے نفس کیلئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کے لئے، حضرت بلالؓ نے کہا تو آپ مجھے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی اجازت دیجئے، حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دے دی یہ ملکِ شام چلے گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ [1]

ابوایوب[2] اور مقداد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ ہم ہر حالت میں جہاد کے لئے سفر کریں، ان دونوں حضرات کی مراد یہ آیۃ ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً۔ ترجمہ: "جہاد کے لئے نکلو خواہ تم تنگی میں ہو یا آسانی میں"۔ ابی راشد[3] جرانیؒ فرماتے ہیں کہ میں مقداد بن[ؓ] اسود سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار ہیں ملا یہ موضع حمص میں ایک صراف کے صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے ان کی ہڈی ہڈی دکھائی دے رہی تھیں اور جہاد کا ارادہ کر رہے تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کو معذور رکھا ہے فرمایا کہ ہمارے پاس جہاد کی یہ آیۃ آچکی ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً[4] "جہاد کے لئے چلو ہلکے ہو یا بھاری"۔ جبیر[5] بن[ؓ] نفیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت مقدادؓ بن اسود کے پاس دمشق میں بیٹھا ہوا تھا یہ اپنی لاغری کی وجہ سے کسی صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے ان سے ایک صاحب نے کہا امسال اگر آپ جہاد کو ملتوی کردیں تو بہت اچھا ہے فرمایا جہاد کرنے والی آیۃ ہمارے پاس آچکی ہے یعنی سورۂ توبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً میں اپنے آپ کو ہلکا ضرور پاتا ہوں۔

حضرت[6] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ براۃ پڑھی جب اس آیۃ پر پہنچے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالاً فرمایا کہ ہمارا رب تو ہم سے جوانی اور بڑھاپے دونوں میں جہاد کو فرماتا ہے اے میرے بیٹو! مجھے سامان دیکر جہاد کیلئے رخصت کرو مجھے سامان دے کر جہاد کے لئے رخصت کرو بیٹوں نے عرض کیا اللہ پاک آپ پر رحم کرے آپ نے حضورؐ کے ہمراہ رہ کر غزوہ کیا یہاں تک کہ حضورؐ کی وفات ہوگئی پھر آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا

---

[1] واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۰ عن سعید بنحوہ [2] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۹ صفحہ ۴۷ عن ابی یزید المکی۔ [3] اخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۷۶۔ [4] واخرجہ الطبرانی عن ابی راشد بنحوہ قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۳۰ وفیہ بقیۃ ابن الولید وفیہ ضعف، وقد وثق وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی۔ واخرجہ الحاکم وابن سعد ج ۳ صفحہ ۱۱۵ عن ابی راشد بنحوہ وقال الحاکم ج ۳ صفحہ ۳۴۹ ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ انتہی۔ [5] اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۱۔ [6] وذکر ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج صفحہ ۵۵۰ عن حماد بن سلمہ عن ثابت البنانی وعلی بن زید۔

یہاں تک کہ ان کی بھی وفات ہوگئی آپ جہاد میں جانے کو رہنے دیجئے، ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرلیں گے۔ فرمانے لگے ایسا نہیں ہوسکتا تم مجھے سامان دو غزوہ کے ارادہ سے سمندر کا سفر اختیار کیا اور کشتی ہی میں انتقال ہوگیا، ان کے دفنانے کے لئے کہیں کوئی جزیرہ بھی فی الحال نہ ملا سات دن کے بعد جزیرہ ملا توان کو وہیں دفنایا گیا اور جسم اور چہرے پر کوئی تغیر نہ آیا تھا[1]

محمد بن سیرینؒ[2] فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوبؓ انصاری حضورؐ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے پھر یہ ہمیشہ مسلمانوں کے ہر غزوہ میں شریک ہوتے رہے۔ مگر ایک سال غزوہ میں نہ گئے اس لئے کہ ایک نوعمر شکر کا امیر مقرر کیا گیا تھا اس سال یہ گھر بیٹھ رہے لیکن اس بات کا بعد میں ہمیشہ افسوس کرتے رہے اور فرماتے رہے کہ میرا کیا حرج تھا کوئی بھی امیر بنایا جاتا۔ یہ مریض ہوئے اور امیر شکر یزید بن معاویہؓ تھے وہ عیادت کرنے کے لئے آیا اور اس نے پوچھا کہ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان فرمائیے، کہا ہاں میری یہ حاجت ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے ایک سواری پر بٹھا کر دشمن کی زمین میں لے چلنا جہاں تک لے جایا جاسکے، جب تم لوگ لے چلنے کا راستہ نہ پاؤ تو مجھ کو دفن کرکے لوٹ آنا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا "تم لوگ جہاد کے لئے نکلو۔ ہلکے ہو یا بوجھل" میں اپنے کو یا ہلکا پاتا ہوں یا بوجھل[3]

حضرت[4] ابوایوب انصاریؓ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں غزوہ کرنے کے لئے نکلے اور بیمار ہوگئے۔ جب مرض بھاری ہوگیا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو اٹھا کر لے چلنا، اور جب تم دشمن کے سامنے صف بندی کرنا تو اپنے قدموں کے نیچے مجھے دفن کردینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا[5]، ابوظبیانؒ[6] نے کہا کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے یزید بن معاویہؓ کے ساتھ رہ کر غزوہ کیا اور فرمایا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھ کو دشمن کی

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۶۶ من طریق ثابت وعلی عن انس۔ بنحوہ مطولا وقد اخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۲۱ والحاکم ج ۳ صفحہ ۳۵۳ من طریق حماد عن ثابت وعلی عن انس بمعناہ مختصرا قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ایضا ابویعلی کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۱۲ مختصرا وقال رجالہ رجال الصحیح، [2] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۵۸، [3] واخرجہ ایضا ابن سعد ج ۳ صفحہ ۴۹ عن محمد۔ بنحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۴۰۵ وقال ورواہ ابواسحٰق الفزاری عن محمد وسمی الشاب عبدالملک بن مروان انتہی [4] اخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۴۴ عن ابی ظبیان عن اشیاخہ۔ [5] وذکر تمام الحدیث۔ انتہی۔ [6] اخرجہ الامام احمد کما فی البدایۃ ج ۸ صفحہ ۶۹۔

سرزمین میں داخل کر کے اپنے پیروں کے نیچے دفن کرنا جہاں تمہاری دشمنوں سے جنگ ہو اس کے بعد فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے، جو آدمی مرگیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا وہ جنت میں جائے گا۔[1] ابن اسحاقؒ کی روایت میں ہے کہ ابوخیثمہؓ اپنے گھر آئے جبکہ حضورؐ کو سفر کئے ہوئے کئی دن گزر گئے تھے سخت گرمی کا موسم تھا اپنی دونوں بیویوں کو اپنے باغ کی جھونپڑی میں پایا ان میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی جھونپڑیوں میں پانی چھڑک رکھا تھا اور اس میں ٹھنڈا پانی تھا اور ان کے لئے اس میں کھانا پکا ہوا تیار تھا جب باغ میں داخل ہوئے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اپنی دونوں عورتوں کو اور جو کچھ انہوں نے کر رکھا تھا اسے دیکھا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بے آب وگیاہ زمین اور لُو، دھوپ میں ہوں اور ابوخیثمہؓ ٹھنڈے سائے اور تیار شدہ کھانا اور اپنی حسین عورتوں اور اپنے مال میں ٹھہرا ہوا ہو، یہ انصاف کی بات نہیں، خدا کی قسم میں تم میں سے ایک کی بھی جھونپڑی میں داخل نہ ہونگا۔ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملوں گا۔ عورتوں نے جو توشہ تیار کیا اسے لیا پھر اپنی اونٹنی کے پاس آئے اس پر کجاوا کسا پھر حضورؐ کی طلب میں چل کھڑے ہوئے جس وقت آپؐ تبوک میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں آپؐ سے جاکر ملے۔ راستہ میں عمیرؓ بن وہب جمحی سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی حضورؐ کے پاس جا رہے تھے۔ دونوں حضرات ایک ساتھ ہو لئے جب تبوک کے قریب آئے، ابوخیثمہ نے عمیرؓ بن وہب سے کہا میرے لئے ایک گناہ ہے تمہارا اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم ذرا مجھ سے پیچھے رہو کہ میں حضورؐ کے پاس پہلے پہنچوں، چنانچہ انہوں نے اس بات کو منظور کر لیا جب یہ حضورؐ سے قریب ہوئے، حضرات صحابہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یہ راستہ کا سوار سامنے آرہا ہے حضورؐ نے فرمایا یہ ابوخیثمہ ہے صحابۂ کرامؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! خدا کی قسم واقعی یہ ابوخیثمہؓ ہے، آپؐ کی خدمت میں پہونچ کر سامنے آئے، سلام کیا، حضورؐ نے فرمایا اے ابوخیثمہ! تیرا بھلا ہو، پھر سید عالم اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا کہہ سُنایا، آپؐ نے فرمایا اچھا کیا، اور ان کے لئے دُعائے خیر فرمائی[3]

حضرت سعدؓ[4] بن خیثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضورؐ سے غزوہ تبوک میں

---

[1] واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفہ ۴۹ نحو سیاق ابن عبد البر[2] وذکر ابن اسحاق، [3] وقد ذکر عروۃ بن الزبیر وموسیٰ بن عقبۃ قصۃ ابی خیثمۃ رضی اللہ عنہم بنحو من سیاق ابن اسحاق والبسط، وذکر ان خروجہ الی تبوک کان فی زمن الخریف کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۷، [4] واخرج الطبرانی کما فی المجمع ج ۶ صفہ ۱۹۲۔

پیچھے رہ گیا تھا میں باغ میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ جھونپڑی میں پانی چھڑکا ہوا ہے اور میں نے اپنی دونوں بیویوں کو دیکھا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ انصاف کی بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوؤں میں اور سخت گرمی میں ہوں اور میں سائے اور نعمتوں میں ہوں میں اپنی سینچائی کی اونٹنی کی طرف گیا اور اس پر کجاوہ کسا اور کھجوروں کی طرف گیا اور ان میں سے توشہ لیا میری بیوی نے پکار کر کہا اے ابو خیثمہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں یہ کہتا ہوا چل پڑا کہ حضور کے پاس پہنچنے کا ارادہ ہے، جب میں بعض راستہ میں تھا تو عمیرؓ بن وہب سے میری ملاقات ہوئی میں نے کہا آپ بڑی ہمت کے آدمی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہے ہو اور میں ایک گنہگار آدمی ہوں تم ذرا مجھ سے پیچھے رہو، تاکہ میں حضور سے تنہائی میں باتیں کر لوں چنانچہ عمیرؓ مجھ سے پیچھے رہ گئے جب میں لشکر کے قریب پہنچا اور لوگوں نے مجھے دیکھ لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو نہ ہو یہ ابو خیثمہ ہیں، میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں یا رسول اللہ! ہلاکت کے قریب تھا اور میں نے اپنا قصہ کہہ سنایا مجھ سے حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا کیا اور میرے لئے دعا فرمائی [1]

صحابۂ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں بوجہ غربت جان و مال خرچ نہ کر سکنے کی وجہ سے شدتِ رنج وغم

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن یامین نضری ابو لیلیٰ اور عبد اللہ بن مغفل سے ملے یہ دونوں حضرات رو رہے تھے ان سے پوچھا کہ تم دونوں کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ آپ ہم کو سواریاں دیں آپؐ کے پاس کوئی سواری نہ تھی جو ہم کو دیتے، اور ہم لوگوں کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ ہم آپؐ کے ساتھ جہاد میں جا سکیں، یہ سن کر فوراً انہوں نے ان دونوں کو اپنی سینچائی کرنے والی اونٹنی سواری کے لئے دی اور زادِ راہ کے لئے تھوڑی سی کھجوریں۔ اسے لے کر یہ دونوں حضرات آپؐ کے ساتھ چل دیئے، یونس کی روایت میں اتنا اضافہ بھی ہے لیکن علبہ بن زیدؓ رات کو نکلے رات میں جب تک اللہ نے چاہا انہوں نے نماز پڑھی پھر روئے

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۹۳، وفیہ یعقوب بن محمد الزہری وہو ضعیف انتہی۔

اور ذاتِ باری میں عرض کیا اے میرے اللہ! تو نے ہمیں جہاد کا حکم دیا اور جہاد میں رغبت دلائی۔ مگر تو نے ہمیں اتنا سامان نہیں دیا جس سے ہم اس کام میں مدد لے سکیں اور نہ تو نے اپنے رسولؐ کے ہاتھ میں اتنا دیا کہ آپؐ ہم کو سواری دے سکیں میں ہر مسلمان پر ہر وہ ظلم وستم جو اس نے مجھے پہنچایا ہے۔ میر مال کے بارے میں یا جسم کے بارے میں یا عزت کے بارے میں صدقہ کرتا ہوں' (معاف کرتا ہوں) اس کے بعد صبح ہی صبح لوگوں کے پاس پہنچے حضورؐ نے فرمایا اس رات میں صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ مگر کوئی نہ کھڑا ہوا، آپؐ فرمایا وہ صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ کھڑا ہو جائے چنانچہ علبہؓ آپؐ کے پاس کھڑے ہوئے اور آپؐ سے اپنا قصہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا اے علبہ! خوشخبری حاصل کرو پس قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضۂ قدرت میں ہے تیرا یہ صدقہ قبول کی ہوئی زکوٰۃ میں لکھا گیا [۱]

ابو عبس[۲] بن حبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علبہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے صحابہؓ میں سے ہیں جب حضورؐ نے لوگوں کو صدقہ دینے پر آمادہ کیا ہر آدمی اپنی حیثیت سے کچھ نہ کچھ لایا۔ علبہؓ کے پاس کچھ نہ تھا، حضرت علبہ بن زیدؓ نے دُعا مانگی کہ اے میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں صدقہ میں دوں اے میرے اللہ! تیری مخلوق میں سے جس کسی نے بھی میری آبروریزی کی ہے میں اس کو صدقہ کرتا ہوں (معاف کرتا ہوں) حضورؐ نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے اعلان کیا کہ گزشتہ رات اپنی عزت کا صدقہ کرنے والا کہاں ہے؟ حضرت علبہؓ کھڑے ہوئے کہ میں ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا تمہارا صدقہ قبول کیا گیا [۳]

خروج فی سبیل اللہ میں تاخیر کرنے پر ناخوشگواری

حضرت[۴] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۵ صفہ ۵ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۵۰۰ ذکر ابن اسحاق الحدیث بغیر اسناد۔ وقد ورد مسندا موصولا من حدیث مجمع بن حارثہ ومن حدیث عمرو بن عوف وابی عبس بن حبر ومن حدیث علبۃ بن زید وقتیبۃ۔ فقد روی ذلک ابن مردویہ عن مجمع بن حارثۃ۔ [۲] وروی ابن مندۃ [۳] وروی البزار عن علبۃ بن زید رضی اللہ عنہ نفسہ قال حث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقہ فذکر الحدیث قال البزار علبۃ ہذا رجل مشہور من الانصار ولا نعلم لہ غیر ہذا الحدیث، وروی ابن ابی الدنیا وابن شاہین من طریق کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ نحوہ۔ انتہی مختصرا واخرجہ ابن النجار عن علبۃ بن زید مختصرا کما فی کنز العمال ج ۷ صفہ ۸۰، [۴] اخرج الامام احمد۔

موتہ کی طرف روانہ فرمایا، حضرت زیدؓ کو اس کا امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ قتل کئے جائیں تو جعفرؓ امیر ہیں اور اگر جعفرؓ بھی شہید کر دیئے جائیں تو ابن رواحہؓ کو امیر بنانا رضی اللہ عنہم۔ حضرت ابن رواحہؓ پیچھے رہ گئے اور جمعہ کی نماز حضورؐ کے ساتھ ادا کی۔ آپؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ تم کس لئے پیچھے رہ گئے؟ عرض کیا کہ میں نے کہا کہ میں جمعہ پڑھ لوں (پھر لشکر کے ساتھ مل جاؤنگا) آپؐ نے فرمایا ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا اور جو اس میں ہے اس سے بہتر ہے [۱]

حضرت [۲] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے عبد اللہ بن رواحہؓ کو کسی سریہ میں بھیجا اور اس جماعت کی روانگی جمعہ کے دن ہوئی اپنے ساتھیوں کو انہوں نے بھیج دیا اور کہا کہ میں آپؐ کے ساتھ جمعہ پڑھ لوں پھر ان لوگوں سے مل جاؤں گا۔ جب حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی آپؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کس وجہ سے تم صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ نہیں چلے گئے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ سوچا کہ آپؐ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لوں پھر ان لوگوں سے جا کر مل جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم جو کچھ روئے زمین پر ہے اس کو بھی خرچ کر دو ان کے صبح صبح چلنے کا ثواب نہیں پا سکتے ہو۔ [۳]

حضرت [۴] معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کو ایک غزوہ کا حکم دیا ایک آدمی نے اپنے گھر والوں سے کہا میں رک جاؤں آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ لوں اور آپؐ کو سلام کر کے آپؐ سے رخصت ہوں تو آپؐ میرے لئے کوئی دعا کرینگے جو بروز قیامت میرے لئے پیش رو ہو جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے وہ آدمی سلام کرتا ہوا سامنے آیا، آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھی تم سے کتنے آگے ہو چکے ہیں؟ اس آدمی نے کہا ہاں صرف نصف دن چونکہ وہ صبح جا چکے ہیں، آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے وہ لوگ فضیلت میں تجھ پر اس سے زیادہ بڑھ چکے ہیں جتنا کہ مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے [۵]، حضرت [۶] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک سریہ کے نکلنے کا حکم دیا ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسی رات ہی میں ہم چل پڑیں یا صبح تک ٹھہرے رہیں؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم لوگوں کو یہ بات

---

۱ کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۲ واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ عن ابن عباس نحوہ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۰۹۔ ۲ واخرج الامام احمد ایضاً ۳ وہذا الحدیث قد رواہ الترمذی ثم عللہ بما حکاہ عن شعبۃ انہ قال لم یسمع الحکم عن مقسم الا خمسۃ احادیث ولیس ہذا منہا، کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۲ ۴ اخرج الامام احمد ایضاً ۵ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۴ وفیہ زبان بن فائد وثقہ ابو حاتم وضعفہ جماعۃ وبقیۃ رجالہ ثقات۔ انتہی، ۶ اخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۵۸

پسند نہیں کہ تم رات جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں گذارو۔[۱] ابوزرعہ بن عمرو بن جریر[۲] فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب سارا لشکر چلا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذؓ کو دیکھا اور پوچھا تمہیں کس چیز نے روک لیا؟ حضرت معاذؓ نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر چلوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلنا دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔[۳]

جہاد سے پیچھے رہنے اور کوتاہی کرنے پر عتاب

حضرت[۴] کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوے کئے ہیں ان میں سے کسی میں پیچھے نہیں رہا مگر غزوۂ تبوک میں اور غزوۂ بدر میں لیکن آپؐ نے کسی اس آدمی پر جو غزوۂ بدر میں پیچھے رہا عتاب نہیں فرمایا، (غزوۂ بدر میں) آپؐ قریش کے تجارتی قافلہ کا ارادہ کرکے (مدینہ سے باہر) تشریف لے گئے اللہ پاک نے مسلمانوں اور اُن کے دشمنوں کا مقابلہ کرا دیا جس کا پہلے سے کوئی وعدہ نہ تھا، میں آنحضرتؐ کے ساتھ لیلۂ عقبہ میں حاضر ہوا یہ وہی جگہ تھی جہاں ہم لوگوں نے اسلام پر آپؐ سے بیعت کی تھی اور مجھے بدر کی حضوری سے یہ رات زیادہ محبوب ہے، گو لوگوں میں غزوۂ بدر کا تذکرہ لیلۂ عقبہ سے زیادہ ہے، میرا قصہ (غزوۂ تبوک میں نہ شریک ہو سکنے کا اس طرح پر ہے) غزوۂ تبوک میں جس وقت کہ میں پیچھے رہا تھا میں دولت مند بھی تھا اور مجھ میں قوت بھی تھی جو اس سے قبل نہ تھی خدا کی قسم میرے پاس اس سے پہلے کبھی بھی دو سواریاں نہ تھیں میں نے اس غزوہ کے لئے دو سواریاں جمع کر رکھی تھیں، آنحضرتؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو آپؐ توریہ (اشارہ اور کنایہ) سے کام لیتے، جب غزوۂ تبوک پیش آیا، انتہائی سخت گرمی کا موسم تھا، سفر بھی نہایت طویل تھا، جنگل اور دشمن کی تعداد بھی کثیر تھی، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بات

۱؎ واخرجہ الطبرانی ایضاً عن ابی ہریرۃ۔ بنحوہ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۲۷۶ وشیخہ بکر بن سہل الدمیاطی قال الذہبی مقارب الحدیث وقال النسائی ضعیف وفیہ ابن لہیعۃ ایضاً۔ انتہی۔ ۲؎ اخرج ابن راہویہ والبیہقی۔ ۳؎ کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۸۹ ۴؎ اخرج البخاری۔

بہت واضح کردی تھی، تاکہ اس غزوہ کے لئے اچھی طرح تیاری کرلیں اور آپؐ نے بڑی صفائی کے ساتھ بیان کردیا تھا کہ فلاں جگہ کا ارادہ ہے، آپؐ کے ہمراہ مسلمان کثیر تعداد میں شریک ہوئے، جس تعداد کو کسی رجسٹر میں ضبط نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جس کسی آدمی نے اس غزوہ میں جانے سے چھپنے کا ارادہ کیا اس نے یہ یقین کرلیا کہ ہماری بات اسی وقت تک پوشیدہ رہے گی جب تک کہ اللہ پاک کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پروحی نہ اُترے آپؐ نے یہ غزوہ ایسے وقت کیا کہ کھجوروں کا پکنا اور درختوں کا سایہ اچھا معلوم ہورہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپؐ کے ہمراہ تیاری کی میں بھی تیاری کے ارادہ سے صبح کرتا کہ آپؐ کے ہمراہ چلوں گا اور لوٹ آتا، اور کچھ بھی کام نہ کرتا اور اپنے دل میں یہ گمان رکھتا تھا کہ مجھے تو ہرطرح کی قدرت ہے، جب چاہوں گا چلدوں گا اسی نفسانی دھوکہ کی وجہ سے میں کچھ نہ کرسکا لوگ مکمل تیاری کرچکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان چل دیئے، میں نے سامان کی کوئی تیاری نہ کی اور یونہی اپنے جی میں کہتا رہا کہ ایک یادو دن میں تیاری کرکے آپؐ کے لشکر کے ساتھ جاملوں گا۔ جب لشکر چلا گیا تو میں صبح کو اٹھا کہ تیاری کروں مگر نہ کرسکا اور لوٹ آیا، پھر اسی طرح اگلے دن تیاری کے لئے اٹھا اور لوٹ آیا اور کچھ بھی تیاری نہ کرسکا، روزانہ میرا یہی معمول تھا یہاں تک کہ مسلمان چل دیئے اور غزوہ میں پہنچنے کا وقت مجھ سے چھوٹ گیا، میں نے ارادہ بھی کیا کہ اب کوچ کرکے اُن سے جاملوں اور کاش کہ میں ایسا کرلیتا لیکن مجھے اس کی بھی مقدرت نہ ہوئی، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد جب میں گھر سے نکلتا اور لوگوں میں چکر لگاتا تو مجھے یہ دیکھ کر بہت قلق ہوتا کہ مدینہ میں وہی لوگ نظر آتے تھے جن پر دین کے بارے میں طعنہ دیا گیا تھا اور جو نفاق کے ساتھ متہم تھے یا وہ کمزور لوگ نظر آتے تھے جن کو اللہ پاک نے معذور گردانا ہے، آنحضرتؐ کو جب تک آپؐ تبوک نہ پہنچ لئے میں یاد نہ آیا، آپؐ لشکر کے ہمراہ تبوک میں تشریف فرما تھے، آپؐ نے فرمایا کعب کہاں ہیں؟ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے جواب دیا یارسول اللہ! ان کو اپنی چادر کے سنوارنے اور اپنے کاندھوں پر نظر کرنے نے روکا حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا تم نے نہایت نامناسب بات کہی، خدا کی قسم یارسول اللہ! جہاں تک مجھے علم ہے میں نے کعبؓ میں بھلائی ہی پائی، یہ سن کر حضورؐ نے سکوت فرمایا حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھے آپؐ کی واپسی کی اطلاع ملی تو فکر اور رنج نے مجھے گھیر لیا اور میں نے جھوٹ کے گھڑنے کا ارادہ کیا، اور یہ اس وجہ سے کہ آپؐ کی ناراضگی سے کل کسی طرح

میں بچ نکلوں، اور اس بارے میں میں نے اپنے گھر کے ہر رائے دہندہ سے امداد بھی طلب کی، جب مجھے یہ اطلاع دی گئی کہ حضورؐ آج شام کو تشریف لانے والے ہیں تو وہ ساری غلط بیانی جو میں نے سوچ رکھی تھی میرے دل سے ختم ہو گئی، اور مجھے یقین آگیا کہ میں اس خطا سے کبھی بھی ادنیٰ جھوٹ کے ذریعے بری نہیں ہو سکتا، اب تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا، آنحضرتؐ صبح کو تشریف لے آئے، آپؐ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مسجد میں جاتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر وہیں لوگوں سے ملنے کے لئے تشریف فرما رہتے، چنانچہ آپؐ نے ایسا ہی کیا، آپؐ کے پاس غزوہ میں نہ جانے والے لوگ آئے اور آپؐ سے عذر بیان کرنا شروع کیا، اور قسمیں کھائیں اور ان غزوہ میں نہ جانے والوں کی تعداد اسی سے کچھ اوپر تھی، آپؐ نے ان کی ظاہر بیانی کو مان لیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے لئے استغفار کیا، اور ان کے باطن کو اللہ عزوجل کے حوالے کیا، میں بھی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ مسکرائے لیکن مسکراہٹ میں غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا آؤ میں آگے بڑھ کر آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا، آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا، تمہیں غزوہ سے کیا چیز مانع آئی؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا، بیشک خدا کی قسم میں نے سواری خریدی تھی، اگر میں آپ کے علاوہ کسی اور دنیا والے کے پاس بیٹھتا تو میرا خیال ہے کہ میں اس کی ناراضگی سے عذر کے ذریعے بری ہو جاتا، اور میں اپنی بات کے دعویٰ کے لئے دلیل پر دلیل لاتا لیکن میں خدا کی قسم یقین رکھتا ہوں کہ اگر آج غلط بیانی کے ذریعے میں آپ کو راضی کر لوں تو عنقریب ہی اللہ پاک آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچ بات عرض کرتا ہوں تو آپ مجھ پر ضرور ناراض ہوں گے لیکن مجھے اس سچ میں اللہ کی طرف سے معافی کی قوی امید ہے، خدا کی قسم یا رسول اللہ! میرے لئے کوئی عذر نہ تھا اور خدا کی قسم جب آپ سے میں پیچھے رہا تو مجھ میں قوت بھی تھی اور دولت بھی تھی جو اس سے قبل ایسی نہ تھی، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچی بات کہی، اور آپؐ نے فرمایا، جاؤ! یہاں تک کہ اللہ پاک تمہارے بارے میں فیصلہ نافذ کرے۔ چنانچہ میں وہاں سے چلا بنی سلمہ کے کچھ لوگ اُٹھے اور میرے پیچھے ہو لئے اور مجھ سے کہا کہ خُدا کی قسم ہم نے تیری کوئی خطا اس سے پہلے نہیں جانی تھی، کیا تو اس بات سے عاجز تھا کہ تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح کا کوئی عذر گھڑتا؟ جیسا کہ پیچھے

رہ جانے والوں نے عذر تراشا ہے اور تمہارے گناہ کے لئے آنحضرت ﷺ کا استغفار کرنا کافی تھا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ برابر مجھے ملامت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ میرا ارادہ بھی ہوا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں واپس جاکر اپنے بارے میں کچھ جھوٹ بول آؤں، پھر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا میرے جیسا اس معاملے میں کوئی اور بھی میرا ساتھی ہے؟ بنی سلمہ کے لوگوں نے کہا ہاں! دو آدمی اور ہیں کہ انہوں نے بھی تیرے جیسا بیان دیا ہے، اور ان سے بھی وہی کہا گیا ہے جو تم سے کہا گیا، میں نے دریافت کیا کہ وہ دو آدمی کون ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا ایک تو مرارہؓ بن ربیع عمری ہیں دوسرے ہلالؓ بن امیہ واقفی، جب ان لوگوں نے ان دو بھلے آدمیوں کا جو غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں جن میں اخلاقی خوبیاں تھیں تذکرہ کیا تو میں نے ان دونوں کا ذکر سنا اور اپنے گھر چلا گیا ادھر آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو فقط ہم تینوں سے جو غزوہ میں شریک نہیں ہوئے تھے کلام کرنے تک سے منع کر دیا تھا، لوگوں نے ہم سے اجنبیت برتی اور سارے کے سارے ہم سے بدل گئے مجھے روئے زمین پر اپنا آپا بھی برا لگنے لگا، اور اپنے وطن کی سرزمین اجنبی اور اوپری دکھائی دینے لگی، ہم لوگ پچاس رات تک اسی طرح رہے ہمارے دونوں ساتھیوں نے انتہائی ذلت محسوس کی، اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور سوائے رونے کے ان کا کچھ کام نہ تھا لیکن میں جواں مرد کی طرح قوم میں چلتا اور بہادر بنا پھرتا میں مسلمانوں کے ساتھ گھر سے نکل کر نماز میں بھی شریک ہوتا اور بازاروں میں بھی چکر لگاتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، آپ ﷺ کو سلام کرتا اور اپنے جی میں یہ کہتا کہ آپ ﷺ کے دونوں لب مبارک نے میرے سلام کے جواب میں حرکت فرمائی یا نہیں؟ آپ ﷺ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور کن انکھیوں سے آپ ﷺ کی طرف دیکھا جاتا، جب میں اپنی نماز میں لگ جاتا تو آپ ﷺ میری طرف توجہ فرماتے اور جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا تو آپ ﷺ منہ پھیر لیتے، جب ایک مدت طویل مسلمانوں کی اس بے رخی سے گزر گئی تو میں گیا، ابوقتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، یہ میرے چچیرے بھائی اور لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے، میں نے انہیں سلام کیا، اللہ کی قسم انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہ دیا، میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں؟ وہ چپ لگا گئے، میں نے دوبارہ ان کو قسم دے کر یہی سوال کیا

پھر بھی وہ خاموش رہے میں نے ۳ بارہ ان کو قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے، میری دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں واپس آگیا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا تھا کہ اہل شام کے غلہ فروشوں میں سے جو مدینہ میں غلہ بیچنے آتے تھے ایک غلہ فروش کہہ رہا تھا کہ کوئی مجھے کعب بن مالک کا پتہ بتادے لوگوں نے اسے اشارہ سے بتایا، وہ نبطی میرے پاس پہنچا اور مجھے بادشاہِ غسان کا ایک خط جو ریشم کے کپڑے پر لکھا ہوا تھا دیا، جس کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

"اما بعد! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ پاک تم کو ذلت اور ضائع ہونے کی جگہ نہ رکھے تم ہم سے مل جاؤ ہم تمہاری قدر دانی کریں گے"۔

جب میں نے اسے پڑھا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ یہ ایک اور مصیبت آئی ہے میں نے اس خط کو لیا اور دہکتے ہوئے تنور میں جھونک دیا، ہم تینوں نے اس کسمپرسی کے عالم میں پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں کاٹ دیں، کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ حضورؐ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہوجاؤ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ علیحدہ ہونے سے کیا مطلب ہے؟ کیا میں اس کو طلاق دے دوں؟ قاصد نے کہا نہیں بلکہ اس کے ساتھ نہ رہو اور اس کے قریب نہ جانا، اور آپؐ کی طرف سے میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی جیسا پیغام پہنچا، میں نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا اور ان کے پاس اس وقت تک رہ کہ اللہ پاک ہمارے اس امر کا فیصلہ دے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہلال بن اُمیہؓ کی بیوی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہلال بن اُمیہؓ بوڑھے اور ناکارہ ہیں ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں، تو کیا آپ کو یہ امر ناگوار ہے کہ میں اُن کی خدمت کرتی رہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن وہ تمہارے قریب نہ آنے پائیں انہوں نے کہا خدا کی قسم اُن میں تو کسی چیز کی طرف حرکت کرنے کی گنجائش نہیں اور خدا کی قسم وہ اس واقعہ کے بعد سے اب تک برابر رو رہے ہیں۔ حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض گھر والوں نے کہا تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عورت کے بارے میں اجازت طلب کر جیسا کہ ہلالؓ بن اُمیہ نے عورت سے خدمت

لینے کے بارے میں اجازت طلب کی۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں عورت کے بارے میں آپؐ سے اجازت طلب نہ کروں گا، خدا جانے جب میں آپؐ سے اجازت طلب کرنے جاؤں آپؐ کیا فرمائیں؟ جبکہ میں جوان ہوں۔ حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ اس حالت پر بھی دس راتیں اور گزر گئیں، یہاں تک کہ پچاس راتیں بائیکاٹ کے وقت سے پوری ہوگئیں، ان پچاس راتوں کے بعد فجر کی نماز پڑھ کر میں اپنے گھروں کی چھتوں میں سے ایک چھت پر بیٹھا ہوا تھا، اپنی اسی حالت پر کہ مجھ پر اپنا آپ بھاری تھا اور روئے زمین باوجود کشادگی کے تنگ تھی، میرے کان میں ایک پکارنے والے کی آواز آئی جو سلع پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر بلند آواز سے کہہ رہا تھا "اے کعب! خوشخبری حاصل کرو" یہ سن کر میں فوراً سجدہ میں گر پڑا اور یقین کرلیا کہ کشادگی کا دروازہ کھل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ہم لوگوں کی توبہ قبول کئے جانے کا لوگوں میں اعلان کرایا بشارت دینے والوں نے ہمیں بشارت دی اور ہمارے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی پہنچ کر بشارت دی، ایک گھوڑا سوار خوشخبری کے لئے گھوڑا دوڑاتا میرے پاس چلا، اتنے میں ایک اسلمی بھائی بھاگ کر پہاڑی پر چڑھا اور اس نے تو وہیں سے بلند آواز سے پکار کر بشارت دی، یہ آواز سوار سے پہلے مجھ تک پہنچ گئی۔ جب میرے پاس وہ شخص پہنچا جس نے پہاڑی پر سے خوشخبری دی تھی، میں نے اپنے دونوں کپڑے اُتار کر اسے خوشخبری سُنانے کے عوض میں پہنا دیئے اور خدا کی قسم میرے پاس اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا اور کچھ نہ تھا، پھر میں نے بطور عاریت دو کپڑے لے کر پہنے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل دیا راستے میں جماعت کی جماعت مجھ کو توبہ کے قبول کئے جانے کی مبارکباد دیتی تھی کہ مبارک ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کی، میں مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے ارد گرد صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا، مجھے دیکھ کر طلحہ بن عبید اللہؓ لپکے اور مصافحہ کیا اور مبارکباد دی خدا کی قسم مہاجرینؓ میں سے ان کے علاوہ کوئی اور مجھے دیکھ کر نہ کھڑا ہوا میں طلحہؓ کے اس سلوک کو کبھی نہ بھولوں گا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضورؐ کو سلام کیا تو آپؐ کا چہرۂ مبارک خوشی سے دمک رہا تھا فرمایا خوشخبری حاصل کرو ایسے دن کی بھلائی کی جب سے تمہاری ماں نے جنا ہوگا ایسا دن نہ گزرا ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بشارت آپؐ کی جانب سے ہے یا رسول اللہ! یا اللہ کی جانب سے؟ آپؐ نے فرمایا میری جانب سے

نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے ہے، آنحضرتؐ کا چہرہ مبارک خوشی کے موقع پر اس طرح منور ہوتا جس طرح کہ چاند کا ٹکڑا، اور ہم لوگ آپؐ کی مسرت کو اسی چیز سے پہچانتے تھے، جب میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے تمام مال سے دستبرداری دوں اور اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے صدقہ کر دوں حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو روک لو، اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے، میں نے عرض کیا کہ میں اپنا خیبر والا حصہ روک لیتا ہوں اور میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ پاک نے مجھے سچ کی بدولت نجات دی اور میری توبہ میں سے یہ بھی ضروری ہے کہ اب جب تک میری حیات ہے میں سوائے سچ کے جھوٹ نہ بولوں گا، پس خدا کی قسم جہاں تک مجھے مسلمانوں کا علم ہے جن کو اللہ پاک نے سچائی میں آزمایا ہے جب سے میں نے حضورؐ سے اس کا وعدہ کیا میں نے جھوٹ کا استعمال نہیں کیا، اور مجھے اللہ پاک سے اس چیز کی قوی اُمید ہے کہ اللہ پاک جھوٹ سے میری حفاظت کرے گا۔ جب تک کہ میری زندگی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ پاک نے یہ آیات نازل فرمائیں لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّعَلَي الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (سورۂ توبہ رکوع ۱۴) ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصارؓ کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چکا تھا پھر اللہ نے اس (گروہ) کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے، اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر (بھی خاص) توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع کرتے رہا کریں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے ہیں بڑے رحم کرنے والے

ہیں، اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو"۔
خدا کی قسم جب سے مجھے اللہ پاک نے اسلام کی ہدایت دی اللہ پاک نے اس سے بڑا انعام میرے اوپر کبھی نہیں کیا کہ میں نے حضورؐ سے سچ بولا تھا اور یہ بھی اللہ کا بڑا انعام ہے کہ میں نے آپؐ سے جھوٹ نہیں بولا جو میری تباہی کا باعث بنا جیسا کہ وہ لوگ تباہ ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا، اللہ پاک نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جنہوں نے اس وقت جھوٹ بولا جبکہ وحی اتر رہی تھی وہ سخت ترین کلمہ اللہ پاک نے ان لوگوں کے لئے کہا جو کسی کے لئے نہ کہا ہوگا سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ط فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ط إِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ہ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ہ (سورۂ توبہ ع ۱۲) ترجمہ:۔ ہاں اب وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (اخیر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق وخلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے۔ یہ اس لئے قسمیں کھاویں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو (ان کو کیا نفع؟ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا"۔
حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ہم تینوں ان لوگوں سے علیحدہ رہے جن کی ظاہر بیانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں نے قسم کھائی تھی قبول فرما کر ان سے بیعت لی اور ان کے لئے استغفار کی، اور ہمارے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک تاخیر سے کام لیا کہ اللہ پاک نے اس بارے میں فیصلہ دیا، ہم تینوں کے بارے میں اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا اس آیۃ میں اللہ پاک نے جو خُلِّفُوا فرمایا ہے اس میں ہم لوگوں کے غزوہ سے پیچھے رہ جانے کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں ہم لوگوں کی توبہ کے مؤخر کئے جانے کا تذکرہ ہے کہ ہماری توبہ ان لوگوں سے مؤخر رکھی گئی جنہوں نے آپؐ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں اور عذر بیان کیا تھا اور آپؐ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا تھا[1]

---

[1] وہکذا رواہ مسلم وابن اسحاق ورواہ الامام احمد بزیادات یسیرۃ، کذا فی البدایۃ ج ۵ صفحہ ۲۳ (باقی اگلے صفحے پر)

جہاد کو چھوڑ کر مال و عیال میں پڑ جانے والوں کیلئے وعید

ابو عمرانؒ[1] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو قسطنطنیہ میں تھے اور اہلِ مصر پر عقبہ بن عامرؓ اور اہلِ شام پر ایک اور آدمی غالباً فضالہ بن عبیدؓ رضی اللہ عنہما حاکم تھے روم کے شہر سے ایک بہت بڑی فوج نکلی، ہم لوگوں نے اس کے لئے صف بندی کی، ایک مسلمان نے روم کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ان میں گھس گیا، پھر وہ ہماری طرف واپس آیا لوگ اس پر چلاّئے اور لوگوں نے کہا سبحان اللہ! اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا، یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! تم لوگ اس آیۃ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کی یہ تاویل کرتے ہو کہ جنگ میں گھس کر لڑنے کو ہلاکت سمجھتے ہو یہ آیۃ تو ہم انصارؓ کی جماعت کے بارے میں نازل کی گئی تھی، جب اللہ پاک نے اپنے دین کو عزت دے دی اور دین کے مددگار بکثرت ہو گئے ہم لوگوں نے حضورؐ سے در پردہ آپس میں اس طرح کہا کہ ہمارے مال (یعنی زمینیں) ضائع ہو گئے اگر ہم لوگ اس کی نگہداشت کے لئے ٹھہرتے اور ضائع شدہ کی اصلاح کر لیتے تو کیا اچھا ہوتا؟ اس وقت اللہ پاک نے ہمارے ان ارادوں کے رد کرنے کے لئے یہ آیۃ اتاری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (سورۂ بقرع ۲۴) کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

تو ہلاکت ہم لوگوں کا وہ ارادہ تھا جو اصلاحِ مال کے لئے ٹھہرنے کے بارے میں کیا تھا، اور ہم لوگوں کو غزوہ کا حکم دیا، چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کو وفات دی۔

نیز[2] ابو عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کیا امیر لشکر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولیدؓ تھے۔ اہلِ روم نے پشت پناہ قسطنطنیہ کی چہار دیواری کو کر رکھا تھا۔ دشمنوں پر ایک آدمی نے حملہ کیا لوگوں نے کہا ذرا صبر کر، رک جا، سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں، یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ آیۃ ہم جماعتِ انصارؓ کے بارے میں اتاری گئی تھی۔ جب اللہ پاک نے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) واخرجہ ایضا ابوداؤد والنسائی بنحوہ مفرقا مختصر وروی الترمذی قطعۃ من اولہ ثم قال وذکر الحدیث کذا فی الترغیب ج ۴ ص ۳۶۶ واخرجہ البیہقی ج ۹ ص ۳۳ بطولہ۔

[1] اخرج البیہقی ج ۹ ص ۴۵۔ [2] واخرجہ ایضاً البیہقی ج ۹ ص ۹۹ من وجہ آخر۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی اور اسلام کو غلبہ ہو گیا تو ہم لوگوں نے آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ آؤ اور اپنی جائدادوں میں رہیں اور مال (زمین) کی اصلاح کرلیں تو اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ۔ ترجمہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو" ہلاکت میں ہاتھوں کو مبتلا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے مالوں میں ٹھہریں اور اس کی اصلاح کریں اور جہاد چھوڑ دیں، حضرت ابو عمران رضؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک رہے یہاں تک کہ قسطنطنیہ میں مدفون ہوئے۔[1]

و نیز ابو عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسطنطنیہ میں مہاجرین رضؓ میں سے ایک شخص نے دشمنوں کی صف پر حملہ کر دیا ان کے حملہ سے صف منتشر ہو گئی ہم لوگوں کے ہمراہ حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ بھی تھے، کچھ لوگوں نے یہ دیکھ کر کہا اپنے آپ کو اس شخص نے ہلاکت میں ڈال دیا، اس پر حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ نے فرمایا ہم (انصار) اس آیۃ کے مطلب سے زیادہ واقف ہیں یہ آیۃ ہم لوگوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپؐ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک رہے، آپؐ کی امداد کی، جب اسلام ظاہر ہو گیا اور پھیل گیا، ہم انصاریوں کی جماعت جمع ہوئی اور آپس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف فرمایا، اور ہمیں آپؐ کی نصرت کی توفیق دی، اسلام پھیل گیا، اہلِ اسلام کثیر ہو گئے، ہم لوگوں نے حضورؐ کو اپنے خاندان والوں اور مال اور اولاد پر ترجیح دی، یہاں تک کہ (کفار کی) لڑائی نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اب ہم لوگ اپنے اہل و عیال میں لوٹ چلیں اور بال بچوں میں چل کر رہیں، ہم لوگوں کی اس رائے کے بارے میں قرآن شریف میں یہ آیۃ اتری وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ، لہٰذا ہلاکت مال و عیال میں اقامت گزینی اور ترکِ جہاد میں ہے[2]

جہاد چھوڑ کر کھیتی میں مشغول ہو جانے والوں کے لئے وعید

یزید[3] بن ابی حبیب رضؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم

---

[1] واخرج ابوداؤد والترمذی والنسائی [2] واخرجہ ایضاً عبد بن حمید فی تفسیرہ وابن جریر وابن مردویہ وابو یعلی فی مسندہ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی مستدرکہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب وقال الحاکم علی شرط الشیخین، ولم یخرجاہ کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۱ صفحہ ۲۲۸ ۔ [3] واخرج ابن عائذ فی المغازی۔

ہوا کہ عبداللہ بن حُر عنسیؓ نے ملکِ شام کی زمین میں کھیتی کرلی ہے ان سے کھیتی واپس لے لی اور فرمایا بڑے لوگوں کی گردنوں میں جو ذلّت اور حقارت تھی اس کو تم نے لے کر اپنی گردن میں ڈال لیا؟ ؎۱

یحییٰ بن ؎۲ ابی عمروؓ شیبانی فرماتے ہیں کہ اہلِ یمن کی ایک جماعت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اسلام لایا اور اس کا اسلام انتہائی اچھا رہا اور اس نے ہجرت کی اس کی ہجرت بھی بہترین ثابت ہوئی اور اس نے جہاد کیا اور اس کا جہاد بھی اچھا رہا۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کے پاس یمن میں چلا گیا ان کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک اور رحم کا برتاؤ کیا؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ خود (اس کے بارے میں) کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا ہم لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اُلٹے پیروں پھر گیا، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا نہیں وہ مرتد نہیں بلکہ جنّت میں ہے ہاں میں تم لوگوں کو ایسا آدمی بتائے دیتا ہوں جو اپنی ایڑیوں کے بَل واپس ہوگیا وہ ایسا شخص ہے جو اسلام لایا اور اس کا اسلام بہت اچھا ثابت ہوا اور ہجرت کی اور اس کی ہجرت بہت بہتر رہی، اور جہاد کیا اور اپنے جہاد میں بھی اچھا رہا اس کے بعد اس نے کسی نبطی کسان کی زمین کا ارادہ کیا اور اس کو جزیہ اور لگان پر لیا پھر اس زمین میں مشغول ہوگیا دن ورات اسی کی سرسبزی کی فکر رہی اور جہاد کو چھوڑ بیٹھا، پس یہ شخص وہ ہے جو اپنی ایڑیوں کے بَل واپس ہوگیا۔

فتنہ کے استیصال کے لئے اللہ کے راستے میں سُرعت کیساتھ لپکنا

حضرت ؎۳ جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ کسی غزوہ یا لشکر میں تھے کہ ایک مہاجرؓ نے کسی انصاریؓ کی پیٹھ پر گھونسا مارا، انصاریؓ نے امداد کے لئے یاللانصار! کی آواز دی اس مہاجرؓ نے بھی اپنی مدد کے لئے یاللمہاجرین! کی صدا بلند کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا تو آپؐ نے فرمایا یہ زمانۂ جاہلیت جیسی باتیں کیوں ہو رہی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری

؎۱ کذافی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۸۸

؎۲ واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۴۲

؎۳ اخرج البخاری

کے ایک گھونسا مارا ہے، آپؐ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو یہ باتیں بدبو اور پلیدی ہیں۔ عبداللہ بن اُبی (منافق) نے یہ سُن کر کہا کہ تم اس صدا کو بلند کرو سن لو خدا کی قسم اگر ہم مدینہ لوٹ جائیں گے تو ضرور عزت والا مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دے گا، یہ خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں، آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑو ایسا نہ ہو کہ لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحابؓ کو قتل کر دیتے ہیں جب حضرات مہاجرینؓ مدینہ تشریف لائے تھے تو انصاریوں کی تعداد زیادہ تھی اس کے بعد مہاجرینؓ کی تعداد زیادہ ہو گئی [1]

حضرت[2] عروہ بن زبیرؓ اور عمرو بن ثابت انصاریؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع کا ارادہ فرمایا یہ وہی غزوہ ہے جس میں آپؐ نے اس مناۃ بت کو تڑوایا تھا جو موضع قفائے مشلل اور سمندر کے درمیان تھا، آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کے لئے بھیجا تھا، چنانچہ انہوں نے مناۃ بت کو توڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غزوہ میں دو آدمیوں میں لڑائی ہو گئی ایک ان میں سے مہاجر تھے دوسرے قبیلۂ بہز میں سے تھے جو انصار کے حلیف تھے، مہاجر، بہزی پر چڑھ بیٹھے بہزی نے یامعشر الانصار! کی صدا بلند کی اس کی امداد کے لئے انصاری جمع ہو گئے مہاجر نے بھی یامعشر المہاجرینؓ! کا نعرہ لگایا اس کی امداد کے لئے کچھ مہاجرینؓ بھی آپہنچے، چنانچہ مہاجرینؓ اور انصارؓ کی تھوڑی سی جھڑپ بھی ہوئی پھر ان کے درمیان میں لوگوں نے حائل ہو کر بیچ بچاؤ کرا دیا، اس کے بعد ہر منافق یا جن لوگوں کے دل میں کچھ دینی مرض تھا عبداللہ بن اُبی بن سلول کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ پہلے تو تم سے ہماری بہت کچھ امیدیں وفا ہوتی تھیں اور تم ہماری طرف سے دفاع کیا کرتے تھے اور اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ نہ تم سے کوئی نفع ہے اور نہ کوئی نقصان، تم نے تو ہم لوگوں کی طرف سے چادر ہی تان لی، یہ لوگ جُدائی اور علیحدگی کی باتوں کو چادروں سے تعبیر کرتے تھے یہ سن کر خدا کے دشمن عبداللہ بن اُبی نے کہا، خدا کی قسم اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو عزت والا مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دے گا، مالک بن دخشن نے جو منافقین میں سے ہے کہا، کیا ہم نے تم لوگوں سے نہیں کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو لوگ

---

[1] واخرجہ ایضاً مسلم والامام احمد والبیہقی عن جابر بنحوہ کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۴ صفحہ ۳۷۰۔ [2] واخرج ابن ابی حاتم۔

ہیں ان پر خرچ نہ کرو؟ یہ خود ہی بھاگ جائیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سُنی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے اس شخص کے بارے میں جس نے لوگوں کو فتنہ میں ڈال رکھا ہے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فتنہ پرداز عبداللہ بن اُبَیّ منافق مراد تھا، حضورؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر میں تم کو اس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اس کو قتل کردو گے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا ہاں! خدا کی قسم اگر آپ مجھ کو اس کے قتل کا حکم دیں تو میں ضرور اس کی گردن اُڑا دوں گا، آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، اتنے میں سامنے سے حضرت اُسید بن حضیرؓ آتے ہوئے دکھائی دیئے، یہ انصاری اور خاندان بنی عبدالاشہل سے ہیں حضورؐ کے پاس آکر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو اس آدمی کے بارے میں اجازت دیجئے جس نے تمام لوگوں کو مبتلائے فتنہ کر رکھا ہے کہ میں اس کی گردن ماردوں آپؐ نے فرمایا اگر میں تم کو اس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اس کو قتل کردو گے؟ حضرت اُسیدؓ نے کہا ہاں! خدا کی قسم اگر آپ مجھ کو اس کے قتل کا حکم دے دیں تو میں ضرور تلوار سے اس کے دونوں کانوں کے بُندے کے نیچے ضربِ کاری لگاؤں۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو کوچ کرنے کی اطلاع دیدو چنانچہ آپؐ لوگوں کو لے کر روانہ ہوئے اس سارے دن اور ساری رات چلتے رہے۔ اگلے روز دن کے اونچا ہونے تک چلے اس کے بعد آرام فرمانے کے لئے اُترے پھر آپؐ نے لوگوں کے ہمراہ اسی طرح کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے قفائے مشلل سے تین راتیں چل کر صبح کردی، جب حضورؐ مدینہ تشریف لے آئے، حضرت عمرؓ کے پاس آدمی بھیج کر ان کو بُلایا اور فرمایا اے عمر! اگر میں تم کو اس کے قتل کا حکم دوں تو کیا تم اس (عبداللہ بن اُبَیّ) کو قتل کردو گے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا جی ہاں! ضرور قتل کردوں گا، آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تم اس کو آج قتل کردو گے تو البتہ بہت سے ان لوگوں کی ناکیں گرد آلود ہو جائیں گی کہ اگر میں آج اُن کو اس کے قتل کا حکم دوں تو یہ لوگ اُس کو قتل کردیں، پھر لوگ یوں بیان کرتے پھریں کہ میں اب اصحاب کے بارے میں پڑ گیا ہوں اور ان کو گھیر گھوٹ کر قتل کرنا شروع کردیا ہے (عبداللہ بن اُبَیّ جیسوں کے بارے میں قرآن میں یہ آیۃ اتری ہے) هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ

الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝
(سورۂ منافقون پ ۲۸ ع ۱۴) ترجمہ:۔ یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو، یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جاویں گے اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو باہر نکال دے گا اور (یہ کہنا جہل محض ہے بلکہ) اللہ ہی کی ہے عزت (بالذات) اور اس کے رسول کی (بواسطہ تعلق مع اللہ کے) اور مسلمانوں کی (بواسطہ تعلق مع اللہ والرسول کے) ولیکن منافقین جانتے نہیں [۱]

ایک[۲] اور روایت میں ہے کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر اپنے اس سارے دن شام تک اور ساری رات صبح تک چلے اور اس دن کے شروع حصہ میں بھی یہاں تک چلتے رہے کہ لوگوں کو دھوپ کی تکلیف محسوس ہونے لگی، پھر آپؐ لوگوں کو لے کر اترے کچھ دیر نہیں لگی کہ صحابہؓ کو زمین پر لیٹتے ہی نیند آگئی اور آپؐ نے اتنی طویل مسافت بلا مہلت اس لئے طے فرمائی کہ لوگوں کو عبداللہ بن اُبَیّ کے کل گزشتہ والے قصہ سے غافل کر دیں۔

جس نے اللہ کے راستے میں چلہ پورا نہ کیا اس پر نکیر

حضرت[۳] زید بن ابی حبیبؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا تم کہاں تھے؟ آنے والے نے کہا کہ میں چھاؤنی پر تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کتنے دنوں تم چھاؤنی میں رہے اس شخص نے کہا تیس دن حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے چلہ پورا کیوں نہ کیا؟ [۴]

تین چلوں کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنا

ابن[۵] جریجؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو بہت سچا ہے

---

[۱] قال ابن کثیر فی تفسیرہ ج ۴ صفحہ ۳۷۲ ہذا سیاق غریب وفیہ اشیاء نفیسۃ لا توجد الا فیہ انتہی وقال ابن حجر فی فتح الباری ج ۸ صفحہ ۴۵۸ وہو مرسل جید۔ انتہی۔ [۲] وقد ذکر ابن اسحاق القصۃ بطولہا کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۷۔ [۳] اخرج عبدالرزاق
[۴] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۸۸ اخرج عبدالرزاق۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبکہ یہ گشت کر رہے تھے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا

تطاول ھذا اللیل واسود جانبہ ۱ وارقنی ان لاحبیب الاعبہ

فلولا حذار اللہ لاشئ مثلہ ۲ لزعزع من ھذا السریر جوانبہ

ترجمہ اشعار

۱۔ یہ رات طویل ہوگئی اور اس کے تمام کنارے کالے پڑ گئے اور مجھ کو نیند نہ آئی اس لئے کہ کوئی محبوب ایسا نہیں جس سے میں کھیل کرتی

۲۔ اگر ایسے خدا کا جس کی مانند کوئی شئے نہیں ڈر نہ ہوتا تو اس چارپائی کے تمام کنارے حرکت کھاتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس عورت سے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا میرا شوہر چند مہینے سے مسافرت پر ہے، اور میرے نفس میں اس کا شوق پیدا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے بُرائی کا ارادہ کیا ہے؟ عورت نے کہا اللہ کی پناہ! حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے نفس پر قابو رکھ، میں اُس کے بُلانے کے لئے ڈاک سے آدمی بھیجے دیتا ہوں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا، پھر حضرت حفصہؓ کے پاس تشریف لے جاکر کہا میں تجھ سے ایک امر کے بارے میں سوال کرتا ہوں جس نے مجھ کو مبتلائے پریشانی کر رکھا ہے تم کو اس امر کو واضح کر کے میری پریشانی دُور کرنی ہے وہ یہ کہ کتنی مدت میں عورت کو اپنے شوہر کا شوق ہوتا ہے؟ صاحبزادی نے شرم کے مارے سر جھکا لیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک اللہ پاک حق کے بیان کرنے میں شرم کا اعتبار نہیں کرتا۔ حضرت حفصہؓ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا تین مہینے اور زیادہ سے زیادہ چار مہینے، یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا کہ لشکروں کو چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے، [۱]

ابن[۲] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رات کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے اور ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا

تطاول ھذا اللیل واسود جانبہ وارقنی ان لاحبیب الاعبہ

یہ رات دراز ہوگئی اور اس کی جانب سیاہ پڑ گئی، مجھ پر رقت اس بات سے طاری ہوگئی

---

[۱] کذافی الکنز ج ۸ صفہ ۳۰۸۔ [۲] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۲۹ من طریق مالک عن عبداللہ بن دینار۔

کہ کوئی ایسا حبیب نہیں جس سے میں کھیل کرتی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر حضرت حفصہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے جس میں عورت اپنے شوہر سے صبر کر سکتی ہے؟ حضرت حفصہؓ نے فرمایا چھ مہینے یا چار مہینے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم نافذ کر دیا کہ کسی لشکر کو اس سے زیادہ مدت تک نہ روکا جائے۔

صحابۂ کرامؓ کو غبار فی سبیل اللہ کا شوق

ربیع[1] بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رفتار سے چلے جارہے تھے کہ اچانک آپؐ نے ایک قریشی جوان کو دیکھا جو راستہ سے ہٹ کر چلا جارہا ہے آپؐ نے فرمایا کیا یہ فلاں نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یہ وہی ہے آپؐ نے فرمایا اُس کو بلاؤ چنانچہ وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم راستے سے ہٹ کر کیوں چل رہے ہو؟ اُس نے کہا غبار اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ راستے سے ہٹ کر مت چلو قسم اس ذات کی کہ میری جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے بے شک یہ بھی ایک قسم کی جنت کی خوشبو ہے[2]

ابو[3] المصبح مقرائی بیان فرماتے ہیں کہ ہم سرزمینِ روم میں ایک جماعت کے ساتھ چلے جارہے تھے جس کے امیر مالکؓ بن عبداللہ خثعمی تھے مالک بن عبداللہؓ کا گزر جابرؓ بن عبداللہ کے پاس سے ہوا جو اپنے خچر کو پکڑے ہوئے چلے جارہے تھے ان سے مالکؓ نے کہا اے ابو عبداللہ! سوار ہو جاؤ، اللہ پاک نے تم کو سواری دی ہے، حضرت جابرؓ نے فرمایا میں اپنی سواری کی اصلاح کر رہا ہوں اور اپنی قوم سے بے پرواہ ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جس آدمی کے دونوں قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو گئے اللہ پاک آگ اس پر حرام کر دے گا، مالکؓ یہ سُن کر چل دیئے، جب اتنی دور پہنچ گئے کہ جابرؓ کو ان کو آواز پہنچ سکے پکار کر بلند آواز سے پھر کہا کہ اے ابو عبداللہ! سوار ہو جاؤ تمہیں اللہ نے سواری دی ہے، حضرت جابرؓ سمجھ گئے کہ جس چیز کا مالکؓ نے ارادہ کیا تھا، اور کہا کہ میں اپنے جانور کو آرام دے رہا ہوں اور اپنی قوم سے بے پرواہ ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جو آدمی کہ

---

[1] اخرج الطبرانی [2] قال الهیثمی ج ۵ صفحہ ۲۸۷ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات، انتہی [3] واخرج ابن حبان فی صحیحہ۔

اس کے دونوں قدم اللہ کے راستے میں گرد آلود ہو جائیں اس کو اللہ پاک آگ پر حرام کر دیتا ہے، یہ سُن کر لوگ اپنی سواریوں پر سے نیچے کود پڑے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آج کے دن سے زیادہ کبھی لوگوں کو اتنا پیدل چلتے ہوئے نہیں دیکھا [1]

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ کسی بندے کے اللہ کے راستے میں دونوں قدم غبار آلود نہیں ہوئے مگر اللہ پاک ان دونوں قدموں پر آگ کو حرام کر دیتا ہے یہ سن کر مالکؓ اور تمام لوگ اپنی سواریوں سے اُتر کر پیدل چلنے لگے چنانچہ آج کے دن سے زیادہ پیادہ چلنے والے نہ دیکھے گئے [2]

جہاد فی سبیل اللہ میں خدمت کرنا

حضرت [3] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ہم میں سے بعض روزہ دار تھے اور بعض بے روزہ دار، ہم لوگوں نے ایک منزل میں پڑاؤ ڈالا، سخت گرمی کا موسم تھا، ہم میں سے زیادہ سائے والا وہ تھا جس پر کمبل تھا، اور ہم میں سے بعض آدمی ہاتھ ہی سے دھوپ کا بچاؤ کر رہا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پڑاؤ پر پہنچتے ہی روزہ دار تو گر پڑے اور بے روزہ دار ٹھہرے رہے اور ان لوگوں نے خیمے، ڈیرے لگائے اور جانوروں کو پانی پلایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تو بے روزہ دار لوگ ثواب میں بڑھ گئے، بخاری کی روایت میں حضرت انسؓ سے اس طرح پر ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ تھے ہم میں سے زیادہ سائے والا وہ تھا جو اپنے کمبل کے ذریعے سایہ پکڑ رہا تھا، جو لوگ ہم میں سے روزہ دار تھے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا، لیکن جو روزہ سے نہیں تھے انہوں نے سواری کے جانوروں کو چرایا، خدمتیں انجام دیں، اور دیگر کام کئے، آنحضرتؐ نے فرمایا آج تو بے روزہ دار ثواب میں بازی لے گئے۔

---

[1] ورواہ ابویعلی باسناد جید الا انہ قال عن سلیمان بن موسیٰ قال بینما نحن نسیر۔ فذکر بنحوہ۔ [2] کذا فی الترغیب ج ۲ صفہ ۳۹۶، قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۲۸۶ رواہ ابویعلی ورجالہ ثقات۔ انتہی وقال فی الاصابۃ ج ۳ صفہ ۱۲۶ وہذا الحدیث قد اخرجہ ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ بسندہ المذکور ای عن ابی المصبح فقال فیہ اذ مر عامر بن عبداللہ وکذا اخرجہ ابن المبارک فی کتاب الجہاد وہو فی مسند الامام احمدؒ وصحیح ابن حبان من طریق ابن المبارک۔ انتہی۔ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۱۶۲ من طریق أبی المصبح۔ بنحوہ۔ [3] اخرج مسلم ج ۱ صفہ ۳۵۶

ابوقلابہ[1] فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ میں سے کچھ لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے ایک ساتھی کی بھلی تعریف کی، اور کہا کہ ہم لوگوں نے اس فلاں جیسا کبھی بھی نہیں دیکھا، جب کبھی سفر میں چلتا قراۃِ قرآن کرتا رہتا، اور جب کبھی ہم لوگ پڑاؤ ڈالتے یہ نماز میں لگ جاتا، آپؐ نے فرمایا کہ اس کے سامان کی کون دیکھ بھال کرتا تھا؟ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے اونٹ یا جانور کو کون چارا دیتا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ہی لوگ اس کام کو انجام دیتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم سب کے سب اُس سے افضل ہو[2]۔

سعید[3] بن جمہان فرماتے ہیں میں نے حضرت سفینہؓ سے ان کے نام کے بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا کہ میں تم کو اپنے اس نام کی خبر دیتا ہوں کہ میرا نام سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے، میں نے پوچھا کس لئے آپ کا نام سفینہ رکھا ہے؟ حضرت سفینہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ آپؐ کے اصحابؓ بھی تھے، صحابۂ کرامؓ پر ان کا سامانِ سفر بھاری پڑ گیا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا تم اپنا کمبل بچھاؤ، میں نے اپنا کمبل بچھا دیا، آپؐ نے اس کمبل میں ان سب کا سامان رکھ دیا پھر اس کو میرے اوپر لاد دیا اور فرمایا تم اسے لادو، تم سفینہ (کشتی) ہو۔ حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں میں اس روز اگر ایک یا دو یا پانچ یا چھ اونٹوں کا بوجھ بھی لاد لیتا تو مجھ پر گراں نہ گزرتا۔

حضرت[4] ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام احمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم لوگوں کا ایک گڑھے سے گزر ہوا میں نے لوگوں کو اس گڑھے سے پار اُتارنا شروع کیا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم تو آج کے دن سفینہ (کشتی) ہو گئے[5]۔

حضرت[6] مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب میں سوار ہونے کا ارادہ کرتا حضرت ابن عمرؓ آتے اور میری رکاب تھام لیتے اور جب میں سوار ہو چکتا تو میرے کپڑے برابر کر دیتے، حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ وہ

۱؎ واخرج ابو داؤد فی مراسیلہ ۲؎ کذا فی الترغیب ج۴ صفہ ۱۷۲ ۳؎ واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۱ صفہ ۳۶۹ ۴؎ واخرج الحسن بن سفیان وابن مندہ والمالینی وابونعیم ۵؎ کذا فی المنتخب ج۵ صفہ ۱۹۴ ۶؎ واخرج ابونعیم فی الحلیۃ ج۳ صفہ ۲۸۵

میرے پاس ایک مرتبہ اسی کام کے لئے آئے، مجھے کچھ نامناسب سا معلوم ہوا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے مجاہد! تم بڑے تنگ اخلاق ہو۔

اللہ کے راستے میں روزے رکھنا

حضرت[1] ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض سفروں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جو انتہائی سخت گرمی میں واقع ہوئے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ بعض تو اپنا ہاتھ سر پر شدتِ گرمی سے رکھے ہوئے ہوتا اور ہم میں سے کوئی سوائے نبیٔ پاکؐ کے اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے روزہ سے نہ ہوتا، اور ایک دوسری روایت میں حضرت ابوالدرداءؓ سے اس طرح پر ہے آپؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں سخت گرمی کے دنوں میں رمضان کے مہینے میں نکلے، اس کے بعد اوپر والی حدیث جیسا تذکرہ ہے۔ ابوسعید[2] خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں ماہِ رمضان میں غزوہ کرتے بعض ہم میں سے روزہ دار ہوتا اور بعض روزہ سے نہ ہوتا نہ روزہ دار بے روزہ دار پر اور نہ بے روزہ دار، روزہ دار پر بگڑتا اور تمام صحابہؓ یہ سمجھتے تھے کہ جس میں طاقت ہے روزہ رکھے اس کے لئے یہی اچھا ہے، اور جو کمزوری محسوس کرے اور روزہ نہ رکھے اس کے لئے یہی اچھا ہے۔

حضرت[3] عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مخرمہؓ کے پاس آیا یہ یمامہ کی لڑائی میں زخم سے نڈھال ہو کر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے عبداللہ بن عمر! کیا روزہ دار افطار کر سکتا ہے؟ میں نے کہا ہاں ہاں! انہوں نے کہا جاؤ اس ڈھال میں پانی لے آؤ، شاید کہ میں روزہ افطار کر لوں، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں میں حوض پر پہنچا، جو پانی سے بھرا ہوا تھا میرے پاس ایک چمڑے کی ڈھال تھی میں نے اسے نکالا پھر میں نے اسے چلوؤں سے بھرا، اور اسے لے کر جب عبداللہ بن مخرمہؓ کے پاس پہنچا تو یہ وفات پا چکے تھے[4]

مدرک[5] بن عوفؓ احمسی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا

---

[1] اخرج مسلم ج ۱ صفحہ ۳۵۷ عن ام الدرداء [2] واخرج مسلم ایضاً ج ۱ صفحہ ۳۵۶ [3] واخرج ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۳۱۶ [4] واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ والبخاری فی التاریخ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۳۶۶ قال و اخرجہ ابن المبارک فی الجہاد من وجہ آخر عن ابن عمر اتم منہ [5] واخرج ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ بسند صحیح عن قیس بن ابی حازم

کہ آپ کی خدمت میں نعمان بن مقرنؓ کا قاصد آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی اس نے جن لوگوں کو مصیبت پہنچی تھی ان کا بیان کیا اور بتایا کہ فلاں اور فلاں شہید کر دیئے گئے اور کچھ اور لوگ بھی شہید کئے گئے جن سے میں واقف نہیں، یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا لیکن اللہ پاک تو انہیں پہچانتا ہے، لوگوں نے کہا کہ ایک آدمی نے تو اپنے آپ کو بیچ ہی دیا۔ یعنی عوفؓ بن ابی حیہ احمسی ابو شبیل نے، مدرکؓ بن عوف نے کہا اے امیر المومنین! خدا کی قسم وہ میرے ماموں تھے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں ڈال دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا لوگ جھوٹ کہتے ہیں، انہوں نے تو دنیا دے کر آخرت خریدلی، راوی کہتے ہیں کہ جب یہ زخم سے نڈھال ہو گئے اور روزہ سے تھے تو لوگ انہیں لاد کر لائے، اور ان میں تھوڑی سی جان تھی انہوں نے پانی پینے سے انکار کر دیا تھا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی[1] (حیاۃ الصحابہؓ حصہ دوم ص۔ پر محمد بن حنفیہؒ کی حدیث سخت پیاس کے برداشت کرنے میں گزر چکی ہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو جو غزوۂ بدر، بیعتِ عقبہ اور غزوۂ اُحد میں شریک تھے دیکھا کہ یہ روزہ سے تھے اور شدتِ پیاس سے بلبلا رہے تھے، اور اپنے غلام سے کہہ رہے تھے، تجھ پر بڑا افسوس ہے مجھ پر ذرا ڈھال کی اوٹ کر چنانچہ غلام نے ان پر ڈھال کی اوٹ کی، انہوں نے ہلکے ہاتھ سے ایک تیر نکالا اس کے بعد پوری حدیث ذکر کی گئی ہے، جس میں یہ بھی ہے کہ غروبِ شمس سے ذرا دیر پہلے شہید کئے گئے[2]

اللہ کے راستے میں نماز پڑھنا

حضرت[3] علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر میں ہم لوگوں میں سوائے مقدادؓ کے اور کوئی سوار نہیں تھا، اور ہم میں سے ہر آدمی سو رہا تھا مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے اور اسی حالت میں آپؐ نے صبح کر دی[4]

حضرت[5] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عُسفان میں تھے۔ ہمارے سامنے مشرکین آئے جن کے امیرِ لشکر خالدؓ بن ولید تھے، مشرکین کا یہ لشکر

---

[1] کذا فی الاصابۃ ج ۳ ص ۱۲۲ [2] اخرجہ الطبرانی والحاکم [3] اخرج ابن خزیمۃ [4] کذا فی الترغیب ج ۱ ص ۳۱۶ [5] واخرج الامام احمد۔

ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا، آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، یہ دیکھ کر کفار نے کہا یہ مسلمان تو ایسی حالت میں تھے کہ ہم تو انہیں غفلت میں مار لیتے پھر خود ہی کہنے لگے کہ ابھی ان مسلمانوں پر ایک ایسی نماز کا وقت آنے والا ہے جو ان کے نزدیک ان کی جان اور اولاد سے زیادہ محبوب ہے، راوی فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان ان آیات کو لے کر اترے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (سورۂ نساء ع ۱۵) **ترجمہ**:۔ اور جب آپ ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ تو آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاوے، اور وہ لوگ ہتھیار لے لیں پھر جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ تمہارے پیچھے ہو جاویں اور دوسرا گروہ جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی، آ جاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں، اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لے لیں، کافر لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر ایک بارگی حملہ کر بیٹھیں اور اگر تم کو بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم کو اس میں کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو اور اپنا بچاؤ لے لو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے سزا اہانت آمیز مہیا کر رکھی ہے۔"

مسلم میں حضرت جابرؓ سے بعض الفاظ اس طرح ہیں کہ کفار نے کہا ان لوگوں پر ابھی ایک ایسی نماز (عصر) آنے والی ہے جو ان کو اولاد سے زیادہ محبوب ہے [۱]

حضرت[۲] جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے ہمراہ غزوہ ذات الرقاع میں جو نخلستان کے قریب تھا نکلے، ایک آدمی نے کسی مشرک کی عورت کو قتل کر دیا تھا جب آنحضرتؐ وہاں سے واپس تشریف لے چلے تو اس مقتولہ عورت کا شوہر جو موجود نہیں تھا آیا اسے جب بیوی کے قتل ہونے کی خبر لگی، اس نے قسم کھائی کہ جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۸۱، [۲] واخرج ابن اسحاق۔

کے اصحاب میں خون نہ کر لوں گا باز نہ آؤں گا، (نعوذ باللہ) چنانچہ وہ نقشِ قدم دیکھتا ہوا گھر سے چلا ادھر حضورؐ نے ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا اور فرمایا آج رات ہم لوگوں کی پہرہ داری کون کرے گا؟ اس خدمت کے لئے ایک مہاجر اور ایک انصاری نے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم انجام دیں گے، آپؐ نے فرمایا تم دونوں گھاٹی کے سرے پر وادی میں پہرہ داری کرو، ان میں سے ایک عمارؓ بن یاسر تھے دوسرے عبادؓ بن بشر جب یہ دونوں حضرات گھاٹی کے سرے پر پہنچے تو انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کے کس حصّہ کو تم زیادہ پسند کرتے ہو؟ کہ میں تمہاری طرف سے اس حفاظت کی کفالت کروں؟ آیا شروع رات یا اخیر رات؟ مہاجری نے کہا کہ تم شروع رات میں پہرہ داری کر لو یہ کہہ کر مہاجری لیٹے اور سو گئے۔ انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے، راوی کہتے ہیں کہ وہ مشرک بھی آ پہنچا جب اس نے ایک آدمی کو دیکھا خیال کیا کہ یہ قوم کا چوکیدار ہے اس نے ایک تیر مارا جو اُن انصاری کے پیوست ہو گیا، انصاری نے اسے نکالا اور رکھ لیا، اور اپنی نماز میں قائم رہے، راوی کہتے ہیں کہ اُس مشرک نے دوسرا تیر مارا یہ بھی ان کے لگا اور پیوست ہو گیا، اس کو بھی انہوں نے نکال کر رکھ لیا اور نماز کے قیام میں مشغول رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس نے پھر تیسرا تیر مارا اور یہ بھی ان کے پیوست ہوا اس کو بھی انہوں نے نکال کر رکھ لیا اور پھر رکوع میں اور پھر سجدہ میں چلے گئے لتنے میں اپنے مہاجری ساتھی کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے ہو جاؤ مجھے زخمی کر دیا گیا ہے وہ کافر جھپٹا، جب ان دونوں کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ اب ان دونوں کو میری اطلاع مل چکی ہے تو بھاگ کھڑا ہوا، راوی فرماتے ہیں کہ جب مہاجری نے انصاری کو خون میں شرابور دیکھا کہنے لگے سبحان اللہ! پہلے ہی تیر لگنے پر تم نے مجھے کیوں نہ اُٹھا دیا؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک سُورت پڑھ رہا تھا، بغیر اس کو ختم کئے ہوئے مجھے نماز کا ختم کرنا پسند نہ آیا، جب اُس نے لگاتار تیر اندازی شروع کی تب میں نے رکوع کیا اور تم کو اطلاع دی، اور خدا کی قسم اگر اس پہرہ داری کے ضائع ہونیکا اندیشہ نہ ہوتا جس کی حفاظت کا حضورؐ نے مجھ کو حکم دیا تھا تو خواہ میری جان چلی جاتی مگر میں اس سُورۃ کو بلا پُورا کئے ہوئے نہ چھوڑتا[1]، دلائلِ نبوۃ[2] میں ہے کہ عمارؓ بن یاسر سو گئے تھے اور عبادؓ بن بشر نماز پڑھ رہے تھے جو سورۂ کہف کی تلاوت میں مشغول تھے اور انہوں نے اس

---

[1] ورواہ ابو داؤد ج ۱ صفحہ ۲۹ من طریق کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۸۵ واخرجہ ایضا ابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک وصححہ والدارقطنی والبیہقی فی سننہما وعلقہ البخاری فی صحیحہ کما فی نصب الرایہ ج ۱ صفحہ ۴۳، [2] ورواہ البیہقی۔

سورۃ کا چھوڑنا گوارا نہ کیا تھا۔

حضرت[1] عبداللہ بن انیسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ہذلی لوگوں کو مجھ سے لڑائی کرنے کے لئے جمع کر رہا ہے اور وہ وادیٔ عرنہ میں ہے تم اس کے پاس جا کر اس کو قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اُس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیجئے کہ میں اس کو پہچان لوں۔ آپؐ نے فرمایا تم اسے دیکھ کر اس طرح پہچانو گے کہ اس کے رُوئیں کھڑے ہوئے ہوں گے، عبداللہ بن انیسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی تلوار کندھے میں لٹکا کر نکلا اور اس کے پاس جا پہنچا وہ میدانِ عرنہ میں اپنی عورتوں کے ہمراہ تھا جن کے لئے عصر کے قریب ٹھہرنے کی جگہ تلاش کر رہا تھا، میں نے اسے دیکھا اور اسی طرح پایا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کے رُوئیں کھڑے ہوئے ہوں گے، میں اس کی طرف متوجہ ہؤا، اور مجھے یہ ڈر لگا کہ ایسا نہ ہو کہ میرے اور اُس کے درمیان جھپٹ میں کچھ دیر لگے اور نمازِ عصر جاتی رہے، چنانچہ میں نے نماز شروع کی، میں چلتا جاتا تھا اور سر سے رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کر رہا تھا جب میں اس کے پاس پہنچا اس نے پوچھا کون آدمی ہے؟ میں نے کہا کہ میں عرب کا ایک آدمی ہوں جس نے تیرے متعلق یہ سُنا ہے کہ تم اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے لشکر جمع کر رہے ہو؟ میں اسی غرض سے تمہارے پاس آیا ہوں، خالد نے کہا ہاں میں اس تیاری میں ہوں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر اُس کے ساتھ چلا اور جب مجھے پُورا قابو حاصل ہو گیا میں نے تلوار کے ذریعے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا، پھر میں وہاں سے نکلا اور اس کی پردہ نشین عورتیں اس پر جھکی پڑ رہی تھیں، جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ نے مجھے دیکھا اور فرمایا یہ چہرہ مبارک ہو، میں نے کہا یارسول اللہ! میں نے اسے قتل کر دیا، آپؐ نے فرمایا تم صحیح کہتے ہو، پھر آپؐ مجھے لے کر گھر میں داخل ہوئے اور مجھے ایک عصا دے کر آپؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن انیسؓ! اسے اپنے ساتھ رکھنا حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں اُسے لے کر جب لوگوں میں نکلا لوگوں نے کہا یہ عصا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ مجھ کو حضورؐ نے عطا فرمایا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں، لوگوں نے کہا کیا تم آپؐ کی خدمت میں لوٹ کر نہیں جاتے کہ پوچھ آؤ

---

[1] واخرج الامام احمد۔

کہ آپؐ نے تمہیں یہ کس لئے دیا ہے؟ چنانچہ میں لوٹ کر خدمتِ مبارکہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے مجھے یہ عصا کس لئے عنایت فرمایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تاکہ میرے اور تیرے درمیان بروز قیامت علامت رہے' اس دن بہت کم لوگ ہوں گے جو کوکھ پر عصا باندھے ہوئے ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ ملالیا اور ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اپنے انتقال کے قریب اس عصا کے متعلق حکم دیا چنانچہ وہ عصا بھی ان کے کفن کے ساتھ شامل کیا گیا اور پھر یہ دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے [1]

حضرت[2] عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگِ یرموک میں دونوں طرف کے لشکر قریب ہوئے تو قبقلار (مشرک) نے ایک عربی آدمی کو (جاسوسی) کے لئے بھیجا اس کے بعد باقی حدیث مذکور ہے اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ قبقلار نے اُس عربی سے پوچھا کہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ (کیا دیکھ کر آئے ہو؟) عربی نے جواب دیا کہ وہ لوگ رات میں عبادت گزار ہیں اور دن میں شہسوار ہیں۔

ابو[3] اسحٰق کی حدیث میں ہے کہ ہرقل نے اپنے لشکر والوں سے سوال کیا کہ تم لوگوں کے شکست کھانے کی کیا وجہ ہے؟ روم کے سرداروں میں سے ایک بوڑھے نے کہا وجہ یہ ہے کہ مسلمان راتوں کو عبادت کرتے ہیں اور دن میں روزہ رکھتے ہیں [4]

عنقریب یہ حدیثیں اسبابِ تائیداتِ الٰہیہ میں ذکر کی جائیں گی۔

حیاۃ الصحابہؓ جلد دوم صف پر حدیث ہندؓ بنت عتبہ کی بیعت النساء میں گزر چکی ہے جس میں ہے کہ ہندؓ نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا ارادہ رکھتی ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میں نے تو تم کو دیکھا کہ تم اُن کا انکار کرتی ہو۔ ہندؓ نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم بات تو یہی تھی اور اللہ کی قسم آج کی رات سے قبل اس مسجد (مسجد الحرام) میں جیسا کہ اللہ کی عبادت کا حق ہے میں نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھا تھا، خدا کی قسم اب تو مسلمان ساری رات نماز میں گزار دیتے ہیں۔ کوئی قیام میں ہوتا ہے کوئی رکوع میں اور کوئی سجدہ میں۔

---

[1] کذا فی البدایۃ ج۴ صف ۱۴۰۔ [2] واخرج الطبری ج۲ صف ۶۱۰۔ [3] واخرج احمد بن مروان المالکی۔ [4] واخرجہ ابن عساکر ج۱ صف ۱۴۳ عن ابن اسحٰق۔

اللہ کے راستے میں ذکر کرنا

حضرت[1] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ جب فتح مکہ کی رات میں مسلمان مکہ میں داخل ہوئے تو ساری رات تکبیر اور تہلیل اور طوافِ بیت اللہ میں صبح کر دی۔ حضرت ابوسفیانؓ نے ہندؓ سے کہا کیا تم دیکھ رہی ہو؟ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، ہندؓ نے کہا ہاں یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، صبح ہوتے ہی حضرت ابوسفیانؓ سویرے ہی سویرے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ابوسفیانؓ سے فرمایا کہ تم نے ہندؓ سے کہا تھا کیا تم دیکھ رہی ہو؟ یہ سب اللہ کی جانب سے ہے۔ ہندؓ نے کہا ہاں یہ سب اللہ کی جانب سے ہے، یہ سن کر ابوسفیانؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس ذات کی قسم جس کی (ابوسفیان) قسم کھاتا ہے میری اس بات کو لوگوں میں سے کسی نے سوائے ہندؓ کے نہیں سنا[2]

حضرت[3] ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کیا یا جب آپؐ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے، لوگوں نے وادی میں پہنچ کر اپنی آواز کو تکبیر کے ساتھ بلند کیا اور بلند آواز سے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہا، آپؐ نے فرمایا اے لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، تم ایک ایسی ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کی سواری کے پیچھے تھا۔ آپؐ نے مجھ کو یہ کہتے ہوئے سنا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی تجھ کو اطلاع نہ دیدوں؟ میں نے کہا بے شک میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یارسول اللہ! ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ محدثینؒ کی باقی جماعت نے اسی طرح روایت کیا، مگر صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث خیبر سے واپسی پر ہے، اسلئے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ فتح خیبر کے بعد آئے ہیں[4]

حضرت[5] جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ اونچائی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب

---

۱ اخرج البیہقی ۲ کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۰۴ واخرجہ ابن عساکر عن سعید مثلہ کما فی الکنز ج ۵ صفحہ ۲۹۷ وقال سندہ صحیح، ۳ واخرج البخاری ۴ کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۱۳ ۵ واخرج البخاری۔

نیچے اُترتے تو سُبحانَ اللہِ کہتے۔ ایک دوسری روایت میں نَزَلنا کی جگہ تَصَوَّبنا ہے ترجمہ ایک ہی ہے [1]

ابن[2] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی جہاد کے بارے میں دو قسمیں ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو جہاد کے لئے نکلی اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر و تذکرہ کیا چلنے میں فساد سے بچتے رہے، ساتھیوں کی غم خواری کرتے رہے، اپنے بہتر سے بہتر مال کو راہِ خدا میں خرچ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کے کارناموں پر غبطہ (رشک) کیا جائے کہ ان لوگوں نے اپنی دنیا کی کمائی کو کس طرح راہِ خدا میں خرچ کر دیا، جنگ کے مقام پر پہنچ کر ان لوگوں کو اللہ سے شرم آتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے شک و شبہات کو خوب جانتا ہے اور ان لوگوں کو مسلمان کے رسوا ہونے کی شرم بھی دامن گیر رہتی ہے جب انہیں مالِ غنیمت کی وصولیابی کی قدرت ہو جاتی ہے تو اس میں بھی خیانت کرنے سے اپنے دل کو اور اعمال کو صاف ستھرا رکھتے ہیں، شیطان کو ان کو فتنہ میں ڈالنے کی نہ جرارت رہ جاتی ہے اور نہ ان کے دلوں میں اس بات کے اثر ڈالنے کی طاقت رہتی ہے ایسے لوگوں کے ذریعہ اللہ پاک اپنے دین کو عزت دیتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور دوسری قسم غزوہ کرنے والوں کی یہ ہے کہ مجاہدین نکلے، اللہ تعالیٰ کا ذکر و تذکرہ کثرت سے نہیں کیا، فساد سے نہیں بچے، اپنے مال کو جبر و اکراہ کے ساتھ خرچ کیا، اور جو کچھ خرچ بھی کیا اس کو ڈنڈ اور تاوان سمجھا، جس کا شیطان نے ان میں وسوسہ ڈالا، میدانِ جنگ میں اخیر سے اخیر اور بزدل سے بزدل صف میں ہوتے ہیں، پہاڑوں کی چوٹیوں کی پناہ لیتے ہیں، اس بات کے متلاشی رہتے ہیں کہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ جب اللہ پاک فتح دیدیتا ہے تو یہ کثرت کے ساتھ کذب بیانی سے کام لیتے ہیں جب مالِ غنیمت پر ان کا قابو چلتا ہے تو اللہ کے خلاف جسارت کرتے ہوئے اس میں خیانت کرتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ یہ غنیمت ہی تو ہے اور جب ان لوگوں کو آسائش اور ڈھیل ملتی ہے تو اکڑ دکھاتے ہیں اور اگر ان پر کوئی قید اور سختی ہوتی ہے تو شیطان اُنہیں آبرو ریزی کے فتنہ میں مبتلا کرتا ہے کہ ہماری آبرو چلی گئی۔ ان لوگوں کے لئے مومنین کے اجر میں سے کچھ بھی نہیں، پس مومنین کے جسم کے ساتھ ان کا جسم ہے اور مومنین کے سفر کے ساتھ ان کا سفر ہے حالانکہ دونوں جماعتوں کی نیت اور اعمال میں بہت بڑا فرق ہے

---

[1] واخرجہ ایضاً النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ عن جابر بنحوہ کما فی العینی ج ۷ صفحہ ۳۶۔ [2] واخرج ابن عساکر

قیامت کے دن اللہ پاک ان کو جمع کریگا پھر ان دونوں جماعتوں میں تفریق کردے گا[1]

جہاد فی سبیل اللہ میں دُعاؤں کا اہتمام کرنا

بستی سے نکلتے وقت دُعا کرنا

ابراہیم[2] بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پہنچی کہ جب حضورؐ نے مکہ سے اللہ کی طرف ہجرت کرکے مدینہ کا ارادہ فرمایا تو آپؐ نے یہ دُعا کی
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ وَلَمْ اَکُ شَیْئًا اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ھَوْلِ الدُّنْیَا وَبَوَائِقِ الدَّھْرِ وَمَصَائِبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ، اَللّٰھُمَّ اصْحَبْنِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاخْلُفْنِیْ فِیْ اَھْلِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَکَ فَذَلِّلْنِیْ وَعَلٰی صَالِحِ خُلُقِیْ فَقَوِّمْنِیْ وَاِلَیْکَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَاِلَی النَّاسِ فَلَا تَکِلْنِیْ، رَبَّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَکُشِفَتْ بِہِ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الْاَوَّلِیْنَ اَنْ تُحِلَّ عَلَیَّ غَضَبَکَ وَتُنْزِلَ بِیْ سَخَطَکَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ لَکَ الْعُتْبٰی عِنْدِیْ خَیْرُ مَا اسْتَطَعْتُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ[3]

ترجمہ:۔ "تمام تعریف ایسے اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا دراں حالیکہ میں کچھ بھی نہ تھا اے میرے اللہ! دنیا کی ہولناکی سے اور زمانہ کی مہلکات سے اور رات و دن کے مصائب سے میری اعانت فرما اے میرے اللہ! سفر میں تو میرا ساتھ دے اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوجا، اور جو رزق تو نے مجھ کو دیا ہے اس میں برکت فرما اور تجھی سے دُعا ہے، تو مجھے اپنے لئے ذلیل کرلے اور میری بھلی عادت پر میری درستگی فرما اے رب! لوگوں کی سپردگی میں مجھ کو مت دے، تو کمزوروں کا اور میرا رب ہے۔ میں تیرے کریم چہرہ کی پناہ چاہتا ہوں جس کی وجہ سے زمین و آسمان چمک گئے ہیں اور ظلمتیں کھل گئی ہیں اور جس کی وجہ سے پہلے لوگوں کے امر صلاحیت پذیر ہوئے ہیں اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا تیری ناراضگی مجھ پر نازل ہو، میں تیری نعمت کے زائل ہونے اور اچانک مصیبت کے لگ جانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ تیری دی ہوئی عافیت بدل جائے اور تیری تمام ناراضگیوں سے پناہ

[1] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۰ [2] اخرج ابونعیم من طریق ابراہیم بن سعد بن محمد بن اسحاق [3] کذا فی البدایۃ ج ۳ صفحہ ۱۷۸

چاہتا ہوں، آخری انجام تیرے حوالے ہے، جہاں تک ہوگا خیر کی کوشش کرونگا، گناہوں سے پھرنا اور عبادت کی قوت تیرے بغیر نہیں۔"

آبادی میں داخل ہوتے وقت دُعا کرنا

ابو مروان[1] اسلمی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم لوگ حضور کے ہمراہ خیبر کی طرف چلے جب ہم خیبر سے قریب ہوئے اور خیبر نظر آنے لگا تو آپ نے لوگوں سے فرمایا ٹھہرو، سب لوگ ٹھہر گئے، آپ نے یہ دُعا مانگی اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا[2]

ترجمہ :۔" اے میرے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور جن پر آسمانوں کا سایہ پڑتا ہے ان کے رب! اور اے ساتوں زمینوں کے اور جس کو زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں اسکے رب! اور اے شیاطین کے اور جن کو شیاطین نے گمراہ کیا ہے ان کے رب! ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے اہل کی بھلائی اور جو کچھ خیر اس بستی میں ہے اس کو طلب کرتے ہیں، اور تیری پناہ چاہتے ہیں اس بستی کی اور اس کے اہل کی اور جو کچھ شرور اس بستی میں ہیں، ان سب سے، اس کے بعد آپ نے فرمایا چلو بسم اللہ الرحمن الرحیم[3] طبرانی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضور جس بستی میں بھی داخل ہوتے یہی پڑھتے تھے[4]

جہاد کی ابتدا کے وقت دُعا کرنا

حضرت[5] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر میں حضور نے اپنے صحابہؓ کی طرف دیکھا وہ تین سو سے اُوپر کچھ آدمی تھے اور جب مشرکین کی طرف دیکھا ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی تو آپ نے قبلہ کی طرف مُنہ کیا۔ آپ تہبند باندھے ہوئے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا "اے میرے اللہ! آپ نے جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہے وفا کیجئے، اگر اہلِ اسلام کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک کردی گئی تو ان کے بعد تیری عبادت

---

[1] اخرج البیہقی [2] واخرجہ ابن اسحاق من طریق ابی مروان عن ابی معتب کما فی البدایۃ ج۴ ص۱۸۳ [3] واخرجہ الطبرانی عن ابی معتب بن عمرو بنحوہ [4] قال الہیثمی ج۱۰ ص۱۳۵ وفیہ راو لم یسم وبقیۃ رجالہ ثقات [5] اخرج الامام احمد۔

روئے زمین پر کبھی نہ کی جائے گی۔" آپؐ برابر اپنے رب سے فریاد و دُعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی چادر مبارک بھی گر گئی، حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کی چادر آپؐ کو اڑھائی پھر پیچھے سے آپؐ کو پکڑ کر کہنے لگے یارسول اللہ! آپ کے لئے ہم لوگوں کی طرف سے اپنے رب سے اس انتہائی لجاجت کے ساتھ دُعا مانگنا کافی ہو چکا ہے، بے شک اللہ پاک نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر کے رہے گا اللہ پاک نے یہ آیۃ نازل فرمائی اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ ؁ ترجمہ: "جب تم اپنے رب سے امداد طلب کر رہے تھے، تو تمہاری دعا اللہ پاک نے قبول کر لی: بیشک میں تمہاری امداد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں سے جو آگے پیچھے گھوڑوں پر سوار ہوں گے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں تین سو پندرہ آدمی ہمراہ لے کر نکلے، جب آپؐ میدانِ بدر میں پہنچے یہ دُعا مانگی "اے میرے اللہ! یہ ننگے پیر پیادہ چل رہے ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! یہ ننگے بدن ہیں ان کو لباس عطا فرما، اے اللہ! یہ بھوکے ہیں ان کو کھانا عطا فرما۔" اللہ تعالیٰ نے ان کی وجہ سے بدر میں فتح دی ان میں سے کوئی صحابیؓ ایسا نہ تھا جو ایک یا دو اونٹ لے کر واپس نہ ہوا ہو ان سب کو اللہ پاک نے لباس بھی دیا اور ان کو چھکا بھی دیا ؁

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں حضورؐ کو جس قدر قسم دے کر دُعا کرتے ہوئے سُنا ایسا میں نے کبھی نہ سُنا تھا، آپؐ نے میدانِ بدر میں پہنچ کر کہنا شروع کیا کہ "اے میرے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کی قسم دیتا ہوں اے میرے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری پرستش نہ کی جائے گی۔" پھر آپؐ نے قوم کی طرف توجہ فرمائی اور آپؐ کے چہرۂ مبارک کا کنارا چاند کی طرح چمک رہا تھا، آپؐ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ شام کے وقت یہ کافر جہاں جہاں قتل کئے جائیں گے ؁

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ یومِ اُحد میں فرما رہے تھے، "اے میرے اللہ! اگر تو چاہے (اگر تو ان کو ہلاک کرنا چاہے) تو روئے زمین پر تیری پرستش

؁ وذکر تمام الحدیث۔ وقد رواہ المسلم وابوداؤد والترمذی وابن جریر وغیرہم وصححہ علی بن المدینی والترمذی۔ کذافی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۷۵ واخرجہ ایضاً ابن ابی شیبۃ وابوعوانۃ وابن حبان وابونعیم وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویہ والبیہقی کمافی الکنز۔ ج ۵ صفہ ۲۶۶ ؁ واخرج ابوداؤد ؁ کذافی جمع الفوائد ج ۲ صفہ ۳۸ واخرجہ البیہقی ج ۱ صفہ ۵۷ مثلہ، وابن سعد ج ۲ صفہ ۱۳ بنحوہ ؁ واخرج النسائی ؁ کذافی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۷۶ (باقی اگلے صفحے پر)

نہ کی جائے گی"۔ ۱؎

حضرت ۲؎ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کوئی ایسی چیز ہے جس کو ہم لوگ کہہ لیں، ہمارے دل تو دھڑکتے دھڑکتے گلوں تک آ لئے آپ نے فرمایا ہاں! یہ کہو اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا "اے میرے اللہ! ہم لوگوں کی خفیہ خطاؤں کی پردہ پوشی فرما اور ہم لوگوں کو گھبراہٹ سے محفوظ فرما"۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے آپ کے دشمنوں کے چہروں کو ذلیل کردیا ۳؎

حضرت ۴؎ جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مسجد احزاب میں تشریف لائے اور اپنی چادر بچھائی اور کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے آپ کفار کے لئے بددعا فرمارہے تھے اور آپ نے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھی دوبارہ پھر آپ آئے اور ان کیلئے بددعا کی اور نماز پڑھی، صحیحین میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے کفار کی جماعتوں کے لئے بددعا کی اور فرمایا اے میرے اللہ! قرآن کے نازل فرمانے والے! جلد سے جلد حساب لینے والے! کفار کی ان جماعتوں کو شکست دے دے، اے میرے اللہ! ان کو شکست دے اور ان میں تزلزل پیدا فرما"۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے "اے میرے اللہ! ان کو شکست دے اور ہم لوگوں کی ان کے خلاف مدد فرما"۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے اس طرح پر ہے کہ آپ فرمارہے تھے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اپنے لشکر کو عزت دی اپنے بندے کی مدد فرمائی اور کفار کی جماعت پر تنہا وہ غالب آگیا، اس کے بعد کوئی چیز نہیں ۵؎

جہاد کے وقت دُعا کرنا

حضرت ۶؎ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر واقع ہوا میں نے تھوڑی سی لڑائی لڑی پھر میں جلدی سے آپ کی طرف آیا تاکہ دیکھوں کہ آپ کیا کررہے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ سجدہ میں سر رکھے ہوئے فرمارہے تھے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ، یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اس سے زائد اور کوئی کلمہ نہ کہا پھر میں مقام جنگ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) واخرجہ الطبرانی بنحوہ قال الہیثمی ج۶ صفحہ ۸۲ ورجالہ ثقات الا ان ابا عبیدۃ لم یسمع من ابیہ ۶؎ واخرج الامام احمد۔ (حاشیہ صفحہ ہذا):۔ ۱؎ ورواہ مسلم۔ کذافی البدایۃ ج۴ صفحہ ۲۸ ۲؎ واخرج الامام احمد ۳؎ واخرجہ ابن ابی حاتم ۴؎ واخرج الامام احمد ۵؎ کذافی البدایۃ ج۴ صفحہ ۱۱۱۔ ۶؎ اخرج البیہقی۔

واپس آگیا دوبارہ پھر میں آیا میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ میں ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں
میں لڑائی کی طرف واپس چلا گیا۔ تیسری مرتبہ میں پھر آیا۔ آپ سجدہ میں تھے اور وہی کہہ
رہے تھے یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپ کے ہاتھوں فتح دی[1]

رات میں دُعا کرنا

حضرت[2] علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر کی رات میں حضورؐ نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ فرما رہے تھے کہ "اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک کر دی گئی تو تیری پرستش نہ کی جائے گی"۔ اسی رات کفار سخت بارش سے پریشان ہو گئے۔ ابو یعلیٰ اور ابن حبان کی روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں جو صبح گزاری ہے اس سے پہلے ساری رات آپؐ نہیں سوئے حالانکہ آپؐ مسافر بھی[3] تھے (ساری رات دُعا میں گزار دی)

جنگ سے فراغت پر دُعا کرنا

حضرت[4] رفاعہؓ زرقی فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احد میں مشرکین واپس چلے گئے تو حضورؐ نے اپنے اصحابؓ کو حکم دیا کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب عزوجل کی تعریف کروں، اصحابؓ نے آپؐ کے پیچھے صف بندی کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا مانگی اَللّٰھُمَّ! لَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ، اَللّٰھُمَّ! لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا ھَادِیَ لِمَنْ اَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ ھَدَیْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا مُبْعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰھُمَّ! ابْسُطْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتِکَ وَفَضْلِکَ وَرِزْقِکَ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ الْمُقِیْمَ الَّذِیْ لَا یَحُوْلُ وَلَا یَزُوْلُ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ النَّعِیْمَ یَوْمَ الْعَیْلَةِ وَالْاَمْنَ یَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰھُمَّ! اِنِّیْ عَائِذٌ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اَعْطَیْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا، اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ، وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ

---

[1] وقد رواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ کذافی البدایۃ ج ۲ صفہ ۲۷۵ واخرجہ ایضا البزار وابو یعلی والفریابی والحاکم بمثلہ کما فی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۶۷۔ [2] اخرج ابن مردویہ وسعید بن منصور [3] کذافی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۶۷۔ [4] اخرج الامام احمد۔

اَللّٰهُمَّ! تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ، وَأَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ! قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ! قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ، إِلٰهَ الْحَقِّ۔ **ترجمہ:۔** اے میرے اللہ! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اے میرے اللہ! اُس کا کوئی سمیٹنے والا نہیں جس کو تو پھیلا دے اور اس کو کوئی پھیلانے والا نہیں جس کو تو سمیٹ دے۔ اور اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں جس کو تو گمراہ کردے اور اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں جس کو تو ہدایت دے اور اس کو کوئی دینے والا نہیں جس کو تو منع فرمائے اور اس کو کوئی منع کرنے والا نہیں جس کو تو دے اور اس کو کوئی قریب کرنے والا نہیں جس کو تو بعید کردے اور اس کو کوئی بعید کرنے والا نہیں جس کو تو قریب کرے۔ اے میرے اللہ! ہم لوگوں پر اپنی برکات اور اپنی رحمت اور اپنا فضل اور اپنا رزق وسیع فرما، اے میرے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمت کا سوال کرتا ہوں جس میں نہ تبدیلی ہو اور نہ وہ زائل ہو، اے میرے اللہ! میں تجھ سے محتاجگی کے دن نعمت کا سوال کرتا ہوں اور خوف کے دن امن کا، اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی شرارت سے جو تو نے ہم کو عطا فرمائی، اور اس چیز کی شرارت سے جو تو نے ہم سے روک لی، اے میرے اللہ! ایمان کو ہم لوگوں کے لئے محبوب کردے، اور ایمان کو ہمارے دلوں میں مزین فرما، کفر اور فسق اور نافرمانی کو ہم لوگوں کی طرف مکروہ کردے اور ہم لوگوں کو ہدایت پانے والوں میں سے کردے، اے میرے اللہ! ہم لوگوں کو بحالتِ اسلام وفات دے اور بحالتِ اسلام زندہ رکھ، اور بھلے لوگوں کے ساتھ ہم کو ملا دے، نہ ہم رسوا ہوں اور نہ فتنے میں ڈالے جائیں۔ اے میرے اللہ! ان کافروں کو ہلاک فرما جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، ان پر اپنا عذاب اور پلیدی نازل فرما، اے میرے اللہ! ان کفار کو بھی قتل کردے جنہیں کتاب دی گئی ہے تو خدائے برحق ہے [1]

---

[1] ورواہ النسائی فی الیوم واللیلۃ کذا فی البدایۃ ج۴ صفہ ۳۸ واخرجہ ایضاً البخاری فی الادب، والطبرانی والبغوی والباوردی وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم والبیہقی قال الذہبی الحدیث مع نظافۃ اسنادہ منکر اخاف ان یکون موضوعا کذا فی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۷۶ وقال الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۲۲ بعد ما ذکر الحدیث رواہ الامام احمد (باقی اگلے صفحے پر)

جہاد فی سبیل اللہ میں تعلیم کا اہتمام کرنا

حضرت[۱] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے "خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا (سورۂ نساء ع ۹) ترجمہ :- پرہیز اختیار کرو، تنہا تنہا کوچ کرو یا جماعت بناکر، اور فرمایا اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا (توبہ رکوع ۶) ترجمہ: کوچ کرو ہلکے ہو یا بھاری" اور فرمایا اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا (سورۂ توبہ رکوع ۶) ترجمہ :- اگر نہ نکلوگے تو تم کو اللہ عذاب دے گا، پھر ان آیات کو اللہ پاک نے منسوخ کر دیا اور فرمایا وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ٥ (سورۂ توبہ ع ۱۵) ترجمہ :- اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی) نہ چاہیئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنی (اس) قوم کو جبکہ وہ ان کے پاس آویں ڈراویں تاکہ وہ (ان سے دین کی باتیں سن کر برے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔

ابن عباسؓ اس کے مطلب میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت حضورؐ کے ہمراہ غزوہ میں شریک رہے اور دوسری جماعت (مدینہ میں) ٹھہری رہے مَاکِثُوْنَ سے مراد وہ حضرات ہیں جو حضورؐ کے ہمراہ رہے اور آپؐ کے دین کی باتوں کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اپنی قوم کو جب ان کے پاس غزوہ سے واپس آئیں اللہ کے عذاب سے ڈرائیں شاید کہ یہ گھر رہنے والے لوگ خدا کا خوف حاصل کریں، ان تمام باتوں میں جو اللہ پاک نے اپنی کتاب میں فرائض اور حدود وغیرہ نازل فرمائیں۔

حضرت[۲] احوص بن حکیم بن عمیرؓ عبسی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے امرائے لشکر کو یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ تم لوگ دین میں سمجھ حاصل کرو کوئی آدمی باطل کا اتباع کرنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) والبزار ورجال احمد رجال الصحیح۔ انتہی۔ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ ص ۲۵۶ دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد فراغہ عن عرض الدعوۃ علی اہل الطائف فی تحمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشدائد والاذی فی الدعوۃ الی اللہ۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] اخرج البیہقی ج ۹ ص ۴۷ [۲] واخرج آدم بن ابی ایاس فی العلم۔

سے معذور نہ سمجھا جائے گا خواہ وہ اس باطل کو کتنا ہی حق خیال کرتا ہو اور حق نہ چھوڑا جائیگا خواہ کوئی اس کو باطل سمجھتا ہو۔ لہ

حضرت حطان ۲ بن عبداللہ رض رقاشی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت ابوموسیٰ رض اشعری کے ہمراہ دجلہ کے کنارے ایک لشکر میں تھے نماز کا وقت آگیا ان کے مؤذن نے ظہر کے لئے اذان دی، لوگوں نے وضو کی تیاری کی اور وضو کیا اس کے بعد لوگوں کو نماز پڑھائی لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے جب عصر کا وقت آیا۔ مؤذن نے عصر کی اذان دی لوگوں نے پھر وضو کی تیاری کی حضرت ابوموسیٰ رض نے منادی کو حکم دیا کہ پکار دے کہ جس شخص کا وضو نہیں (وہ وضو کرے) اس کے علاوہ اوروں پر وضو کرنا نہیں ہے اور حضرت ابوموسیٰ رض نے فرمایا قریب ہے کہ علم رخصت ہو جائے اور جہالت کا یہاں تک دور دورہ ہو کہ آدمی اپنی ماں کو بسبب جہالت تلوار سے قتل کر دے ۳ہ

جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا

حضرت ۴ ابومسعود انصاری رض فرماتے ہیں کہ ایک شخص نکیل پڑی ہوئی اونٹنی آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور اس نے کہا یہ اللہ کے راستے میں ہے، آپ نے فرمایا تیرے لئے بروز قیامت اس کے عوض میں سات سو اونٹنیاں ہیں ہر ایک کے نکیل پڑی ہوئی ہوگی ۵ہ

حضرت ۶ عبداللہ بن رض صامت فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر غفاری رض کے ساتھ تھا ان کو سالانہ وظیفہ ملا ان کے پاس ان کی ایک باندی تھی۔ حضرت عبداللہ رض فرماتے ہیں اس باندی نے ان کی ضروریات پوری کرنی شروع کیں، اس باندی کے پاس سات (دینار) بچ رہے۔ حضرت ابوذر رض نے اس کو حکم دیا کہ ان سے ایک فربہ اونٹنی خرید لے، حضرت عبداللہ رض کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ان کو رکھ چھوڑا ہوتا کوئی درپیش آنے والی حاجت میں کام آجاتے، یا آپ کے یہاں کوئی مہمان آتا اس کی میزبانی کرتے، حضرت ابوذر رض نے فرمایا میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ جو سونا یا چاندی تھیلی میں رکھا

لہ کذافی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۳۸ ۲ہ واخرج عبدالرزاق ۳ہ کذافی الکنز ج ۵ صفہ ۱۱۴ واخرجہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار ج ۱ صفہ ۲۷ مختصراً ۴ہ اخرج مسلم ج ۲ صفہ ۳۷ ۵ہ واخرجہ ایضاً النسائی کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفہ ۳ ۶ہ واخرج الامام احمد ورجالہ رجال الصحیح۔

گیا وہ اپنے مالک کے لئے چنگاری ہے جب تک کہ اس کو اللہ عز وجل کے راستے میں خرچ نہ کردے، ایک[1] اور روایت میں اس طرح پر ہے جس نے سونے اور چاندی کو تھیلی میں بند کردیا اور اللہ کے راستے میں خرچ نہ کیا یہ بروز قیامت چنگاری بنیں گے جن سے ان کے مالک کو داغ لگایا جائے گا[2]

قیس[3] بن سلعؓ انصاری سے روایت ہے کہ ان کے بھائیوں نے ان کی شکایت کرتے ہوئے حضورؐ سے عرض کیا کہ یہ اپنے مال کو خرچ کردیتے ہیں اور اس میں بڑی فراخدلی سے کام لیتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں کھجوروں سے اپنا حصہ لیتا ہوں اور اللہ کے راستے میں اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں ان پر خرچ کردیتا ہوں، آپؐ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا تم خرچ کرتے رہو۔ اللہ تمہیں خرچ دیتا رہے گا۔ یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا، اس کے بعد میں اللہ کے راستے میں نکلا اور میرے پاس ایک سواری تھی اور میں ان دنوں بہت عیال دار اور دولت مند تھا[4]

حضرت[5] معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اس آدمی کے لئے خوشخبری ہو جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں ذکر اللہ بکثرت کیا ایسے شخص کے لئے ہر کلمہ کے عوض ستر ہزار نیکیاں ہیں ان میں سے ہر نیکی دس گنا ہو جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید احسان ہے لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ! اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا اُس کا اجر بھی اسی طرح پر ہے، حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذؓ سے پوچھا کہ نفقہ کا ثواب تو سات سو گنا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا تیری سمجھ بہت کم ہے یہ ثواب تو اس وقت ہے جبکہ فقط نفقہ دیا ہو اور اپنے گھر بال بچوں میں مقیم رہا۔ جہاد کے لئے نہ گیا، اور جب غزوہ میں شریک ہوئے اور خرچ بھی برداشت کیا یعنی نفقہ دیا ایسے لوگوں کے لئے اللہ پاک نے اپنی رحمت کے ایسے خزانے چھپا رکھے ہیں کہ بندے کے علم کی وہاں تک رسائی نہیں، اور نہ بندے اس کا وصف بیان کرسکیں۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، اور اللہ کی جماعت ہی غالب آکر رہتی ہے[6]

---

[1] وعند احمد ایضا والطبرانی واللفظ لہ [2] کذافی الترغیب ج ۲ صفہ ۸۷ [3] واخرج الطبرانی فی الاوسط [4] کذافی الترغیب ج ۲ صفہ ۱۷۳ واخرجہ ایضا ابن مندہ وھو عند البخاری من ہذا الوجہ باختصار کما فی الاصابۃ ج ۳ صفہ ۲۵۰ [5] واخرج الطبرانی [6] قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۲۸۲ وفیہ رجل لم یسم۔ انتہی۔

حضرت[1] علی و ابو الدرداء و ابو امامہ اور ابن عمرو بن عاص اور جابر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم یہ روایت مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر مقیم رہ کر اللہ کے راستہ میں خرچ دیا اس کے لئے ہر درہم کے عوض سات سو درہم ہیں اور جو خود اللہ کے راستے میں غ.وہ میں شریک رہا اور اللہ کے راستے میں نفقہ بھی دیا اس کے لئے ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ درہم ہیں پھر اس آیۃ کی تلاوۃ فرمائی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ترجمہ:۔ "اور اللہ دگنا کرتا چلا جاتا ہے جس کسی کیلئے چاہے"۔[2]

(نوٹ):۔ بہت سے صحابہؓ کے مال خرچ کرنے کے قصے اس حصہ کے شروع میں گزر چکے ہیں۔

جہاد فی سبیل اللہ میں نیت کا خالص رکھنا

حضرت[3] ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا ارادہ جہاد سے سامانِ دنیا ہے، آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں، اس بات کو لوگوں نے بہت بڑا سمجھا، اور اس پوچھنے والے سے کہا، تم دوبارہ حضورؐ سے دریافت کرو، شاید کہ تم نہ سمجھے ہو، اس شخص نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پھر عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص کا جہاد فی سبیل اللہ میں شرکت کا ارادہ ہے اور وہ سامانِ دنیا کا طالب ہے، آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں، لوگوں کو یہ بات بہت بڑی معلوم ہوئی اور اس سے کہا کہ حضورؐ سے پھر جاکر دریافت کرو اس شخص نے تیسری مرتبہ آپؐ سے پھر پوچھا کہ ایک آدمی جہاد کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ سامانِ دنیا کا طلبگار ہے آپؐ نے پھر فرمایا کہ اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے[4]

حضرت[5] ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ فرمائیے کہ ایک آدمی نے اجرت اور شہرت کی غرض سے جہاد میں شرکت کی اس کے لئے کیا ثواب ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے ثواب نہیں، اس آدمی نے

---

[1] وقد اخرجہ القزوینی بمجہول وارسال، کما فی جمع الفوائد ج ۲ صفہ ۳ عن الحسن [2] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفہ ۳۹۶ ما انفق ابوبکر و عمر و عثمان و طلحۃ و عبد الرحمن بن عوف و العباس و سعید بن عبادۃ محمد بن مسلمۃ و عاصم بن عدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فی تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الجہاد و انفاق الاموال و سیاتی التفصیل فی تلک القصص وغیر ذلک فی نفقات الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین، [3] اخرج ابوداؤد و ابن حبان فی صحیحہ والحاکم باختصار و صححہ [4] کذا فی الترغیب ج ۲ صفہ ۴۱۹ [5] وعند ابی داؤد والنسائی۔

تین مرتبہ آپؐ سے دریافت کیا ہر مرتبہ آپؐ نے فرمایا اس کے لئے کوئی اجر نہیں پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پاک کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ خالص اور اللہ کی رضامندی کے لئے نہ ہو۔ ۱؎

حضرت ۲؎ عاصم بن عمر بن قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں میں ایک مسافر آدمی رہتا تھا جس کو کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہے؟ اس کو قزمان کہا جاتا تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا جاتا آپؐ فرماتے کہ یہ جہنمی ہے۔ حضرت عاصمؓ فرماتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں اس نے انتہائی سخت لڑائی لڑی، تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو مار ڈالا اور بڑا بہادر تھا۔ زخموں نے اسے مجبور کر دیا، بنی ظفر کے گھر اسے اُٹھا کر لے گئے مسلمانوں نے اس سے کہنا شروع کیا۔ خدا کی قسم اے قزمان! آج تو نے بڑی بہادری کا کام کیا، خوشخبری حاصل کرو، کہا کس چیز کی خوشخبری حاصل کروں؟ پس خدا کی قسم میں نے یہ لڑائی کسی اور وجہ سے نہیں کی محض اپنی قوم کی نام آوری کے لئے کی ہے اور اگر میرا مقصد یہ نہ ہوتا تو میں ہرگز نہ لڑتا، راوی کہتے ہیں کہ جب اسے زخموں کی تکلیف زیادہ محسوس ہوئی تو تیر دان سے ایک تیر نکالا اور اس کے ذریعہ خودکشی کر لی ۳؎

حضرت ۴؎ ابوہریرہؓ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ لوگو! مجھے ایسا آدمی بتاؤ جو جنت میں داخل ہو گیا اور اس نے کبھی بھی نماز نہیں پڑھی، جب لوگوں نے یہ بات نہ سمجھی تو حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا کہ وہ کون آدمی ہے؟ تو فرماتے کہ اُصیرمؓ بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن وقش، حصین راوی کہتے ہیں کہ میں نے محمود بن اسد سے پوچھا کہ اُصیرمؓ کا کیا قصہ ہے؟ انہوں نے بیان کیا وہ اپنی قوم سے اسلام لانے کے بارے میں منکر تھے جب غزوۂ اُحد در پیش ہوا ان کے بھی جی میں آ گئی اور اسلام لے آئے، اپنی تلوار اُٹھائی اور صبح ہی صبح کفار کے مجمع میں داخل ہو کر قتال شروع کیا یہاں تک کہ زخموں نے انہیں چکنا چور کر دیا، جب بنی عبدالاشہل کے لوگ اپنے مقتولین کو معرکۂ جنگ میں تلاش کر رہے تھے تو ان کا گزر ان پر ہوا، انہیں دیکھ کر لوگوں نے کہا خدا کی قسم یہ اُصیرمؓ ہیں انہیں یہاں کیا چیز لے آئی؟ ہم تو اس کو چھوڑ آئے تھے یہ تو اسلام کی باتوں سے بہت منحرف تھے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ اے عمرو! تمہیں یہاں کیا چیز لے آئی؟ آیا قومی غیرت کے

۱؎ کذا فی الترغیب ج۲ صفحہ ۴۲۱　۲؎ واخرج ابن اسحٰق　۳؎ کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ ۳۶　۴؎ واخرج ابن اسحاق۔

تقاضے سے آئے یا اسلام کی طرف رغبت کر کے ؟ اُصیرمؓ نے کہا میں تو اسلام کی طرف رغبت کر کے شریکِ جہاد ہوا تھا میں اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا اور مذہب اسلام میں نے اختیار کیا، پھر میں نے اپنی تلوار اٹھائی اور صبح ہی صبح حضورؐ کے ساتھ میدانِ جہاد میں آگیا اور میں نے لڑنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ مجھ کو جو زخم لگنے تھے لگے، اس کے ذرا دیر کے بعد لوگوں کے ہاتھوں میں ان کا انتقال ہو گیا لوگوں نے ان کا تذکرہ حضورؐ سے کیا، آپؐ نے فرمایا کہ اُصیرمؓ اہلِ جنت سے ہیں ؟

حضرتؓ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عمرو بن اقیش کا زمانۂ جاہلیت میں ایک معبود تھا انہوں نے اس کے چھوڑنے کو اچھا نہ سمجھا، اور اسی کی پرستش میں لگے رہے، غزوہ احد میں (مدینہ آکر) لوگوں سے پوچھا میرے چچیرے بھائی کہاں ہیں ؟ لوگوں نے کہا اُحد میں انہوں نے بھی کہا اُحد میں ؟ اس کے بعد انہوں نے اپنا خود پہنا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور بھائیوں کی طرف چل پڑے مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر کہا اے عمرو، پرے رہو ہمارے پاس نہ آؤ انہوں نے کہا کہ میں ایمان لا چکا ہوں، اس کے بعد یہ کفار سے لڑے یہاں تک کہ زخمی ہو گئے اور ان کو ان کے گھر زخمی اٹھا کر لایا گیا، حضرت معاذ بن جبلؓ ان کے پاس آئے اور ان کے بھائی سلمہؓ سے دریافت کیا کہ یہ اپنی قوم کی طرفداری میں لڑے یا اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے لئے طیش کھا کر کفار سے لڑے ؟ ان کے بھائی نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے کفار پر طیش کھا کر لڑے اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی اور یہ جنت میں داخل ہوئے، اور انہوں نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی ؎۲ (اس لئے کہ نماز کا نہ موقع ملا تھا نہ وقت آیا تھا)

حضرت ؎۳ شدادؓ بن ہاد بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان اختیار کیا اور آپؐ کے پیچھے ہو لیا اور کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ مہاجر بنوں گا آپؐ نے اپنے بعض صحابیؓ کو اس کے بارے میں وصیت فرمائی (یعنی خیر خبر رکھنے کی) جب غزوہ خیبر میں حضورؐ کو غنیمت ملی اور آپؐ نے اس کو تقسیم فرمایا تو آپؐ نے اس کو بھی

؎۱ کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۷ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۶ ہذا اسناد حسن رواہ جماعۃ من طریق ابن اسحاق انتہی۔ و اخرجہ ایضاً ابو نعیم فی المعرفۃ بمثلہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۸ والامام احمد بمثلہ کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۳۶۲ وقال ورجالہ ثقات ؎۲ واخرجہ ابوداؤد والحاکم من وجہ آخر ؎۳ قال فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۵۲۶ ہذا اسناد حسن واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۶۷ بہذا السیاق۔ بنحوہ، ؎۴ واخرج البیہقی۔

حصہ دیا، اس کے ساتھیوں کو اس کا حصہ دے دیا اور یہ ساتھیوں کے جانور چرایا کرتا، پس یہ جب چرائی سے آیا ساتھیوں نے اسے اس کا حصہ دیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ساتھیوں نے کہا کہ یہ حصہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم میں تمہیں دیا ہے، اس نے کہا میں نے اس وجہ سے آپؐ کا اتباع نہیں کیا، میں نے تو آپؐ کا اتباع اس وجہ سے کیا ہے کہ میرے تیر یہاں لگے اور اپنے حلق کی طرف تیر سے اشارہ کیا تاکہ میں مرجاؤں اور جنت میں داخل ہوجاؤں، ساتھی نے اس سے کہا اگر تو نے سچ کہا ہے تو اللہ تجھے سچا کر دکھائے گا پھر ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں سے جہاد کیا (جس میں یہ بھی شریک تھا) اس کو حضورؐ کے پاس لاد کر لایا گیا اس کے تیر اُسی جگہ پیوست ہوا تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا، آپؐ نے پوچھا یہ وہی ہے صحابہؓ نے عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا اس نے اللہ کے ساتھ سچا معاملہ رکھا اللہ نے اس کو سچا کر دکھایا، اس کو آپؐ نے اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا، پھر آپؐ نے آگے بڑھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی آپؐ نے اس کے جنازہ کی نماز میں جو الفاظ ظاہر کر کے ادا فرمائے وہ یہ تھے، اے میرے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے، ہجرت کر کے تیرے راستے میں نکلا ہے شہید ہو کر قتل کیا گیا ہے اور میں اس پر گواہ ہوں [1]

حضرت [2] انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں کالے رنگ کا بدصورت انسان ہوں میرے پاس مال نہیں اگر میں ان کفار سے لڑوں اور شہید کیا جاؤں تو کیا جنت میں داخل ہوجاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ یہ آگے بڑھے اور کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے، حضورؐ کا ان پر گزر ہوا اور وہ شہید پڑے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا اللہ نے تیرے چہرے کو اچھا کر دیا اور تیری بُو کو مہک دار اور تیرے مال کو کثیر کر دیا اور آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس کی دو بیویاں حور عین دیکھی ہیں، اس میت پر ایک جبہ ہے وہ دونوں جھگڑ رہی ہیں اور اس کی کھال اور جبہ کے درمیان داخل ہونا چاہتی ہیں [3]

حضرت [4] عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کہلا بھیجا کہ اپنے کپڑے پہنو اور ہتھیار لو اور میرے پاس آجاؤ، چنانچہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر

---

[1] وقد رواہ النسائی، نحوہ، کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۹۱ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۵۹۵ بنحوہ [2] واخرج البیہقی۔
[3] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۹۱ واخرجہ الحاکم ایضا، بنحوہ وقال صحیح علی شرط مسلم کما فی الترغیب ج ۲ صفحہ ۲۴۷
[4] واخرج الامام احمد بسند حسن۔

ہوا آپؐ نے فرمایا میں تم کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں اللہ تمہیں محفوظ بھی رکھے گا اور مالِ غنیمت بھی دے گا، اور میں تمہیں مال کی طرف اچھی رغبت دلا رہا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں مال کی وجہ سے اسلام نہیں لایا میں تو اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے اسلام لایا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو! بھلے آدمی کے لئے بھلا مال بہترین چیز ہے ؎۱ طبرانی نے اوسط اور کبیر میں آخری جملہ اس طرح نقل کیا ہے (حضرت عمروؓ نے عرض کیا) لیکن میں اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے اسلام لایا ہوں اور چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! یہی بات ہے (مگر) بھلے آدمی کیلئے بھلا مال بہترین چیز ہے ؎۲

ابو بختریؒ طائی سے روایت ہے کہ کچھ لوگ کوفہ میں ابو مختار یعنی مختار بن ابو عبید کے بیٹے کے ساتھ جسر ابو عبید پر جہاں ابو المختار اور اس کا لشکر قتل کیا گیا تھا جمع تھے راوی کہتے ہیں کہ تمام آدمی مارے گئے مگر دو آدمی بچ گئے جنہوں نے اپنی تلواروں سے دشمنوں پر حملہ کیا دشمن کا لشکر ان کے لئے پھٹ گیا اور یہ دونوں نجات پا گئے یا یہ تین آدمی تھے اس کے بعد یہ مدینہ میں آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ان پر گزر ہوا یہ بیٹھے ہوئے مقتولین کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا تم نے ان مقتولین کے بارے میں کیا کہا؟ ان لوگوں نے کہا ہم نے ان کے لئے استغفار کی اور ان کو دعائیں دیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم مجھ سے صاف صاف بیان کرو جو کچھ تم نے مقتولین کے بارے میں کہا، ورنہ تم لوگ میری جانب سے سختی میں مبتلا کئے جاؤ گے، ان لوگوں نے کہا ہم لوگوں نے یہی کہا کہ وہ شہید ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور قسم اس ذات کی کہ جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور بغیر اس ذات کی اجازت کے قیامت قائم نہ ہوگی کوئی نفس زندہ اس بات کو نہیں جانتا کہ اللہ کے پاس مرنے والے کے لئے کیا ہے؟ مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (کہ ان کو جو کچھ علم دیا گیا وہ جانتے ہیں) اس لئے کہ اللہ پاک نے آپؐ کے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرمادی تھی اور قسم اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور قسم اُس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق اور ہدایت دے کر بھیجا اور قیامت بغیر اُس کی اجازت کے قائم

؎۱ کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفہ ۳ ؎۲ کذا فی المجمع ج ۹ صفہ ۳۵۳ وقال رجال احمد وابی یعلیٰ رجال الصحیح انتہی۔
؎۳ واخرج الحارث۔

نہ ہوگی بے شک ایک آدمی جہاد کرتا ہے دکھاوے کے لئے اور جہاد کرتا ہے قومی حمیت کی وجہ سے اور جہاد کرتا ہے دنیا کا ارادہ کرکے اور جہاد کرتا ہے مال کا ارادہ کرکے، اور جو لوگ جہاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے نزدیک وہی ہے جو اُن کے نفسوں اور نیت میں موجود ہے [۱]

مالک [۲] بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں ایک سریہ کا تذکرہ کررہے تھے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اللہ کے راستے میں مصیبت پہنچائی گئی تھی بعض کہنے والے نے ہم میں سے کہا کہ وہ لوگ اللہ کے کام میں اللہ کے راستے میں لگے ہوئے تھے ان کا اجر اللہ کے نزدیک ثابت ہوگیا، اور بعض کہنے والے نے کہا کہ اللہ پاک ان لوگوں کو روزِ محشر اسی نیت پر اُٹھائے گا جس پر انہیں وفات دی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک یہی بات ہے قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اللہ پاک ان کو اُسی نیت پر اُٹھائے گا جس پر ان کو وفات دی ہے، بیشک لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دکھلاوے اور شہرت کے لئے جہاد کرتے ہیں اور بعض حصولِ دنیا کی نیت سے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جو جنگ کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں بغیر جنگ کئے انہیں چارہ نہیں اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو مصائب پر صبر کرتے اور ثواب کی نیت سے جہاد کرتے ہیں درحقیقت شہید یہی (آخری طبقہ) ہے اس کے باوجود میں نہیں جانتا کہ وہ اللہ پاک میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے، ہاں مگر میں یہ جانتا ہوں کہ اس قبر والے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر گناہ کی مغفرت کردی گئی ہے اگر آپؐ سے سرزد بھی ہوئے ہوں۔

حضرت [۳] مسروقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں شہداء کا تذکرہ کیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم سے پوچھا تم لوگ شہید کس کو خیال کرتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! شہید وہی تو ہیں جو ان غزوات میں قتل کئے گئے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تو تمہارے شہداء کی تعداد کثیر ہوجائے گی، میں تم کو اس بارے میں بتاتا ہوں کہ شجاعت اور بزدلی لوگوں میں طبعی چیزیں ہیں، اللہ پاک جہاں ان کو چاہتا ہے رکھتا ہے بہادر آدمی لڑائی میں ایسے لوگوں کی معیت چاہتا ہے جو اپنے گھر لوٹنے کی پرواہ نہیں

---

[۱] کذا فی کنز العمال ج ۲ صفحہ ۲۹۲ وقال قال الحافظ ابن حجر رجالہ ثقات الا انہ منقطع۔ انتہی۔ [۲] واخرج تمام۔ [۳] وعند ابن ابی شیبۃ۔

رکھتے ہیں اور بزدل آدمی اپنی بیوی سے بھاگ کر لڑتا ہے۔ مگر شہید وہ ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے میدانِ جہاد میں روکا ہو، اور مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑا ہو، اور مسلمان وہ ہے کہ دیگر مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں لے

ضمامؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنی ماں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کچھ لوگ مجھ سے جدا ہو گئے اور مجھ کو یہی لوگ امن طلب کرنے کے لئے بلا رہے ہیں ان کی ماں حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اگر تم اللہ کی کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے زندہ کرنے کے لئے نکل رہے ہو تو حق پر قائم ہو، اور اگر تم دنیا کے طلب کرنے کے لئے نکل رہے ہو تو تم میں نہ زندگی میں کوئی بھلائی ہے اور نہ مرنے کے بعد ۳ے

جہاد میں امرِ امیر کی اطاعت کرنی اور اللہ کے راستے میں نکلنا

ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ایک سریہ میں روانہ فرمایا اور ہم لوگوں پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو امیر مقرر کیا چنانچہ ہم لوگ چلے اور ایک منزل پر پڑاؤ ڈالا ایک آدمی اپنے گھوڑے پر زین کسنے کے لئے کھڑا ہوا اور زین کسی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے کہاں کا ارادہ کیا؟ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں چارہ لے آؤں میں نے اس سے کہا جب تک ہم اپنے امیر سے نہ پوچھ لیں تم ایسا نہ کرو، ہم نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس آکر اس کا تذکرہ کیا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا شاید تیرا ارادہ یہ تھا کہ تو اپنے بال بچوں میں لوٹ جائے؟ اس نے کہا نہیں، ابو موسیٰؓ نے کہا سمجھ لے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا گھر جانے کا ارادہ نہیں، ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا تو جا خدا تجھے ہدایت دے، چنانچہ وہ آدمی چلا گیا اور رات میں کچھ دیر لگائی، پھر آیا اس سے ابو موسیٰؓ نے کہا کہ شاید تو اپنے گھر گیا تھا اس نے کہا نہیں، ابو موسیٰؓ نے کہا کہ غور کرے کہ تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں گیا تھا حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا تو اپنے اہل کیا گیا تھا آگ میں گیا تھا اور آگ میں بیٹھا تھا اور آگ کے سامنے آیا تھا، اور آگ ہی سے لوٹا ہے ۵ے

لے کذا فی الکنز العمال ج ۲ صف ۲۹۲ ۲ے واخرج نعیم بن حماد فی الفتن ۳ے کذا فی الکنز ج ۷ صف ۵۷۔
۴ے اخرج ابن عساکر۔ ۵ے کذا فی الکنز ج ۳ صف ۱۶۹۔

کوچ کرنے اور جہاد فی سبیل اللہ میں شرکاء کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا

حضرت[1] ابو ثعلبہ خشنیؓ فرماتے ہیں کہ لوگ جہاں کہیں اُترتے تھے کوئی گھاٹیوں اور کوئی جنگلوں میں چلا جاتا تھا، آپؐ نے فرمایا تم لوگوں کا گھاٹیوں اور جنگلوں میں متفرق ہونا یہ شیطان کی جانب سے ہے، اس فرمان کے بعد جب کسی منزل میں صحابہؓ اترے بعض، بعض کے ساتھ ملا رہا[2]

ایک[3] اور اسی جیسی روایت ہے اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ وہ اس طرح مل جاتے تھے کہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان پر ایک چادر پھیلائی جاتی تو سب پر آجاتی[4]

حضرت[5] معاذ جہنیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضورؐ کے ساتھ ایسے ایسے غزوے کئے کہ لوگوں پر ٹھہرنے کی جگہ تنگ ہوگئی اور راستہ رُک گیا، آپؐ نے منادی بھیج کر لوگوں میں یہ ندا کرائی کہ جس نے جگہ تنگ کی یا راستہ روکا اس کے لئے جہاد (کا ثواب) نہیں[6]

اللہ کے راستے میں پہرہ داری کرنا

حضرت[7] سہل بن حنظلیہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کی معیت میں جنگِ حنین کے لئے چلے، چلنے میں بہت درازی کی یہاں تک کہ شام کا وقت ہوگیا میں نماز کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں آپؐ کی خدمت میں ایک سوار نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ لوگوں کے آگے چلا اور ایسی ایسی پہاڑی پر میں چڑھا، میں نے قبیلۂ ہوازن کو دیکھا کہ وہ مع اپنے باپ کے سینچائی والے اونٹوں کے اور اپنی پردہ نشین عورتوں کے اور مویشیوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں، آپؐ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا انشاء اللہ کل یہ سب مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہوں گے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات ہم لوگوں کی پہرہ داری کون کرے گا؟ حضرت انس

---

[1] اخرج ابوداؤد والنسائی [2] کذافی الترغیب ج۵ صفہ ۳۰ [3] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۱۵۲ نحوہ۔ [4] و ہکذا اخرجہ ابن عساکر کمافی الکنز ج ۳ صفہ ۳۴۱ ولفظہ حتی لو بسط علیہم ثوب لوسعھم

(باقی اگلے صفحے پر)

بن مرثد غنوی رضؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں پہرہ داری کروں گا، آپؐ نے فرمایا تو سوار ہو جاؤ چنانچہ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کی خدمت میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ اس گھاٹی کی طرف جو سامنے ہے چلے جاؤ اوپر کی جانب رہنا اور اپنی جانب سے رات کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑ جانا (یعنی ساری رات وہیں رہنا) جب ہم لوگوں نے صبح کی، آپؐ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو تمہارے سوار کا کچھ احساس ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابھی تک تو کچھ محسوس نہیں ہوا اتنے میں نماز کے لئے تکبیر کہی گئی۔ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے گھاٹی کی طرف التفات فرمایا جب آپؐ اپنی نماز سے فارغ ہوگئے تو آپؐ نے فرمایا خوشی مناؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آگیا۔ ہم لوگوں نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان دیکھنا شروع کیا، اتنے میں وہ آکر حضورؐ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور سلام کیا، اور عرض کیا کہ میں یہاں سے چل کر گھاٹی کے اوپر کی جانب رہا جس جگہ کا آپ نے مجھ کو حکم دیا تھا، جب میں نے صبح کی گھاٹیوں کے دونوں طرف میں نے جھانکا اور غور سے دیکھا میں نے کسی کو نہیں پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کیا تم رات کو سواری پر سے اُترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ مگر نماز پڑھنے کے لئے اور قضاء حاجت کے لئے اترا تھا، آپؐ نے ان سے فرمایا تم نے (جنت) واجب کرلی تم پر کوئی ضرر نہیں اگر اس کے بعد تم کوئی عمل نہ کرو[۱]

ابو عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپؐ سے ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا جس کی وفات ہو چکی تھی، آپؐ نے فرمایا، کیا تم میں سے کسی نے اس کو بھلا عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا جی ہاں، میں نے اس کے ساتھ اللہ کے راستے میں ایک رات پہرہ داری کا کام انجام دیا ہے یہ سن کر حضورؐ اٹھے اور وہ لوگ بھی اُٹھے جو آپؐ کے ساتھ تھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جب وہ میت قبر میں داخل کی گئی تو حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کی قبر میں مٹی ڈالی اس کے بعد آپؐ نے فرمایا تیرے ساتھی تیرے بارے میں اہل نار ہونے کا گمان کر رہے ہیں

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) ۵ؔ واخرجہ البیہقی ایضا ج ۹ صفہ ۱۵۲ عن سہل بن معاذ الجہنی عن ابیہ، ۶ؔ واخرجہ ایضا ابوداؤد بمثلہ کما فی المشکوٰۃ صفہ ۳۳۲، ۷ؔ اخرج ابوداؤد (حاشیہ صفحہ ہذا)۔ ۱ؔ واخرجہ البیہقی ایضا بمثلہ ج ۹ صفہ ۱۴۹ واخرجہ ابونعیم عن سہل بن الحنظلیۃ۔ نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۴۳۔ ۲ؔ واخرج الطبرانی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو اہلِ جنت سے ہے، پھر حضورؐ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کے عمل کے بارے میں سوال مت کرو تم ان کی فطرت اور دین کے بارے میں سوال کرو[۱]

ابو عطیہ[۲] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کا انتقال ہوگیا۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز نہ پڑھائیے آپؐ نے دریافت فرمایا آیا اس کو کسی نے کبھی کوئی بھلا کام کرتے دیکھا ہے؟ باقی مضمون گزشتہ حدیث کی طرح ہے[۳] ابن عائذؓ[۴] فرماتے ہیں کہ حضورؐ ایک آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے جب وہ جنازہ رکھا گیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی نماز آپ نہ پڑھائیے یہ آدمی فاجر تھا، آپؐ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر دریافت فرمایا کیا کسی نے اس کو کوئی بھلا کام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ باقی تذکرہ پہلی حدیث کی طرح ہے[۵]

حیاۃ الصحابہ اردو جلد ۲ صفہ پر حدیث ابو ریحانہؓ سخت سردی کی برداشت کے بارے میں گزر چکی ہے اس میں یہ مضمون ہے آپؐ نے فرمایا آج کی رات ہماری حفاظت کون کرے گا؟ کہ میں اس کو ایسی دُعا دوں جس کی بھلائی اس آدمی کو لگے، انصارؓ میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ! میں حفاظت کروں گا، آپؐ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں فلاں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا قریب آؤ، جب یہ قریب آئے آپؐ نے ان کے بعض کپڑے کو پکڑ کر دُعا شروع فرمائی، جب میں نے یہ دُعا سُنی تو میں نے عرض کیا کہ ایک آدمی میں بھی پہرہ کے لئے تیار ہوں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ کہا ابو ریحانہؓ، حضرت ابو ریحانہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے میرے لئے دُعا فرمائی مگر میرے ساتھی سے کم، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اُس آنکھ پر آگ حرام کر دی گئی ہے جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ داری کی[۶] اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث، اللہ کے راستے میں نماز پڑھنے کے بارے میں جو ابھی گذر چکی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہماری حفاظت اس رات میں کون کرے گا؟ ایک آدمی مہاجرینؓ میں سے اور ایک انصارؓ میں سے آمادہ ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ گھاٹی کے سرے پر تم دونوں وادی میں رہنا اور ان دو حضرات کے

---

[۱] قال الهيثمي ج ۵ صفہ ۲۸۸ ابراهيم بن محمد بن عرق الحمصی شيخ الطبرانی ضعفه الذهبی اھ [۲] واخرجه ايضا ابن عساكر [۳] كما فی الكنز ج ۲ صفہ ۲۹۱ [۴] واخرجه البيهقی فی شعب الايمان [۵] كما فی المشكوٰة صفہ ۳۲۸۔
[۶] اخرجه الامام احمد، والنسائی والطبرانی والبيهقی۔

نام یہ ہیں عمار بن یاسرؓ اور عباد بن بشرؓ اس کے بعد پورا قصہ بیان کیا[1]

جہاد اور نفر فی سبیل اللہ میں امراض کا برداشت کرنا

حضرت[2] ابو سعیدؓ، حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب کبھی کوئی مصیبت مومن کے جسم پر لگتی ہے اللہ پاک اس مصیبت کے ذریعے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے، حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا اے میرے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بخار ہمیشہ اُبیؓ بن کعب کے جسم کو بچھاڑے رہے، یہاں تک کہ اُبی بن کعب تجھ سے ملے، لیکن بخار اس کو نماز سے، روزہ سے، اور حج سے اور عمرہ کرنے سے اور تیرے راستے میں جہاد کرنے سے مانع نہ ہو، اسی وقت اُسی جگہ اُبی بن کعبؓ کو بخار چڑھا اور پھر اُن کا پیچھا نہ چھوڑا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی، اسی بخار میں وہ نماز کے لئے حاضر ہوتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد کرتے رہے۔

حضرت[3] ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ فرمائیے یہ امراض جو ہم لوگوں کو لگتے ہیں ہمارے لئے ان سے کیا نفع ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ کفارات ہیں، حضرت اُبیؓ نے آپؐ سے عرض کیا اگرچہ کتنا ہی چھوٹا مرض ہو؟ آپؐ نے فرمایا خواہ کانٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو راوی کہتے ہیں اُبی بن کعبؓ نے اپنے نفس پر بددعا کی کہ مجھ کو مرتے دم تک بخار کبھی نہ چھوڑے، اس شرط سے کہ ان کو حج اور عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور نمازِ مفروضہ مع جماعت سے مانع نہ ہو، جب کبھی ان کو کسی انسان نے چھوا بخار کی حرارت ان میں پائی یہاں تک کہ اسی میں ان کا انتقال ہو گیا[4]

جہاد فی سبیل اللہ میں نیزہ لگنا اور زخمی ہونا

حضرت[5] جندب بن سفیانؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے اچانک ایک پتھر سے آپؐ کو ٹھوکر لگی آپؐ کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی آپ نے فرمایا

هل انت الا اصبع دميت وفی سبيل الله ما لقيت

---

[1] اخرجہ ابن اسحاق وغیرہ [2] اخرج ابن عساکر [3] وعندہ ایضا وعند الامام احمد وابی یعلی [4] کذا فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۵۳ قال فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲ رواہ الامام احمد وابو یعلی وابن ابی الدنیا وصححہ ابن حبان ورواہ الطبرانی من حدیث ابی بن کعب بمعناہ واسنادہ حسن انتہی۔ واخرجہ ابن عساکر کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۴۲ وابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۲۵۵ عن ابی بن کعب بمعناہ [5] اخرج البخاری صفحہ ۹۸

ترجمہ:۔ تو ایک انگلی تو ہی ہے جو خون آلودہ ہوگئی اور جو کچھ تجھے لگا اللہ کے راستے میں لگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آپؐ کے چار دانتوں کا غزوہ احد میں ٹوٹ جانا اور سر مبارک کا زخمی ہو جانا بیان کیا گیا ہے پہلے گذر چکی ہے[1]

اور اسی جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طیالسیؒ سے یہ حدیث گزر چکی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ یوم اُحد کا تذکرہ فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ یہ دن کُل کا کُل حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے، اس کے بعد اُحد کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے اس کے بعد یہ پوری حدیث مذکور ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ کے سامنے کے چار دانت شہید کر دیئے گئے تھے اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی تھا اور آپؐ کی کنپٹی مبارک میں دو کڑیاں خود کی کڑیوں میں سے گھُس گئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنے ساتھی کی خبر لو آپؐ نے حضرت طلحہؓ کو مراد لیا اور یہ خون میں شرابور تھے اس کے بعد پوری حدیث نقل فرمائی اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر ہم لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس آئے وہ کسی گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور ان میں کچھ اوپر ستر زخم تھے، کچھ نیزے کے کچھ تیر کے کچھ تلوار کے، اور ان کی انگلیاں کٹی ہوئی تھیں، ہم لوگوں نے ان کی اصلاح کی اور دیکھ بھال کی۔

ابراہیم[2] بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ یوم اُحد میں زخمی کئے گئے ان کے اکیس زخم لگے تھے اور ان کے پیر میں بھی زخم آیا تھا جس کی وجہ سے لنگڑا کر چلا کرتے تھے[3]

حضرت[4] انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انسؓ بن نضر بدر کی لڑائی میں حاضر نہیں تھے انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ نے وہ پہلی لڑائی جو مشرکین سے لڑی اس میں میں حاضر نہ تھا اگر اللہ پاک نے مجھ کو مشرکین کی لڑائی میں حاضر کیا تو اللہ پاک دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ جب غزوہ اُحد ہوا اور مسلمان منتشر ہو گئے تو میرے چچا نے کہا اے میرے اللہ! بیشک میں تیری طرف عذر بیان کرتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں یعنی اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور تیری برارت چاہتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں نے یعنی مشرکین نے کیا اس کے بعد آگے بڑھے سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ آئے ان سے کہا اے سعد ابن ستارہ

---

[1] حیاۃ الصحابہ عربی ج۱ صف ۲۵۸ اخرجہ الشیخان وغیرہما۔ [2] واخرج ابونعیم [3] کذافی المنتخب ج۵ صفحہ ۷۷
[4] واخرج البخاری واللفظ لہ۔ ومسلم والنسائی۔

کے رب کی قسم! جنت نظر آرہی ہے اور میں اُحد پہاڑ سے جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! جو کچھ انہوں نے کیا مجھ میں اس کے کرنے کی استطاعت نہ تھی، حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا میں اسّی سے اوپر تلوار کے زخم پائے یا نیزے کے یا تیر کے اور میں نے ان کو شہید پایا، اور ان کو مشرکین نے مثلہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے کوئی پہچان نہ سکا ان کی بہن نے ان کے انگلی کے پورِوے دیکھ کر پہچانا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ یہ آیۃ ان کے اور ان جیسوں کے بارے میں اتری ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ صلے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ہ (سورۂ احزاب ۳۶) ترجمہ :۔ مومنین میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا ان وعدوں کو جو اللہ پاک سے کئے تھے بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو منتظر ہیں، اور ان لوگوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی"۔[۱]

حضرت[۲] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انسؓ بن نضر کہ میرا نام انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔ وہ غزوۂ بدر میں حضورؐ کے ساتھ حاضر نہیں تھے یہ بات ان پر نہایت شاق گزری اور انہوں نے کہا کہ پہلی لڑائی حضورؐ نے لڑی اور میں آپؐ سے غائب رہا۔ اگر اللہ پاک نے مجھ کو کسی اور لڑائی کی اس کے بعد حضورؐ کے ساتھ رہ کر توفیق دی تو اللہ پاک دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور بات کہنے سے ڈر گئے، حضورؐ کے ہمراہ غزوۂ اُحد میں حاضر ہوئے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سامنے سے حضرت سعد بن معاذؓ آئے تو ان سے میرے چچا حضرت انسؓ نے کہا اے ابو عمرو! کہاں جا رہے ہو؟ واہ واہ جنت کی خوشبو مجھے اُحد پہاڑ کے قریب آرہی ہے یہ کہہ کر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، ان کے جسم پر اسّی سے اوپر زخم تلوار، نیزے اور تیر کے تھے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ان کی بہن یعنی میری پھوپھی ربیعؓ بنت نضر کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو محض انگلی کے پوروں سے پہچانا اور قرآن شریف میں یہ آیۃ نازل ہوئی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ صلے وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ہ (سورۂ احزاب ۳۶) اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال یہ ہے کہ یہ آیۃ

---

[۱] کذا فی الترغیب ج ۲ صفہ ۴۳۶۔ واخرجہ ایضا الامام احمد والترمذی عن انس رضی اللہ عنہ۔ بنحوہ۔
[۲] وعند الامام احمد ایضا من وجہ آخر۔

ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے [۱]

حضرت [۲] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر لشکر بنا کر فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید کر دیئے جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر جعفرؓ شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں گے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں بھی اس غزوہ میں تھا۔ ہم لوگوں نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو تلاش کیا ان کو مقتولین میں پڑا ہوا پایا ان کے جسم پر نوّے سے زیادہ تلوار اور تیر کے زخم تھے دوسری روایت میں ہے کہ کوئی زخم پشت کی طرف نہیں لگا تھا [۳]

حضرت [۴] عمرو بن شرجبیلؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کو غزوۂ خندق میں تیر کا زخم لگا تو ان کا خون بہہ کر حضورؐ تک پہنچا، حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ ہائے میری کمر ٹوٹ گئی۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! رکو (یہ کیا ہے؟) اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ [۵]

حضرت [۶] سعیدؓ بن عبید ثقفیؒ فرماتے ہیں میں نے ابوسفیان بن حربؓ کو طائف کے دن ابی یعلیٰ کے باغ میں دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے کچھ کھا رہے ہیں۔ میں نے ان کو تیر مارا ان کی ایک آنکھ جاتی رہی انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری آنکھ اللہ کے راستے میں مصیبت پہنچائی گئی ہے، آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دُعا کروں اللہ پاک تمہاری آنکھ کو واپس کر دے اور اگر چاہو (یعنی صبر کرو) تو تمہارے لئے جنّت ہے، انہوں نے عرض کیا مجھے تو جنّت چاہیئے [۷]

حضرت [۸] قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ بدر کی لڑائی میں زخمی ہو گئی آنکھ کا سارا حلقہ ان کے رخسارے پر لٹک آیا۔ لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کو کاٹ دیں اس کے بعد باقی حدیث مذکور

---

[۱] ورواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن صحیح کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۲ واخرجہ ایضا الطیالسی و ابن سعد و ابن ابی شیبۃ والحارث وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۱۵ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۲۱ والبیہقی ج ۹ صفحہ ۴۲ [۲] واخرج البخاری [۳] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۵ واخرجہ الطبرانی ایضا عن ابن عمر نحوہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲۳۸ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۷ وابن سعد ج ۴ صفحہ ۲۶ [۴] واخرج ابن ابی شیبۃ [۵] کذا فی الکنز ج ۴ صفحہ ۱۲۲ [۶] واخرج ابن عساکر [۷] کذا فی الکنز ج ۵ صفحہ ۳۰۷ واخرجہ ایضا الزبیر بن بکار نحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۱۷۸ [۸] واخرج البغوی وابو یعلی عن عاصم بن عمر بن قتادہ عنہ یہ اپنے اسلام لانے سے قبل کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں ۱۲

ہے جو آگے تائیداتِ غیبیہ میں آجائے گی۔

حضرت[1] رفاعہ بن رافعؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر میں جب لوگوں نے اُمیۃ بن خلف پر مجمع کیا ہم بھی اُس کی طرف چلے گئے میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا اس کی زرہ کا اس کی بغل کے نیچے سے ٹوٹا ہوا تھا میں اُس پر تلوار سے چونکے مار رہا تھا، اور میرے یوم بدر میں ایک تیر لگا تھا جس سے میری آنکھ جاتی رہی تھی، حضورؐ نے لعابِ مبارک اس پر لگا دیا، اور میرے لئے آپؐ نے اس آنکھ کے بارے میں دُعا فرمائی پھر مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی[2]۔

حدیث[3] ابی سائب میں جو پہلے حیاۃ الصحابہ اردو حصہ دوم صفحہ ۱۳۳ پر گذر چکی ہے یہ بھی ہے کہ بنی عبدالاشہل کے دو بھائی اُحد کی لڑائی میں حاضر ہوئے اور دونوں زخمی ہو کر واپس ہوئے اسی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر ہم سوار ہوتے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو سخت زخمی نہ ہوا ہو، ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ نکلے اور میرا زخم اپنے بھائی کی بہ نسبت معمولی تھا جب اس پر غشی آنے لگتی تو میں تھوڑی دیر کے لئے اس کو لاد لیتا اور پھر تھوڑی دیر وہ پیدل چلتا یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ گئے جہاں پر تمام مسلمان جمع تھے۔

حضرت[4] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کی جنگ کے دن باغ والوں پر تن تنہا تیر اندازی کی اور ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ باغ کا دروازہ کھول دیا اور ان میں اسّی سے زیادہ زخم تھے کچھ تیروں کے اور کچھ تلوار کے یہ وہاں سے علاج کے لئے اپنی فرودگاہ پر اٹھا کر لائے گئے ان کی تیمارداری کے لئے حضرت خالدؓ کو ایک ماہ ٹھہرنا پڑا[5]۔

حضرت[6] اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ اور ان کے بھائی عراق کے موضع حریق میں دشمنوں کے قلعوں میں کے ایک قلعہ کے پاس تھے دشمن گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر مسلمان کی طرف ڈالتے اور ان کو

---

[1] واخرج البزار والطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۲ وفیہ عبدالعزیز بن عمران وہو ضعیف انتہی

[3] وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ج ۱ صفحہ ۳۱۶ حدیث یحییٰ بن عبدالحمید عن جدتہ ان رافع بن خدیج رمی بسہم فی ثندوتہ [4] واخرج خلیفۃ [5] واخرجہ ایضا بقی بن مخلد فی مسندہ عن خلیفۃ باسنادہ مثلہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ [6] واخرج الطبرانی۔

اپنی طرف کھینچ لیتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے حضرت انسؓ پر بھی یہ آنکڑا ڈالا یہ دیکھ کر حضرت براءؓ دیوار پر چڑھے پھر اپنے ہاتھوں سے اس زنجیر کو تھام لیا اور برابر تھامے رہے یہاں تک کہ اس زنجیر کی رسّی کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو ہاتھ کی ہڈیاں چمک رہی تھیں جو کچھ گوشت ہاتھ پر تھا جل کر ختم ہوگیا تھا، اللہ پاک نے حضرت انس بن مالکؓ کو اس طرح نجات دی [۱] طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے کہ ان آنکڑوں میں سے ایک آنکڑے نے حضرت انسؓ کو بھی گھیر لیا قلعہ والوں نے ان کو اٹھایا یہاں تک کہ یہ زمین سے اُٹھ بھی چکے تھے ان کے بھائی براءؓ آئے ان سے کہا گیا کہ تمہارے بھائی کو آنکڑے میں اٹھایا جارہا ہے یہ لڑائی میں مشغول تھے یہ فوراً لپکے اور کود کر دیوار پر چڑھ گئے پھر اپنے ہاتھ سے اس زنجیر کو پکڑا اور وہ زنجیر چکر کھا رہی تھی یہ لگاتار ان لوگوں سے زنجیر کو کھینچ رہے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ جل رہے تھے یہاں تک کہ زنجیر جس رسی سے بندھی ہوئی تھی وہ رسّی کاٹ دی اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دیکھا، آگے پہلی روایت جیسا تذکرہ ہے [۳]

شہادت کی تمنّا اور اس کے لئے دُعا کرنا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اُس کے ہاتھ میں ہے اگر کچھ مومن ایسے نہ ہوتے جنہیں میرے پسِ پشت رہنا کسی طرح پسند نہیں اور میرے پاس اتنی سواری نہیں کہ میں ان سب کو سفر میں ہمراہ لے چلوں تو میں کسی ایسی جماعت سے جو اللہ کے راستے میں جہاد کررہی ہے کبھی پیچھے نہ رہتا (اور ہر جماعت کے ساتھ نکلتا) اور قسم اُس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں

---

[۱] کذافی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ [۲] وذکرہ فی المجمع [۳] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۲۵ واسنادہ حسن۔ انتہی

[۴] اخرج البخاری۔

حضرت[۱] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک اس شخص کے لئے ضامن ہے جو اللہ کے راستے میں سوائے جہاد کرنے کے اور کسی غرض سے نہیں نکلا، اللہ فرماتا ہے جو میرے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلا اور مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولؐ کی تصدیق کے لئے جہاد کیا میں اس کا ضامن ہوں کہ اُسے جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اسی گھر لوٹاؤں گا جہاں سے وہ آیا ہے کہ اُس نے اجر و ثواب حاصل کیا ہو گا یا مالِ غنیمت اور قسم اُس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اُس کے ہاتھ میں ہے کوئی زخم ایسا نہیں کہ جو اللہ کے راستے میں لگا ہو مگر بروز قیامت زخم اپنی اُسی ہیئت کے ساتھ جس طرح پر کہ زخم لگنے کے دن تھا موجود ہو گا رنگ اس کا خون جیسا ہو گا اور اس کی بو مشک جیسی ہو گی، اور قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر مسلمانوں پر شاق نہ گزرتا تو میں کبھی کسی سریہ (جماعت) سے جو اللہ کے راستے میں غزوہ کے لئے نکلی گھر نہ بیٹھتا لیکن میرے پاس سواری کی وسعت نہیں کہ لوگوں کو لے چلوں اور خود لوگوں کے پاس سواری نہیں ہے اور میرے بغیر اُن کو مدینہ میں ٹھہرنا بھی شاق گزرتا ہے اور قسم اس ذات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس اُس کے ہاتھ میں ہے مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں غزوہ کروں اور شہید کیا جاؤں پھر غزوہ کروں پھر شہید کیا جاؤں پھر غزوہ کروں پھر شہید کیا جاؤں[۲]

حضرت قیس[۳] بن ابی حازمؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جناتِ عدن میں ایک محل ہے اس میں پانچ سو دروازے ہیں۔ ہر دروازے پر پانچ ہزار حُور عین ہیں اس محل میں سوائے نبی کے اور کوئی داخل نہ ہو گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف التفات فرمایا اور کہا اے صاحبِ قبر! تمہارے لئے مبارک ہو، اس کے بعد فرمایا اور اس محل میں صدیق داخل ہو گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر کی طرف التفات فرمایا اور کہا اے ابوبکرؓ! تمہارے لئے مبارک ہو، پھر فرمایا اور شہید داخل ہو گا اس کے بعد اپنی

۱؎ واخرج مسلم ج ۲ صفہ ۱۳۳، ۲؎ واخرج الحدیث ایضاً الامام احمد والنسائی کما فی الکنز العمال ج ۲ صفہ ۲۵۵۔ ۳؎ واخرج الطبرانی وابن عساکر۔

طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے عمرؓ! تیرے لئے شہادت کہاں ؟ اس کے بعد فرمایا بے شک وہ ذات جس نے مجھ کو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کی طرف نکالا اُسے قدرت ہے کہ مجھے شہادت نصیب فرمائے ؎۱۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے یہ شہادت حضرت عمرؓ کو اپنی مخلوق میں سے ایک شریر یعنی حضرت مغیرہؓ کے غلام کے ہاتھ نصیب فرمائی ؎۳

حضرت اسلمؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ۔ ترجمہ:۔ "اے میرے اللہ! مجھ کو اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا کر اور میری وفات اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں فرما"

اسماعیلؒ حضرت حفصہؓ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے میرے اللہ! مجھے تیرے راستے میں شہید ہونے کی تمنا ہے اور تیرے نبیؐ کے شہر میں وفات پانے کی۔ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہاں سے یہ شہادت ہوگی ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر اللہ چاہے گا شہادت نصیب کر دے گا ؎۵

حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے جنگِ اُحد میں کہا کہ اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعدؓ نے اس طرح دعا مانگی "اے میرے رب! جب دشمنوں سے میری مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی قتال ہو میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر مجھے اُس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا سامان لے لوں" ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے آمین کہی پھر عبداللہ بن جحشؓ نے یہ دعا مانگی اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو ہو میں تیرے بارے میں اس سے

؎۱ کذا فی کنز العمال ج ۷ صفحہ ۲۷۵ ؎۲ وزاد فی مجمع الزوائد ج ۲ صفحہ ۵۵ عن الطبرانی ؎۳ قال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح غیر شریک النخعی وہو ثقہ وفیہ خلاف۔ ام ؎۴ واخرج البخاری ؎۵ کذا فی فتح الباری ج ۴ صفحہ ۷۱ ؎۶ واخرج الطبرانی۔

لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑ لے میری ناک بھی کاٹ دے، میرا کان بھی کاٹ دے جب میں تجھ سے کل (بروز قیامت) ملوں تو پوچھے کہ کس نے تیری ناک اور کان کاٹے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے بارے میں میری ناک کان کاٹے گئے، تو کہے کہ ہاں تو سچ کہتا ہے۔ حضرت سعد رض اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحش رض کی دعا میری دُعا سے بہتر رہی میں نے اُسی دن کے آخر میں اُن کو دیکھا کہ ان کی ناک اور ان کے کان کٹے ہوئے ایک تاگے میں لٹکے ہوئے تھے ۔[1]

حضرت[2] سعید بن مسیب رح فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش رض نے یہ دُعا مانگی تھی اے میرے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میں کل صبح دشمنوں سے ملوں وہ مجھے قتل کر ڈالیں اور میرا پیٹ پھوڑ ڈالیں اور میری ناک اور کان کاٹ لیں پھر تو اے اللہ! مجھ سے سوال کرے کہ تو کس وجہ سے شہید کیا گیا؟ میں کہوں کہ تیرے بارے میں شہید کیا گیا، حضرت سعید بن مسیب رح کہتے ہیں کہ مجھے یہی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آخری قسم کو بھی اسی طرح پورا فرما کر رہے گا جس طرح ان کی ابتدائی قسم کو پورا فرمایا[3]

ابو نعیم حضرت انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے دو پُرانی چادروں والے جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پُورا کر دیتا ہے انہیں میں سے براء بن مالک رض ہیں جب جنگِ تُستر ہوئی لوگوں نے جمع ہو کر ان سے کہا اے براء! اپنے رب کو قسم دے کر سوال کرو انہوں نے کہا اے میرے رب! میں تجھ پر تیری ہی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ کفار کے بازو ہم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے چنانچہ یہ شہید ہوئے[4] (اور مسلمان فتحیاب ہوئے)

حضرت[5] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا بہت سے کمزور اور

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۰۳ رجالہ رجال الصحیح۔اھ۔ وہکذا اخرجہ البغوی کما فی الاصابۃ ج ۲ صفحہ ۲۸۷ وابن وہب کما فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۲۷۴ والبیہقی ج ۶ صفحہ ۳۰۷۔ [2] مثلہ وہکذا اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۰۹ الا انہ لم یذکر دعاء سعد واقتصر علی دعاء عبداللہ [3] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۰۰ (باقی اگلے صفحہ پر)

کمزور سمجھے ہوئے دو پھٹی پرانی چادروں والے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے، انہیں میں سے براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت براءؓ کی، مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی ان مشرکین نے مسلمانوں کو بہت زخمی کیا تھا مسلمانوں نے حضرت براء، سے کہا اے براء! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر تم اللہ پاک سے کسی بات پر قسم کھالو تو اللہ پاک تمہیں قسم میں پورا کر دے گا لہٰذا تم اپنے رب سے قسم دے کر سوال کرو، حضرت براءؓ نے فرمایا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ہم کو ان کے بازوؤں اور (جماعت) کا مالک بنا دے پھر کفار کی سوس کے پل پر مسلمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی انہوں نے پھر مسلمانوں کو زخمی کیا لوگوں نے حضرت براءؓ سے کہا اے براءؓ! اپنے رب سے قسم دے کر سوال کیجئے، حضرت براءؓ نے کہا اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو ہم لوگوں کو ان کے بازوؤں کا مالک بنا دے اور مجھے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے، چنانچہ مسلمانوں نے کفار پر فتح پائی اور حضرت براءؓ شہید ہو گئے [1]

حمید[2] بن عبدالرحمٰن حمیریؓ سے روایت ہے کہ اصحابؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جن کو حممہؓ کہا جاتا تھا انہوں نے اصبہان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جہاد کیا اور یہ دعا مانگی اے میرے اللہ! بے شک حممہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تیری ملاقات کو پسند کرتا ہے اے میرے اللہ! اگر وہ سچا ہے تو اس کے لئے اس کے سچ کو ثابت کر کے دکھلا دے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا وبال اس پر ڈال دے اگرچہ اسے برا لگے، اسی حدیث میں ہے کہ انہوں نے شہادت طلب کی اور ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ وہ شہید ہوئے [3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) [3] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین لولا ارسال فیہ وقال الذہبی مرسل صحیح۔ اھ۔ وہکذا اخرجہ ابن شاہین وابن المبارک فی الجہاد کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۸۷ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۰۹ وابن سعد ج ۳ صفہ ۶۳۔ [4] کذا فی الکنز ج ۷ صفہ ۱۱ واخرجہ الترمذی۔ نحوہ۔ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۱۴۴ [5] واخرجہ الحاکم ج ۳ صفہ ۲۹۱

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] قال الحاکم ج ۳ صفہ ۲۹۲ ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح۔ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۰۷ نحوہ۔ [2] واخرج ابوداؤد ومسدد والحارث وابن ابی شیبۃ وابن المبارک [3] کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۳۵۵

امام احمد کی اس روایت میں اتنے الفاظ اور زائد ہیں اگر حممہ تیری ملاقات کو اچھا نہیں سمجھتا، جب بھی تو اس کے وعدے کو پورا فرما، اگرچہ اسے بُرا لگے، اے میرے اللہ! حممہ اپنے اس سفر سے واپس نہ جانے پائے، چنانچہ ان کی وفات ہوگئی۔ عفانؓ نے کہا کہ انہیں پیٹ کی بیماری ہوئی اور اصبہان میں انتقال کر گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو موسیٰؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! خدا کی قسم جو کچھ ہم نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، یہی سُنا اور جہاں تک میرا مبلغ علم ہے، یہی ہے کہ حممہؓ شہید ہیں [1]

حضرت[2] معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہرمزان سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ جہاد کی ابتداء کہاں سے کی جائے؟ فارس سے آذربیجان سے یا اصبہان سے؟ ہرمزان نے کہا فارس اور آذربیجان یہ دو بازو ہیں، اور اصبہان سر ہے۔ اگر آپ نے ان دو بازوؤں میں سے ایک کو کاٹ دیا تو دوسرا بازو کھڑا ہو جائے گا اور اگر آپؓ نے سر کو کاٹ دیا تو دونوں بازو خود سے گر جائیں گے۔ لہٰذا سر سے (یعنی اصبہان سے) ابتداء کیجیے۔ حضرت عمرؓ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، نعمان بن مقرنؓ نماز پڑھ رہے تھے آپ ان کے برابر میں بیٹھ گئے جب نعمانؓ اپنی نماز سے فارغ ہوئے، حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا میرا ارادہ تمہیں عامل بنانے کا ہے نعمانؓ نے کہا کہ خراج وغیرہ کی وصولیابی کا عامل میں نہیں بننا چاہتا ہاں! اگر جہاد اور غزوہ کا ہو تو میں تیار ہوں، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں غزوہ ہی کے لئے بھیجوں گا، چنانچہ ان کو اصبہان کی طرف روانہ کیا، اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی، جس میں یہ بھی ہے کہ حضرت مغیرہؓ نے نعمانؓ سے کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے! لوگوں کو جلدی لگی ہوئی ہے تم حملہ کردو، حضرت نعمانؓ نے کہا خدا کی قسم! بے شک تم تو بڑے مناقب والے ہو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک رہا ہوں۔ آپؐ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب آپؐ اول دن میں جنگ نہ شروع کرتے تو جنگ کو زوالِ شمس تک مؤخر کرتے بعد زوال جب ہوائیں چلتیں اور مدد اترتی تب آپؐ جنگ فرماتے تھے اتنا کہہ کر فرمایا میں اپنے

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۹۲ رجالہ رجال الصحیح غیر داؤد بن عبداللہ الاودی وہو ثقہ وفیہ خلاف۔ انتہی۔ واخرجہ ایضاً ابونعیم۔ نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۷۰، [2] واخرج الطبری ج ۴ صفہ ۲۴۹۔

جھنڈے کو تین مرتبہ حرکت دوں گا، جب پہلی مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر آدمی اپنی حاجت سے فارغ ہو کر وضو کرے اور جب دوسری مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر آدمی اپنے ہتھیار اور جوتے کے تسمے کو دیکھ لے (کہ کہیں سے ٹوٹا تو نہیں ہے؟) اور اس کی اصلاح کر لے، اور جب میں تیسری مرتبہ جھنڈے کو حرکت دوں تو تم سب کے سب حملہ کر دو اور کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہو، اور اگر یہ نعمان قتل بھی کر دیا جائے تو اس کی طرف بھی کوئی مائل نہ ہو، اب میں اللہ عزوجل سے دُعا کرتا ہوں تم میں سے ہر آدمی سے پختگی سے کہے دیتا ہوں کہ اُس دُعا پر آمین کہے، اے میرے اللہ! آج نعمان کو مسلمانوں کی امداد میں شہادت نصیب فرما اور ان کو فتح نصیب فرما، اس کے بعد اپنے جھنڈے کو پہلی مرتبہ حرکت دی پھر (تھوڑی دیر کے وقفہ سے) دوسری مرتبہ حرکت دی اس کے بعد (تھوڑی دیر کے وقفہ سے) تیسری مرتبہ حرکت دی اس کے بعد اپنی زرہ پہنی اور حملہ کر دیا اس جنگ میں یہ پہلے مقتول ہیں، حضرت معقلؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پاس آیا اور مجھے ان کا وہ وعدہ یاد آیا میں ایک نشانی رکھ کر چلا گیا، اور ہم لوگوں کا یہ حال تھا کہ جب ہم کسی آدمی کو مارتے ہمارے ساتھیوں کو اُس مقتول کی پرواہ نہ ہوتی (یہاں تک کہ اس کا سامان بھی لینے کی طرف کوئی توجہ نہ کرتا) ذوالحاجبینؓ اپنے خچر سے گر پڑے ان کا پیٹ پھٹ گیا، اللہ پاک نے کفار کو شکست دی پھر میں حضرت نعمانؓ کے پاس آیا میرے پاس ایک برتن میں پانی تھا میں نے ان کے چہرے سے مٹی کو دھویا انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا معقل بن یسار، انہوں نے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اللہ نے کفار پر فتح دیدی۔ انہوں نے کہا الحمد للہ، اس خبر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجو اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ زیاد[۱] بن جبیرؓ اپنے باپ سے نہاوند کی لڑائی کے متعلق ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں کہ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد فرماتے تھے تو اول دن میں جہاد شروع نہ فرماتے یہاں تک کہ نماز کا وقت آجاتا، ہوائیں چلنے لگتیں اور جنگ خوشگوار ہو جاتی۔ حضرت نعمانؓ نے فرمایا اسی چیز نے مجھ کو اس وقت تک حملہ کرنے سے روک رکھا تھا اے میرے اللہ! میرا تجھ سے یہ سوال ہے کہ آج تو ایسی فتح کے ساتھ جس میں اسلام کی عزت ہو اور کفار کی انتہائی ذلت ہو میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر۔ اس کے بعد شہادت پر میری روح کو قبض کرلے، اے مسلمانو! تم میری اس دعا پر آمین کہو اللہ تم پر رحم کرے چنانچہ ہم لوگوں نے آمین کہی اور رو دیئے

---

[۱] وعند الطبری ج ۴ صفحہ ۲۳۵ [۲] ایضاً [۳] وقد اخرجہ الطبرانی حدیث معقل بن یسارؓ بطولہ مثل ما روی الطبری قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۱۷ رجالہ رجال الصحیح غیر علقمۃ بن عبداللہ المزنی وہو ثقۃ۔ انتہی۔ واخرجہ الحاکم ایضاً ج ۳ صفحہ ۲۹۳ عن معقل بطولہ۔

صحابۂ کرامؓ کا اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت اور ان کا وفات کی تمنا کرنا

حضرت[۱] سلیمانؒ بن بلال فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو حضرت سعدؓ بن خیثمہ اور ان کے والد دونوں نے آپؐ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کیا، حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا آپؐ نے فرمایا تم میں سے ایک چلے اُن باپ بیٹوں نے اس بارے میں قرعہ اندازی کی حضرت خیثمہ بن حارثؓ نے اپنے بیٹے سعدؓ سے کہا کہ ہم میں سے ایک کے لئے یہاں رہنا ضروری ہے، تو اپنی بیویوں کے ساتھ رہ جا۔ حضرت سعدؓ نے کہا اگر جنت کے علاوہ کوئی اور بات ہوتی تو میں اس میں آپ کو ترجیح دیتا، میں اپنے اس چہرہ پر شہادت کی اُمید لگائے ہوئے ہوں لہٰذا دونوں نے قرعہ اندازی کی، قرعہ حضرت سعدؓ کے نام نکلا یہ حضورؐ کی معیت میں بدر گئے ان کو عمرو بن عبدوُد نے قتل کر دیا[۲]

حضرت محمدؒ بن علی بن حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگِ بدر میں ولید بن عتبہ نے صف سے نکل کر اپنے مقابلہ کیلئے نکلنے کو کہا ولید بن عتبہ کے مقابلہ کیلئے حضرت علیؓ کھڑے ہوئے، ولید اور حضرت علیؓ قریب قریب ہم عمر اور دونوں نوجوان تھے۔ حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ سے اُسے حرکت دی اور اس کے پیٹ کو زمین پر لگا دیا اور اسے قتل کر دیا، اس کے بعد شیبہ بن ربیعہ میدان میں آیا اس کے مقابلہ کیلئے حضرت حمزہؓ نکلے اور یہ دونوں بھی قریب قریب ہم عمر تھے انہوں نے بھی اپنے ہاتھ سے اسے پکڑ کر دے مارا اور اس کو قتل کیا اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ میدان میں آیا اس کے مقابلہ کیلئے حضرت عبیدہ بن الحارثؓ نکلے یہ دونوں دو ستونوں کی طرح برابر کے تھے ان دونوں میں تلواریں چلیں، حضرت عبیدہؓ نے اُس پر ایک ایسا وار کیا کہ اُس کا بایاں کندھا ڈھیلا پڑ گیا یہ دیکھ کر عتبہ حضرت عبیدہؓ کے پیر کی طرف لپکا اور تلوار مار کر ان کی پنڈلی کاٹ دی حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنے مقتولوں سے لوٹ کر عتبہ کی طرف لپکے اور اس کا کام تمام کیا، اور حضرت عبیدہؓ کو حضورؐ کے پاس جھونپڑی میں لائے اور آپؐ کے پاس داخل کر دیا۔ حضورؐ نے انہیں لٹایا اور ان کے پیر کو باندھا اور ان کے چہرہ سے غبار صاف کیا، حضرت عبیدہؓ نے فرمایا خدا کی قسم یا رسول اللہ! اگر آپ کو ابوطالب دیکھتا تو البتہ وہ جان لیتا کہ میں اس کی بہ نسبت اس کے اس قول کا زیادہ مستحق ہوں جو اس نے کہا ہے

---

[۱] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۸۹ [۲] واخرجہ ایضاً ابن المبارک عن سلیمان و موسیٰ بن عقبۃ عن الزہری کما فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۲۵ [۳] واخرج ابن عساکر۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ترجمہ :۔ " اور ہم اس کو محفوظ رکھتے ہیں یہاں تک کہ ہم اس کے اردگرد پچھاڑے جاتے ہیں اور ہم اپنے بیٹے اور بیویوں سے بھی (اس حفاظت کے معاملہ میں) غافل رہتے ہیں"۔ یارسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو اور میں تمہاری شہادت پر گواہ ہوں، اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی ان کو حضورؐ نے وادیٔ صفرا میں دفن فرمایا اور آپؐ خود قبر میں اترے ان کے علاوہ آپؐ کسی کی قبر میں نہیں اترے [1]

زہری کی روایت[2] میں ہے کہ عتبہ اور عبیدہؓ میں تلواریں چلیں ہر ایک نے ان میں سے اپنے مقابل کو کمزور کر دیا۔ حضرت حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما نے اب دوبارہ عتبہ پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور یہ دونوں حضرات، حضرت عبیدہؓ کو اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں لائے ان کا پیر کٹ گیا تھا اور پیر کا گودا بہہ رہا تھا جب یہ حضرات حضرت عبیدہؓ کو حضورؐ کے پاس لائے حضرت عبیدہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بیشک تم شہید ہو۔ عبیدہؓ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ میں ان کے اس قول کا ان سے زیادہ مستحق ہوں۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابنائنا والحلائل

غزوۂ اُحد

حضرت ابن[3] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جنگِ اُحد میں اپنے بھائی سے کہا اے بھائی صاحب! لو یہ میری زرہ لے لو، انہوں نے جواب دیا کہ میں بھی تمہاری طرح شہید ہونے کا متمنی ہوں، دونوں نے زرہ چھوڑ دی [4]

حضرت[5] علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (مسلمان) لوگ حضور کے پاس سے جنگِ اُحد میں ہٹ گئے میں نے مقتولین کو نظرِ غور سے دیکھا، آپؐ نظر نہ آئے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے نہ تھے کہ فرار اختیار فرماتے اور مقتولین میں بھی میں آپؐ کو نہیں دیکھ رہا ہوں لیکن میرا گمان ہے کہ اللہ پاک ہمارے فعل سے ناراض ہوگیا ہے

[1] کذا فی الکنز العمال ج ۵ صف ۲۷۳ [2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صف ۱۸۸ [3] اخرج الطبرانی [4] قال الہیثمی ج ۵ صف ۲۹۸ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی واخرجہ ابن سعد ج ۳ صف ۲۷۵ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صف ۳۶۷ نحوہ۔ [5] واخرج ابو یعلی و ابن ابی عاصم والبورقی وسعید بن منصور۔

شاید اپنے نبیؐ کو اٹھا لیا اب ہم لوگوں میں بھلائی نہیں، سوائے اس کے کہ ہم لڑیں اور مارے جائیں میں نے اپنی تلوار کا پرتلہ توڑا اور قوم پر حملہ کر دیا، کفار میرے لئے ہٹ گئے میں نے حضورؐ کو ان کے درمیان پایا۔[1]

حضرت قاسمؓ بن عبدالرحمٰن بن رافع اخی بنی عدی بن نجار فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ بن نضر جو حضرت انس بن مالکؓ کے چچا ہیں حضرت عمرؓ بن خطاب اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے یہ دونوں حضرات چند مہاجرینؓ اور انصارؓ سمیت ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے حضرت انسؓ بن نضر نے پوچھا تم لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضورؐ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ آپؐ کے بعد تم لوگ زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور سب کے سب شہید ہو جاؤ اُسی چیز پر جس پر کہ حضورؐ شہید ہوئے اس کے بعد یہ کفار کی طرف متوجہ ہوئے اور لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔[3]

حضرت عبداللہؓ بن عمار خطمی فرماتے ہیں کہ ثابت بن دحداحہ جنگِ اُحد میں سامنے سے آئے اور مسلمان متفرق طور پر غم میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے انہوں نے چلانا شروع کیا اے جماعتِ انصارؓ! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ میں ثابتؓ بن دحداحہ ہوں اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہ آئے گی تم اپنے دین کے لئے لڑو، اللہ تمہیں غالب کرے گا اور تمہاری امداد فرمائے گا، یہ سن کر انصارؓ کے کچھ لوگ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھ کے مسلمانوں کو لے کر حملہ شروع کر دیا ان کے مقابلہ کے لئے ایک سنگدل چھوٹی سی جماعت جس میں مشرکین کے سردار خالدؓ بن ولید، عمروؓ بن عاص، عکرمہؓ بن ابوجہل، ضرار بن خطاب تھے اس جماعت نے ان مسلمانوں سے لڑنا شروع کر دیا اور حضرت ثابتؓ پر خالدؓ بن ولید نے نیزہ سے حملہ کیا ان کو ایسا نیزہ مارا جو آر پار ہو گیا یہ اُسی میں گر گئے اور ان کے ساتھ جو انصارؓ تھے وہ سب کے سب شہید ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے اس جنگ میں یہی لوگ سب سے آخر میں شہید کئے گئے۔[5]

حضرت ابن نجیحؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جنگِ احد میں مہاجرین میں سے ایک صحابیؓ کا ایک انصاری پر گذر ہوا جو اپنے خون میں لت پت تھے ان سے کہا کہ اے فلاں!

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ ص ۲۷۴ قال الہیثمی ج ۶ ص ۱۱۲ رواہ ابو یعلی وفیہ محمد بن مروان العقیلی وثقہ ابو داؤد وابن حبان وضعفہ ابو زرعۃ وغیرہ وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی۔ [2] واخرج ابن اسحاق [3] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۳۴ [4] واخرج الواقدی [5] کذا فی الاستیعاب ج ۱ ص ۱۹۵ [6] واخرج البیہقی فی دلائل النبوۃ۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ؟ ان انصاریؓ نے کہا کہ اگر حضورؐ شہید کر دیئے گئے تو وہ اپنی رسالت کے کام کو انجام دے چکے، تم لوگ اپنے دین کی طرف سے لڑو جس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(سورۂ آل عمران رکوع ۱۵)

ترجمہ :۔ ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ کیا یہی بات ہے کہ اگر آپؐ کی وفات ہو جائے یا آپؐ شہید کر دیئے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پیروں واپس ہو جاؤ گے ؟ جو شخص بھی اُلٹے پیر واپس ہوگا ہرگز اللہ پاک کو ادنیٰ نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ پاک شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا“ ؎۱

حضرت ؎۲ زیدؓ بن ثابت فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضورؐ نے مجھ کو حضرت سعد بن ربیعؓ کی تلاش کیلئے بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھنا ان سے میرا اسلام کہنا، اور اُن سے یہ بھی کہنا کہ حضورؐ تمہارے لئے فرمارہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے ؟ میں نے مقتولین میں چکر لگانا شروع کیا آخر ان کو پالیا، وہ آخری سانس میں تھے اُن پر ستر زخم تھے کچھ نیزوں کے، کچھ تلوار کے، کچھ تیر کے، میں نے ان سے کہا اے سعد ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہلایا ہے اور دریافت فرمایا ہے کہ تمہارا کیا حال ہے ؟ انہوں نے کہا کہ حضورؐ پر اور تمہیں میرا اسلام، آپؐ سے عرض کر دینا یا رسول اللہ ! میں اپنے آپ کو اس حال میں پا رہا ہوں کہ مجھے جنت کی خوشبوئیں آرہی ہیں، اور میری قوم انصارؓ سے کہدینا کہ تم لوگوں کا اب کوئی عذر اللہ کے یہاں مسموع نہ ہوگا اگر کسی کافر نے حضورؐ تک رسائی پالی۔ اور میری آنکھ کا کتارا تمہیں لوگوں کی طرف لگا ہوا ہے، راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں ان کی روح پرواز کر گئی اللہ ان پر رحم کرے ؎۳

حضرت ؎۴ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہؓ اپنے والد سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ کون میری طرف سے یہ دیکھ کر آئے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کس حال

؎۱ کذافی البدایۃ ج ۴ صفہ ۳۱ ؎۲ واخرج الحاکم ج ۳ صفہ ۲۰۱ ؎۳ قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح ؎۴ ثم اخرج الحاکم من طریق ابن اسحاق۔

میں ہیں؟ اس کے بعد پہلی حدیث جیسا تذکرہ ہے، اس میں آخری الفاظ یہ ہیں کہ حضرت سعدؓ نے کہا کہ حضورؐ کو اطلاع دینا کہ میں مُردوں میں ہوں اور آپؐ سے میرا اسلام کہنا اور آپؐ سے کہنا سعد کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہم لوگوں کی طرف سے اور تمام امت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دے [۱]

حضرت[۲] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے جب آنحضرتؐ کو غزوۂ اُحد میں چوطرفہ سے گھیر لیا آپؐ سات انصاریوںؓ اور ایک قُریشی کے درمیان تھے آپؐ نے فرمایا جوان کفار کو ہم سے دفع کرے وہ جنّت میں میرا ساتھی ہے، انصارؓ میں سے ایک آدمی آگے بڑھے اور لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور پھر جب دوبارہ آپؐ کو کفار نے گھیرا آپؐ نے فرمایا جوان کفار کو ہم سے دفع کرے وہ جنّت میں میرا ساتھی ہے۔ چنانچہ ایک انصاریؓ آگے بڑھے اور لڑے اور شہید کر دیئے گئے، اسی طرح (یکے بعد دیگرے) یہ ساتوں انصاریؓ شہید ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے اصحابؓ نے ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ نہیں کیا [۳]

حضرت[۴] جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں لوگ آپؐ کو چھوڑ کر جُدا ہو گئے آپؐ کے ساتھ گیارہ آدمی انصار کے اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے، آپؐ پہاڑی پر چڑھنے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ مشرکین نے آپؐ کو گھیر لیا، حضورؐ نے فرمایا کیا ہے کوئی ان کے لئے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپؐ نے فرمایا کہ اے طلحہ! تم میرے ساتھ رہو جس طرح پر ہو، اس کے بعد ایک انصاریؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کام میں انجام دوں گا، چنانچہ وہ انصاریؓ آپؐ کی طرف سے لڑے اور آپؐ اور جو لوگ آپؐ کے ساتھ تھے پہاڑی پر چڑھنے لگے وہ انصاریؓ شہید کر دیئے گئے۔ کفار پھر آپؐ کے قریب آ گئے، آپؐ نے پھر فرمایا ہے کوئی ان کے دفع کرنے کے لئے؟ حضرت طلحہؓ نے پھر کہا میں رسول اللہ! اور آپؐ نے ان سے پہلی بات دُہرائی، ایک انصاریؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کام کے لئے میں حاضر ہوں، چنانچہ وہ کفار

---

[۱] قال الذہبی مرسل۔ اھ وقد ذکر فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۹ روایۃ ابن اسحاق بتمامہا وذکرہ مالک فی الموطا صفحہ ۱۷۵ عن یحیٰی بن سعید بمعناہ مختصرا وہکذا اخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۸۷ عن معن عن مالک عن یحیٰی مختصرا [۲] واخرج الامام احمد [۳] ورواہ مسلم ایضاً [۴] وعند البیہقی۔

سے برسرِ پیکار ہوئے اور آپؐ کے اصحابؓ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے وہ انصاریؓ بھی شہید کئے گئے۔ کفار پھر آپؐ کے قریب آ لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی طرح فرماتے رہے، اور حضرت طلحہؓ اپنے آپ کو پیش کرتے رہے آپؐ ان کو روکتے رہے، کوئی نہ کوئی انصاری ان انصاریوں میں سے جو آپؐ کے ہمراہ تھے آپؐ سے اجازت طلب کرتا آپؐ اسے مقابلہ کی اجازت دیتے اور اپنے پہلے ساتھیوں کی طرح لڑکر شہید ہو جاتا، یہاں تک کہ حضورؐ کے ساتھ سوائے حضرت طلحہؓ کے اور کوئی نہیں رہا۔ کفار نے ان دونوں حضرات کو گھیر لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مقابلہ کے لئے کون ہے؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا میں! چنانچہ حضرت طلحہؓ نے جتنے ساتھی ان سے پہلے کفار سے لڑ چکے تھے ان سب کے برابر انہوں نے لڑائی لڑی ان کے دونوں ہاتھوں کے پورو پورے شدید زخمی ہوئے انہوں نے کہا حَسّ (جس طرح ہندوستان میں درد کی وجہ سے ہائے کرتے ہیں) آپؐ نے فرمایا اگر تم کہتے بسم اللہ تو تم کو ملائکہ اٹھا لیتے اور لوگ تمہاری طرف دیکھتے ہوتے اور ملائکہ تم کو لے کر آسمان کی فضا میں چڑھ جاتے، اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑی پر چڑھ کر اپنے اصحابؓ تک پہنچ گئے جو پہاڑی پر جمع تھے [1]

حضرت محمود بن لبیدؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے لئے تشریف لے گئے تو یمان بن جابرؓ، حذیفہؓ کے والد اور ثابتؓ بن وقش بن زعوراً عورتوں اور بچوں سمیت قلعوں میں جا ٹھہرے تھے، یہ دونوں انتہائی بوڑھے تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا تیرا باپ مرے تو کس چیز کا انتظار کر رہا ہے؟ خدا کی قسم ہم دونوں میں سے ہر ایک کے لئے گدھے کی پیاس (پانی سے گدھا بہت کم صبر کرتا ہے، اشارہ کم عمری کی طرف ہے) کے برابر عمر رہ گئی ہے، ہماری آج یا کل کھوپڑیاں ہڈی ہو کر (قبرستان میں) پڑی ہوں گی، آؤ ہم تلواریں لیں اور حضورؐ کے ساتھ شریک ہو جائیں چنانچہ یہ دونوں حضرات مسلمانوں سے جا ملے اور مسلمانوں نے ان دونوں کی آمد کو نہ جانا ثابتؓ بن وقش کو تو مشرکین نے قتل کر دیا، لیکن حذیفہؓ کے باپ سے مسلمانوں کے دو دو ہاتھ ہوئے اور مسلمانوں نے ان کو شہید کر دیا اور ان کو پہچانا نہیں، حضرت حذیفہؓ نے پکارا کہ یہ میرے باپ ہیں میرے باپ ہیں صحابۂ کرامؓ نے کہا خدا کی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۶ [2] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۰۲

قسم ہم نے ان کو پہچانا نہیں، اور صحابۂ کرامؓ نے سچ کہا تھا۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا، اللہ تم لوگوں کی مغفرت فرمائے اور وہ اللہ ہر رحم دل سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حُذیفہؓ کو دیت (خوں بہا) دینے کا ارادہ فرمایا، حضرت حُذیفہؓ نے مسلمانوں پر اس کو صدقہ کر دیا، اس چیز نے حضرت حُذیفہؓ کی وقعت کو حضورؐ کے نزدیک اور زیادہ کر دیا۔[1]

اور ایک[2] روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائیں شاید اللہ پاک ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت کی توفیق دے، چنانچہ ان دونوں نے اپنی تلواریں لیں اور لوگوں میں داخل ہو گئے اور ان دونوں کا کسی کو علم نہ ہوا اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضورؐ کے نزدیک حضرت حُذیفہؓ کی بھلائی میں اور اضافہ ہوا۔

غزوۂ رجیع

حضرت ابوہریرہؓ[3] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابتؓ کو جو عاصم بن عمر بن خطاب کے دادا ہیں امیر بنایا، یہ لوگ چلے جب یہ عسفان اور مکہ کے درمیان جا رہے تھے تو قبیلۂ ہُذیل سے ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جن کو بنی لحیان کہا جاتا ہے، ان لوگوں نے تقریباً سو تیر اندازوں کو ان کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجدیا یہ تیر انداز ان کے پیر کے نشانات کی تلاش کرتے ہوئے چل پڑے ان تیر اندازوں کا گذر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں ان مسلمانوں نے پڑاؤ ڈالا تھا اس مقام پر ان لوگوں نے مدینہ کے کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھیں جو مسلمانوں کا یہ سریہ اپنے ہمراہ لایا تھا، ہذیلیوں نے کہا یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں چنانچہ پھر اس سریہ کے نقش قدم کو دیکھتے ہوئے ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ مسلمانوں کے اس سریہ کو پالیا جب یہ لوگ حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھیوں کے قریب پہنچے تو حضرت عاصمؓ اور ان کے ساتھی فدفد ٹیلہ پر پناہ پکڑنے کے لئے چڑھ گئے اُن ہذیلیوں نے آ کر ان حضرات کو گھیر لیا اور کہا اگر تم

---

[1] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ۔ انتہی۔ [2] واخرجہ ابونعیم عن محمود نحوہ کما فی المنتخب ج ۵ صفہ ۱۶۷۔ [3] اخرج البخاری۔

لوگ ہماری طرف اتر آئے تو ہم تم لوگوں سے اس بات کا عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو قتل نہ کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے فرمایا میں تو کسی کافر کی ذمہ داری پر نہ اُتروں گا۔ اے میرے اللہ! ہم لوگوں کی طرف سے اپنے نبیؐ کو اطلاع دے دے، چنانچہ ان کے ساتھی اُن مشرکین سے لڑے، مشرکین نے حضرت عاصمؓ کو مع ان کے سات آدمیوں کے تیروں سے شہید کر دیا۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ اور ایک اور صاحب باقی رہے انہوں نے عہد و پیمان دیا اور عہد و پیمان دے کر جب ان کے پاس نیچے اُترے اور ان کفار نے ان پر قدرت پالی تو ان کی کمانوں کی تانتیں نکالیں اور ان لوگوں کو اس سے باندھ دیا ان تیسرے صحابیؓ نے جو ان دو حضرات کے ساتھ تھے کہا یہ پہلی غداری اور وعدہ خلافی ہے اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا ان کافروں نے انہیں گھسیٹا اور کھینچا اور بہت کچھ تدبیر کی کہ یہ ان کے ساتھ چلیں مگر انہوں نے ایک نہ مانی کافروں نے انہیں شہید کر دیا، حضرت خبیبؓ اور زیدؓ کو ان لوگوں نے لے جا کر مکہ میں بیچ دیا حضرت خُبیبؓ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خرید لیا اور حضرت خبیبؓ ہی نے حارث بن عامر کو جنگِ بدر میں قتل کیا تھا۔ یہ ایک عرصہ تک ان کے یہاں قید و بند میں مبتلا رہے جب ان لوگوں نے ان کے قتل کا فیصلہ کر لیا انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے اُسترا طلب کیا تاکہ اس سے بعض حجامت کی اصلاح کریں۔ لڑکی نے انہیں اُسترا عاریت پر دے دیا وہ لڑکی کہتی ہے کہ میں اپنے بچے سے غافل ہو گئی وہ بچہ رینگتا ہوا ان کے پاس آ گیا انہوں نے اس کو اپنی ران پر بٹھا لیا لڑکی کہتی ہے یہ دیکھ کر میں بہت گھبرائی، اور حضرت خبیبؓ نے میری اس گھبراہٹ کو محسوس کر لیا چونکہ ان کے ہاتھ میں اُسترا تھا فرمانے لگے کیا تجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ میں اس بچہ کو ذبح کر دوں گا؟ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ لڑکی کہا کرتی تھی کہ میں نے خُبیبؓ جیسا بھلا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے ان کو تازے انگور کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ مکہ میں ان دنوں کوئی پھل نہیں تھا اور وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے، یہ رزق سوائے اللہ پاک کے اور کسی کا دیا ہوا نہ تھا، مشرکین ان کو لے کر حرم سے باہر نکلے تاکہ ان کو قتل کر دیں۔ انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، نماز پڑھ کر فوراً ان کے پاس واپس آ گئے اور فرمایا اگر تم لوگوں کا یہ خیال نہ ہوتا کہ مجھے موت سے گھبراہٹ ہے تو میں اور رکعتیں پڑھتا، قتل کئے جانے سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا طریقہ سب سے

پہلے انہیں سے ثابت ہوا اس کے بعد کہا اے میرے اللہ! ان کے عدد کو شمار فرما، اس کے بعد یہ شعر پڑھا،

ما ان ابالی حین اقتل مسلما ۱ علی ای شق کان للہ مصرعی

وذلک فی ذات الالٰہ وان یشأ ۲ یبارک علی اوصال شلو ممزع

۱۔ ترجمہ:۔ مجھے قطعاً پرواہ نہیں جب کہ میں بحالت اسلام شہید کیا جا رہا ہوں کہ میرا پچھاڑا جانا اللہ کے لئے کونسی کروٹ پر ہوا؟

۲۔ یہ سب کچھ اللہ کی ذات کے بارے میں ہے اگر اللہ پاک چاہے تو ایک ایک عضو کے جوڑ جوڑ میں جو جدا کیا گیا ہے برکت عطا فرمادے۔

اس کے بعد عقبہ بن حارث ان کی طرف کھڑا ہوا اور ان کو قتل کر دیا، قریش نے حضرت عاصمؓ شہید کی طرف کچھ آدمی بھیجے تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کچھ حصہ قریش کے پاس لے جائیں تاکہ وہ ان کو پہچان لیں، حضرت عاصمؓ نے جنگِ بدر میں قریش کے سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا اللہ پاک نے حضرت عاصمؓ کی لاش مبارک پر ابر کی طرح پر شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا ان مکھیوں نے حضرت عاصمؓ کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے بچالیا۔ حضرت عاصمؓ کی لاش پر ان کا کوئی قابو نہ چلا[۱]

حضرت[۲] عاصمؓ بن عمر بن قتادہؓ فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چھوٹی سی جماعت قبیلۂ عضل اور قارہ کی آئی اور ان لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگوں میں اسلام آچکا ہے آپ ہم لوگوں کے ہمراہ اپنے صحابہؓ میں سے کچھ لوگ بھیج دیجئے جو ہم کو دین کی باتیں سمجھایا کریں اور ہمیں قرآن پڑھائیں اور اسلامی احکامات کی تعلیم دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ان کے ہمراہ اپنے صحابہؓ میں سے چھ آدمی روانہ فرمائے راوی نے ان چھ کا تذکرہ بھی کیا ہے یہ حضرات ان لوگوں کے ساتھ چلے جب رجیع پر پہنچے یہ ہُذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے جو حجاز کے ایک کنارے موضع ہداۃ کے شروع پر ہے ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ غداری کی ان حضرات کے خلاف ہُذیل سے فریادرسی کی مسلمانوں کو جو اپنے کجاووں میں تھے اس چیز نے گھبراہٹ میں ڈال دیا کہ ہُذیل کے لوگ اپنے ہاتھوں میں تلوار

---

[۱] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۱۴۵ عن ابی ہریرۃؓ نحوہ وہکذا اخرجہ عبدالرزاق عن ابی ہریرۃؓ کما فی الاستیعاب ج ۳ صفہ ۱۳۲ وقال احسن اسانید خبرہ فی ذلک ما ذکرہ عبدالرزاق۔ فذکرہ۔ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۱۲ نحوہ۔ [۲] واخرج ابن اسحاق۔

لئے ہوئے ان پر چڑھ آئے اور ان کو گھیر لیا ان حضرات نے بھی اپنی تلواریں ہاتھ میں لیں تاکہ ان سے لڑیں ہُذیلیوں نے ان سے کہا خدا کی قسم ہم لوگوں کا ارادہ تمہارے قتل کا نہیں لیکن ہم لوگوں کا ارادہ ہے کہ تمہارے ذریعے ہم اہلِ مکہ سے کچھ حاصل کر لیں، اور ہم تم سے اللہ کا عہد و پیمان اٹھاتے ہیں کہ تم کو قتل نہ کریں گے، حضرت مرثدؓ اور خالد بن بکیرؓ اور عاصم بن ثابتؓ نے کہا خدا کی قسم ہم مشرک سے کبھی بھی عہد و پیمان قبول نہ کریں گے اور حضرت عاصمؓ نے یہ شعر پڑھے

ماعلتی وانا جلد نابل ۱ والقوس فیہا وتر عنابل

تنزل عن صفحتہا المعابل ۲ الموت حق والحیاۃ باطل

وکل ماحم الالہ نازل ۳ بالمرء والمرء الیہ آیل

ان لم اقاتلکم فامی ھابل

ترجمہ اشعار

۱۔ مجھ میں کوئی کمزوری نہیں میں قوی اور تیر انداز ہوں اور میری کمان میں مضبوط تانت لگی ہوئی ہے۔

۲۔ چوڑے تیر کمان کے اوپر سے پھسلتے ہیں، موت حق ہے اور زندگی باطل یعنی فانی۔

۳۔ اور جو کچھ اللہ نے مقدر کر رکھا ہے آدمی پر اُتر کر رہے گا، آدمی اس کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر میں تم سے لڑوں پس میری ماں مجھ کو گم کر دے۔

اور یہ بھی کہا:۔

ابو سلیمان[۱] وریش المُقعد[۲] ۱ وضالۃ مثل الجحیم الموقد

اذا النواحی افترشت لم ارعد ۲ ومجناً من جلد ثور اجود

ومؤمن بما علی محمد

ترجمہ اشعار

۱۔ میں ابو سلیمان ہوں اور میرے پاس مُقعد جیسے نامی تیر گر کا تیر ہے۔ اور یہ تیز ہے مثل بھڑکتی ہوئی آگ کے۔

---

[۱] ابو سلیمان کنیتہ عاصم بن ثابت کذا فی طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۶۲۔

[۲] المُقعد یبری السہام بمکۃ کذا فی الجمہرۃ لابن دُرید ج ۲ ص ۲۷۹ سطر ۸

۲۔ اور جس وقت لڑائی خوب اچھی طرح سے پھیل جائے (یعنی گرما جائے) تو میں بزدلی کی وجہ سے کپکپاتا اور لرزتا نہیں ہوں اور میرے پاس ڈھال ہے عمدہ بیل کی کھال کی۔

اور میں ایمان لاچکا ہوں ان تمام چیزوں پر جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں" اور یہ بھی کہا:۔

ابو سلیمان ومثلی راما وکان قومی معشرًا کراما

ترجمہ:۔"میں ابو سلیمان ہوں اور مجھ جیسا بہادر بھی اب تو لڑائی کا ارادہ کر چکا ہے اور میری قوم اور میرا خاندان بھی (کوئی معمولی خاندان نہیں ہے) بلکہ ایک معزز خاندان ہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر یہ لڑے یہاں تک کہ شہید کئے گئے اور ان کے دونوں ساتھی بھی شہید ہوئے جب حضرت عاصمؓ شہید کر دیئے گئے۔ ہذیل نے ان کے سر کے لینے کا ارادہ کیا تاکہ ان کے سر کو سعد بن سہیل کی بیٹی سلافہ کے ہاتھ بیچ دیں، اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر مجھے عاصم کا سر مل جائے گا تو میں اس کی کھوپڑی میں ضرور شراب پیونگی، کیونکہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ اُحد میں اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا، شہد کی مکھیاں ہذیل کے اس کام میں مانع آئیں جب یہ مکھیاں عاصمؓ اور ہذیلیوں کے درمیان مانع آئیں تو ہذیلیوں نے کہا کہ شام تک چھوڑے رکھو تاکہ یہ مکھیاں چلی جائیں تب ہم ان کا سر لے لیں گے، اللہ پاک نے پانی کی سیل بھیجی جو حضرت عاصمؓ کی لاش کو بہا کر لے گئی، حضرت عاصمؓ نے اللہ کے لئے عہد کیا تھا کہ نہ تو یہ خود کسی مشرک کو ہاتھ لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگائیگا۔ اس اس قدر مشرکین سے انہیں اجتناب تھا، حضرت عمرؓ کو جب یہ اطلاع ملی کہ شہد کی مکھیوں نے ان کی محافظت کی فرمانے لگے کہ اللہ مومن بندے کی حفاظت فرماتا ہے۔ عاصمؓ نے نذر مانی تھی کہ کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک ان کو ان کی زندگی میں ہاتھ لگائیگا اللہ پاک نے وفات کے بعد بھی ان کو اس چیز سے محفوظ رکھا جیسا کہ وہ اپنی حیات میں اس چیز سے بچتے رہے لیکن حضرت خبیبؓ اور زید بن دثنہ اور عبد اللہ بن طارق رضی اللہ عنہم نے نرم معاملگی کی اور رقت برتی اور زندگی کی طرف مائل ہوئے اور اپنے آپ کو مشرکین کے ہاتھوں میں دے دیا مشرکین نے انہیں قید کر لیا پھر انہیں لے کر مکہ چلے تاکہ مکہ میں ان لوگوں کو بیچ دیں جب یہ لوگ مقام مرّ الظہران میں پہنچے تو حضرت عبد اللہ بن طارقؓ نے اپنا ہاتھ قید کی رسی سے نکال لیا اور اپنی تلوار سونت لی یہ دیکھ کر مشرکین ان سے پیچھے ہٹے اور ان کو پتھروں سے مار کر شہید کر دیا ان کی

قبر مرّ الظہران ہی میں ہے۔ لیکن خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ کو ان لوگوں نے مکہ میں لاکر قریش کے ہاتھ ہذیل کے دو قیدیوں کے عوض جو مکہ میں گرفتار تھے بیچ دیا خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب تمیمی نے خریدا اور زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تاکہ اپنے باپ کے بدلے ان کو قتل کرے اور ان کو اپنے غلام کے ساتھ جس کو نسطاس کہا جاتا ہے تنعیم کی طرف بھیجدیا اور حرم سے باہر اس لئے کیا تاکہ یہ غلام ان کو قتل کردے۔ قریش کے چند لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے انہوں نے حضرت زیدؓ سے پوچھا جب ان کو قتل کے لئے لایا گیا کہ اے زید! میں تجھ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تجھے یہ بات محبوب ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت ہمارے پاس تیری جگہ ہوتے اور ہم لوگ ان کی گردن مار دیتے اور تو اپنے بال بچوں میں رہتا؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں ہرگز نہیں پسند کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اپنی جس جگہ پر کہ آپؐ ہیں آپؐ کو کوئی کانٹا لگ کر تکلیف پہنچائے اور میں اپنے اہل میں بیٹھا ہوا ہوں راوی کہتے ہیں یہ سن کر ابوسفیانؓ بولے میں نے انسانوں میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اس طرح محبوب سمجھتا ہو جس طرح پر کہ اصحابؓ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محمدؐ کو محبوب سمجھتے ہیں، اس کے بعد نسطاس نے ان کو قتل کردیا، راوی کہتے ہیں لیکن خبیبؓ بن عدی کا واقعہ مجھ سے عبداللہؓ بن ابی نجیح نے ماویہؓ سے جو حجیر بن ابی اہاب کی باندی ہیں اس طرح بیان کیا ہے اور یہ ماویہ اسلام لے آئی تھیں ماویہؓ کہتی ہیں کہ خبیبؓ میرے گھر میں میرے پاس قید تھے میں نے ایک روز ان کی طرف جھانکا ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو آدمی کے سر کے برابر تھا یہ اس میں سے کھا رہے تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے اللہ کی روئے زمین پر ان دنوں کہیں انگور نہیں کھایا جاتا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصمؓ بن عمر بن قتادہ اور عبداللہؓ بن ابی نجیح نے اس طرح بیان کیا کہ ماویہؓ نے کہا کہ حضرت خبیبؓ نے جب ان کے قتل کا وقت قریب آگیا مجھ سے کہا کہ میرے پاس استرا بھیج دے کہ میں قتل کے لئے پاکی حاصل کروں ماویہؓ کہتی ہیں میں نے اپنے قبیلے کے ایک لڑکے کو استرا دے کر کہا کہ اسے اس کوٹھری میں جو آدمی ہے اسے دے دے ماویہؓ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم جیسے ہی لڑکا استرا لے کر ان کے پاس پہنچا میں نے اپنے جی میں کہا یہ میں نے کیا کیا؟ خدا کی قسم اس آدمی نے تو خون کا بدلہ پا لیا، اس بچہ کو مار ڈالے گا تو آدمی کا قتل آدمی کے بدلے ہوگا۔ جب لڑکے نے ان کو استرا دیا انہوں نے استرا اپنے ہاتھ میں لے کر کہا تیری زندگی کی قسم تیری ماں نے میری غداری سے خطرہ نہ کھایا جبھی تجھے

یہ اُسترا دے کر میرے پاس بھیجدیا، پھر اس لڑکے سے کچھ نہ کہا' ابن ہشام راوی کہتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا ماویہؓ ہی کا بیٹا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عاصمؓ نے بیان کیا اس کے بعد لوگ حضرت خُبیبؓ کو لیکر نکلے اور تنعیم میں ان کو لائے تاکہ انہیں سولی دیں۔ حضرت خُبیبؓ نے مشرکین سے کہا اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو مجھے اتنی دیر کے لئے چھوڑ دو کہ میں دو رکعتیں ادا کرلوں تو ایسا کرلو، مشرکین نے کہا ہاں دو رکعتیں پڑھ لو۔ انہوں نے دو رکعتیں نہایت حُسن وخوبی کے ساتھ پوری کیں۔ پھر مشرکین کے پاس آکر کہا، خدا کی قسم اگر تم لوگ یہ گمان نہ کرتے کہ قتل کے ڈر سے اس نے نماز لمبی کردی ہے تو میں اور بھی نماز پڑھتا راوی کہتے ہیں کہ حضرت خُبیبؓ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قتل سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا طریقہ مُسلمانوں کے لئے رائج کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر کفار نے ان کو سولی کے تختہ پر اٹھایا جب ان کو باندھا انہوں نے کہا اے میرے اللہ! ہم نے تیرے رسولؐ کی رسالت کی تبلیغ کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جائے گا کل پہنچادے، اس کے بعد فرمایا اے اللہ! ان کفار کے عدد کو شُمار کرلے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے قتل کردے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ اس کے بعد کفار نے انہیں قتل کردیا۔ معاویہؓ بن ابوسفیان فرماتے ہیں کہ میں بھی اپنے والد ابوسفیانؓ کے ہمراہ ان لوگوں کے ساتھ ان کی سُولی کے دن حاضر تھا، میں نے اپنے والد ابوسفیانؓ کو دیکھا کہ وہ مجھے حضرت خُبیبؓ کی بددُعا کے ڈر سے زمین پر ڈالے دے رہے تھے اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہر وہ آدمی جس پر بددُعا کی جائے وہ اپنے پہلو کے بل زمین پر لیٹ جائے تو بددُعا کا اثر اس پر نہیں پڑتا، مغازی موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ حضرت خُبیبؓ اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما دونوں حضرات ایک ہی دن شہید کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی روز اطلاع مل گئی جب یہ دونوں حضرات شہید کئے گئے آپ فرمارہے تھے "علیکما السّلام یا علیک السّلام خُبیبؓ کو قریش نے قتل کردیا"۔ اور بیان کیا گیا کہ مشرکین نے جب زیدؓ بن دثنہ کو سولی دی تو ان کو تیر سے مارا تاکہ ان کو ان کے دین سے فتنہ میں ڈال دیں اس بات سے ان کے ایمان وتسلیم میں اور زیادتی ہی ہوئی، عروہؓ اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے جب خُبیبؓ کو سُولی کے تختہ پر لٹکایا تو بلند آواز سے ان کو قسم دے کر پوچھا کیا تمہیں پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ سُولی پر ہوتے؟ انہوں نے کہا ہرگز پسند نہیں، اور اللہ عظیم کی قسم میں نہیں پسند کرتا کہ ایک کانٹا آپ کے

قدم مبارک میں میرے فدیہ کے عوض چبھے، مشرکین اس بات سے ہنس دیئے۔ یہ ابن اسحاق نے زیدؓ بن دثنہ کے قصہ میں ذکر کیا ہے اور اللہ زیادہ جانتا ہے [1]

طبرانی نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت خبیبؓ کو اُن مشرکین کے بیٹوں نے قتل کیا جو یوم بدر میں مارے گئے تھے۔ جب حضرت خبیبؓ پر ان لوگوں نے ہتھیار رکھے اور یہ سولی پر چڑھا دیئے گئے تو ان کو پکار کر اور قسم دے کر پوچھا کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ ہوتے؟ حضرت خبیبؓ نے کہا ہرگز نہیں، اللہ عظیم کی قسم میں نہیں پسند کرتا کہ میرے عوض میں ادنی کانٹا بھی آپؐ کے قدم مبارک کو لگے۔ یہ سن کر کفار بہت ہنسے، جب کفار نے حضرت خبیبؓ کو سولی کے تختے پر لٹکایا تو حضرت خبیبؓ نے یہ اشعار پڑھے:۔

لقد جمع الاحزاب حولی واُلبوا ۱ قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وقد جمعوا ابناءهم ونساءهم ۲ وقربت من جذع طویل ممنع
الی الله اشکو غربتی ثم کربتی ۳ وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فذا العرش اصبرنی علی ما یرادبی ۴ فقد بضعوا لحمی وقد بان مطمعی
وذٰلک فی ذات الالٰه وان یشا ۵ یبارک علی اوصال شلو ممزع
لعمری ما احفل اذا مت مسلما ۶ علی ای حال کان للہ مضجعی [2]

ترجمہ اشعار

۱۔ جماعتیں میرے گرداگرد جمع ہیں اور کفار کے قبائل نے بھیڑ لگا رکھی ہے اور پورا پورا مجمع کر رکھا ہے

۲۔ ان کے بیٹے اور ان کی عورتیں سبھی جمع ہیں اور مجھ کو ایک طویل اور مضبوط تنے کے قریب کر دیا گیا ہے۔

۳۔ اللہ ہی سے میں شکایت کرتا ہوں اپنی بے کسی اور اپنی مصیبت کی اور اس چیز کی کہ یہ جماعتیں میرے پچھاڑے جانے کے وقت میں جس کی منتظر ہیں۔

۴۔ اے عرش والے خدا! مجھے صبر کی توفیق عطا فرما اس چیز پر جس کا مجھ سے ارادہ کیا گیا ہے، پس تحقیق کہ ان لوگوں نے میرا گوشت تراش دیا ہے اور میری امید منقطع ہو چکی ہے۔

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۶۳ [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۲۰۰ رواہ الطبرانی وفیہ ابن لہیعۃ وحدیثہ حسن و فیہ ضعف۔ انتہی۔

۵۔ یہ سب کچھ اللہ کی ذات کے بارے میں ہے اگر اللہ پاک چاہے تو ایک ایک عضو کے کٹے ہوئے جوڑ جوڑ میں برکت عطا فرمادے۔

۶۔ میری عمر کی قسم مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان ہوکر مررہا ہوں، کہ کونسی حالت پر اللہ کے لئے میرا پچھڑنا ہوا ہے؟

ایک اور روایت[1] میں پہلے شعر کے بعد یہ شعر زائد ہے

وکلھم مبدی العداوۃ جاھد　　علیّ لانی فی وثاق بمضیع

ترجمہ:۔ "ان میں سے ہر ایک عداوت کی ابتدا کرنے والا اور میرا مخالف ہے اسلئے کہ میں بجوؤں کی قید میں ہوں"۔

اور پانچویں شعر کے بعد یہ اشعار ہیں:۔

وقد خیرونی الکفر والموت دونہ　۱　وقد ھملت عینای من غیر مجزع

ومابی حذار الموت انی لمیت　۲　ولکن حذاری جحم نار ملقع

فواللہ ما ارجوا اذامت مسلما　۳　علی ای جنب کان فی اللہ مضجعی

فلست بمبد للعدو تخشعا　۴　ولا جزعا انی الی اللہ مرجعی

۱۔ ترجمہ:۔ ان لوگوں نے میرے لئے کفر کو پسند کیا ہے حالانکہ موت اس سے بہتر درجہ کی چیز ہے، اور میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بغیر خوف کے بہہ رہی ہیں۔

۲۔ مجھے موت سے کوئی پرہیز نہیں بیشک میں مرنے والا ہوں لیکن میں ایسی جہنم سے بچنا چاہتا ہوں جس کی آگ لپیٹ مار رہی ہے۔

۳۔ پس خدا کی قسم جب میں مسلمان ہوکر مروں میں کوئی اُمید نہیں کرتا کہ کون سے پہلو پر اللہ کے لئے میرا پچھڑنا ہو؟

۴۔ میں دشمن کے لئے عاجزی ظاہر کرنے والا نہیں ہوں اور نہ گھبراہٹ کو، میرا لوٹنا تو اللہ کی طرف ہے۔

قصہ بیرِ معونہ

حضرت مغیرہ[2] بن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ان کے

---

[1] ذکرابن اسحاق کمافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۶۷　[2] اخرج ابن اسحاق۔

علاوہ دیگر اہلِ علم بیان کرتے ہیں کہ ابوبراء عامر بن مالک بن جعفر جو نیزوں سے کھیلا کرتا تھا مدینہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس پر اسلام کو پیش کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی یہ نہ تو اسلام لایا اور نہ اسلام سے بُعد ہی ظاہر کیا اور کہا اے محمدؐ، اگر آپ اپنے میں سے چند لوگوں کو نجدیوں کے پاس بھیجدیں اور آپ کے صحابہؓ ان کو آپ کے امر کی طرف بلائیں تو مجھے اُمید ہے کہ نجد والے آپ کا کہا مان لیں گے، آپؐ نے فرمایا مجھے اپنے اصحابؓ پر اہلِ نجد سے خطرہ ہے ابوبراءؓ نے کہا میں ان لوگوں کو پناہ دیتا ہوں، حضورؐ نے منذرؓ بن عمرو کو جو بنی ساعدہ المعنق کے حلیف ہیں روانہ فرمادیا تاکہ یہ بھی ان چالیسؓ آدمیوں سمیت جو اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہترین مسلمان شمار کیے جاتے تھے وفات پائیں ان حضرات میں حارث بن صمہؓ اور حرامؓ بن ملحان جو بنی عدی بن نجار میں سے ہیں اور عروہؓ بن اسماء بن صلت سلمی اور نافعؓ بن بُدیل بن ورقہ خزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ حضرت ابوبکرؓ کے غلام تھے مع دیگر بہترین مسلمانوں کے، یہ حضرات چلے اور بیرِ معونہ پر ٹھہرے یہ مقام بنی عامر کی زمین اور بنی سلیم کے پتھریلے مقام کے درمیان ہے۔ جب یہ حضرات یہاں ٹھہر گئے تو حرام بن ملحانؓ کو ان حضرات نے حضورؐ کا نامۂ گرامی دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اُس نے نامۂ مبارک نہیں دیکھا اور ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کے خلاف بنی عامر سے امداد طلب کی بنی عامر نے اس بات سے انکار کر دیا کہ اس کا کہا مانیں جس چیز کی طرف وہ آمادہ کر رہا تھا اور کہا کہ ہم ابوبراء کی وعدہ شکنی نہ کریں گے وہ ان لوگوں کے لئے پناہ دینے کا وعدہ کر کے آیا ہے اس کے بعد عامر نے مُسلمانوں کے خلاف بنی سُلیم کے قبائل عُصیہ، رعل، ذکوان، قارہ سے امداد طلب کی ان قبائل نے اس سلسلہ میں اس کا ساتھ دیا اور سب کے سب نکلے اور مُسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر کر احاطہ کر لیا مسلمان اپنے کجاووں میں تھے مُسلمانوں نے جب یہ دیکھا تو اپنی تلواریں لیں اور ان لوگوں سے لڑے یہاں تک کہ سارے مُسلمان شہید ہو گئے۔ مگر کعب بن زیدؓ جو بنی دینار بن نجار میں سے تھے مشرکین نے انہیں اس حالت میں چھوڑا تھا کہ ان میں تھوڑی سی جان رہ گئی تھی یہ زخموں کی برداشت کر کے مقتولین کے درمیان سے نکل گئے اور ایک عرصہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ غزوۂ خندق میں شہید ہوئے اور حضرت عمرو بنؓ امیہ ضمری اور ایک انصاریؓ جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھے مُسلمانوں کے جانور چرانے گئے ہوئے تھے ان کو بھی کسی نے قوم کی شہادت کی کوئی اطلاع نہ دی مگر ایک پرندہ سے اطلاع ملی جو لشکر کے گرد اگرد چکر کھا رہا تھا ان دونوں نے کہا خدا کی قسم اس پرندہ

کے چکر کھانے میں کوئی بات ضرور ہے۔ یہ دونوں چلے تاکہ دیکھیں پس اچانک ساری قوم کو خون میں ڈوبا ہوا پایا اور وہ سوار جنہوں نے ان کو شہید کیا تھا کھڑے ہوئے تھے انصاریؓ نے عمرو بنؓ اُمیہ سے کہا کہ کیا رائے ہے؟ عمرو بن اُمیہؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم حضورؐ کے پاس جائیں اور آپؐ سے یہ خبر بیان کریں، یہ سُن کر انصاری نے کہا کہ میں تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا کہ اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں منذرؓ بن عمرو شہید کئے گئے ہیں، اور میں لوگوں سے ان کی خبر کہنے والا نہیں، چنانچہ یہ مشرکین سے لڑے اور شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہؓ گرفتار کئے گئے جب عمروؓ بن امیہ نے مشرکین سے کہا کہ میں قبیلۂ مضر سے ہوں تو ان کو عامر بن طفیل نے چھوڑ دیا اور ان کی پیشانی کے بال کاٹ لئے، اور ان کو اُس غلام کے عوض جو اس کی ماں کے ذمہ تھا، آزاد کر دیا (یہ بال کاٹنا مشرکین کے گمان میں آزاد کرنے کی علامت تھی) لہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرامؓ بن ملحان کو جو اُمِ سلیم کے بھائی ہیں مع ستّر سواروں کے بھیجا، مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا اس نے حضورؐ کو تین باتوں کے درمیان اختیار دیا تھا چنانچہ کہا تھا کہ آپ کی حکومت نرم زمین والوں پر ہو اور میری سخت زمین والوں پر، یا آپ کے بعد میں آپ کا خلیفہ بنوں اور اگر ان دو باتوں میں سے ایک بھی آپ کو منظور نہیں تو میں آپ سے اہلِ غطفان کے ہزاروں ہزار آدمی لے کر جنگ کرونگا عامر کسی عورت کے گھر میں تھا کہ اچانک طاعون میں مبتلا ہو گیا تو اُس نے کہا یہ طاعون اُس اونٹ کے طاعون کی طرح پر ہے جو فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں تھا، تم لوگ میرے پاس میرا گھوڑا لاؤ (تاکہ میں طاعون سے بچ نکلوں) چنانچہ یہ اپنے گھوڑے کی پشت پر ہی مر گیا، حرامؓ بن ملحان اُمِ سلیمؓ کے بھائی اور ایک آدمی جن کے پیر میں لنگ تھا اور ایک اور آدمی جو بنی فلاں میں سے تھا یہ تینوں چلے، حرامؓ نے کہا کہ تم دونوں ذرا قریب رہنا میں اس قوم کے پاس جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھے امن دے دیا تو تم قریب آجانا اور اگر ان لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس بھاگ آنا حرامؓ نے اُس قوم کے پاس جا کر کہا کیا تم لوگ مجھے اتنا امن دیتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دوں؟ اور ان سے باتیں کرنی شروع کیں، ان لوگوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا وہ حضرت حرامؓ کے پاس پیچھے سے آیا اور ان کو

لہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۷۳ واخرجہ الطبرانی ایضاً من طریق ابن اسحاق۔ قال الهیثمی ج ۶ صفہ ۱۲۹ ورجالہ ثقات الی ابن اسحاق۔ انتہی۔ ۲ہ بخاری شریف۔

ایک نیزہ مارا ہمام راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اوپر کے راوی نے یہ بھی کہا ہے کہ نیزہ ان کے آر پار کر دیا، حضرت حرامؓ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، وہ دونوں صحابیؓ اپنے ساتھیوں سے جا ملے اس کے بعد یہ سارے صحابہؓ سوائے ان لنگڑے صحابیؓ کے سب شہید کر دیئے گئے، یہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہر گئے، یہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے ہم لوگوں ہی کے بارے میں ایک آیۃ اتاری تھی جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔

وہ آیۃ یہ ہے:۔ اِنَّا لَقَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَ اَرْضَانَا

ترجمہ:۔ "ہم اپنے رب سے ملے وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہم کو راضی کیا"

ان حضرات کی شہادت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس۳۰ دن (تک) صبح کی نماز میں قبیلۂ رعل اور ذکوان اور بنی لحیان اور عُصیّہ کے لئے بددُعا کی تھی (یعنی قنوتِ نازلہ پڑھی تھی) اس لئے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی مخالفت کی تھی، و نیز بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بیر معونہ میں حضرت حرامؓ بن ملحان کے جو حضرت انسؓ کے ماموں ہیں نیزہ مارا گیا تو انہوں نے اس خون کا چُلو بھر کر اپنے چہرے اور سر پر ڈال لیا اور فرمایا کہ قسم ہے رب کعبہ کی کہ میں کامیاب ہو گیا واقدیؒ کہتے ہیں کہ جس شخص نے انہیں نیزہ مارا تھا وہ جبارؓ بن سلمی کلابی ہے واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب اس نے آپ کو نیزہ مارا تو حرامؓ بن ملحان نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی کہ میں کامیاب ہو گیا، جبار نیزہ مارنے والے نے اس کے بعد لوگوں سے ان کے اس قول کا مطلب پوچھا کہ کامیاب ہو گیا کا کیا مطلب ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یعنی جنت کے پانے پر کامیاب ہو گیا؟ جبارؓ نے کہا خدا کی قسم انہوں نے سچ کہا اس کے بعد جبارؓ اس قصہ کی وجہ سے ہی اسلام لے آئے [1]

جنگِ موتہ

حضرت عروہؓ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موتہ کی طرف ایک لشکر جمادی الاول ۸ھ میں روانہ فرمایا اور اس لشکر پر زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر کیا اور آپ ؐ نے فرمایا اگر زیدؓ شہید کر دیئے جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب لوگوں پر امیر ہوں گے اور اگر جعفرؓ بھی شہید کر دیئے جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ لوگوں پر امیر ہوں گے، لوگوں نے تیاری کی اس کے

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ ص ۷۱، [2] اخرج ابن اسحاق۔

بعد نکلنے کا عزم کیا یہ تین ہزار کا لشکر تھا جب ان لوگوں کے نکلنے کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے حضورؐ کے ان امرائے لشکر کو رخصت کیا اور ان لوگوں کو سلام کیا۔ جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو مع دیگر حضرات کے رخصت کیا تھا تو حضرت عبداللہؓ بن رواحہ رو دیئے لوگوں نے پوچھا اے ابن رواحہ! کس چیز نے تمہیں رلایا؟ عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا نہ تو دنیا کی محبت نے اور نہ تم لوگوں کے عشق نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ سے یہ آیۃ پڑھتے ہوئے سنا ہے جس میں جہنم کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ (سورۂ مریم۔ ع ۵)

ترجمہ:۔ "تم میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر جہنم پر سے اس کا گذر ضرور ہوگا، یہ بات تیرے رب کے نزدیک ضروری اور فیصلہ دی ہوئی ہے"۔ پس میں نہیں جانتا کہ میری واپسی جہنم پر اترنے کے بعد کیسی ہوگی؟ مسلمانوں نے کہا خدا تمہارے ساتھ رہے، مصائب کو تم سے دفع کرے اور تم سب کو ہم لوگوں کی طرف صحیح سالم لائے، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے کہا

لکننی اسأل الرحمٰن مغفرۃ　۱　وضربۃ ذات فرع تقذف الزبدا
وطعنۃ بیدی حران مجھزۃ　۲　بحربۃ تنفذ الاحشاء والکبدا
حتی یقال اذا مروا علیٰ جدثی　۳　ارشدہ اللہ من غاز وقد رشدا

ترجمہ اشعار

۱۔ مگر میں اللہ پاک سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں اور ایسی تلوار بازی کا جو وسیع ہو اور جوش کو ٹھنڈا کر دے۔

۲۔ اور اپنے ہاتھ پر ایسی نیزہ بازی کا جو پیاس کو بھڑکائے اور پورا پورا قتل کرے اور ایسے نیزے کے ذریعے جو آنتوں اور جگر میں پار ہو جائے۔

۳۔ یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر پر گزریں کہا جائے کہ اللہ نے اس غازی کو ہدایت دی اور یہ ہدایت پر تھا۔

پھر ان لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے رخصت ہوئے پھر یہ شعر پڑھے:۔

فثبت اللہ ما آتاك من حسن　۱　تثبیت موسیٰ ونصرا کالذی نصروا
انی تفرست فیك الخیر نافلۃ　۲　اللہ یعلم انی ثابت البصر
انت الرسول فمن یحرم نوافلہ　۳　والوجہ منہ فقد ازری بہ القدر

ترجمہ اشعار

۱۔ اللہ ان خوبیوں کو باقی رکھے جو آپ پر اتری ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے باقی رہیں اور اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں ان لوگوں کی مدد جیسی جن کی کہ امداد کی گئی۔

۲۔ بیشک میں نے آپ میں کمال درجہ کی بھلائی دیکھی اللہ جانتا ہے کہ میری نظر درست ہے۔

۳۔ آپ اللہ کے رسول ہیں، کون آپ کی عطایا اور توجہ سے محروم رہ سکتا ہے؟ اور میں اس کے مقابلے میں ہر مرتبہ کو حقیر سمجھتا ہوں۔

پھر یہ لشکر چلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مشایعت کے لئے تھوڑی دور ساتھ چلے جب حضورؐ ان لوگوں کو رخصت کر کے واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا

خلف السلام علی امرئ ودعتہ فی النخل خیر مشیع وخلیل

ترجمہ: "اس ذات پر آخری سلام کہ میں نے اس کو کھجور کے درختوں میں رخصت کیا جو پہنچانے والوں میں سے سب میں بہتر اور دوست ہیں"

اس کے بعد یہ لوگ چلے اور سرزمینِ شام میں مقام معان پر اُترے ان حضرات کو اطلاع ملی کہ ہرقل بلقا کی سرزمین میں مقام ماٰب میں مع ایک لاکھ رومی لشکر کے ٹھہرا ہوا ہے اور اس سے قبیلۂ لخم۔ جذام، قین، بہرا اور بلی کے ایک لاکھ آدمی اور جا ملے ہیں اور جن پر امیر بلی کا ایک آدمی ہے اس کے بعد اراشہ جس کو مالک بن رافلہ بھی کہتے ہیں وہ بھی جا ملا جب مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی تو معان میں دو رات تک پڑاؤ ڈالا اور ان کے معاملے میں غور کرتے رہے اور مسلمانوں نے کہا کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کو اپنے دشمنوں کی تعداد کی اطلاع دے دیں اس کے بعد آپ کچھ لشکر سے ہماری امداد فرمائیں گے یا جیسا بھی آپ حکم فرمائیں ہم اس کی بجا آوری کریں یہ دیکھ کر حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے لوگوں کو ہمت دلائی اور کہا اے قوم! خدا کی قسم جس چیز کو تم لوگ مکروہ سمجھ رہے ہو یہ وہی ہے جس کے لئے تم نکلے ہو۔ یعنی شہادت کے طلب کرنے کے لئے ہم، لوگوں سے تعداد اور قوت اور کثرت کے بھروسہ پر نہیں لڑتے ہیں ہم تو اس دین کے بھروسہ پر لڑتے ہیں جس کے ساتھ اللہ نے ہم لوگوں کو نوازا لہٰذا چلو، دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ہاتھ لگے گی یا کامیابی ہوگی۔ یا شہادت لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہؓ نے بہت صحیح کہا اس کے بعد یہ لوگ چل

پڑے جب بلقاء کی حد پر پہنچے ان سے ہرقل کا رومی لشکر ملا۔ اور بلقاء کے کسی قریہ میں جس کو مشارف کہا جاتا ہے یہ عرب کی جماعت ٹھہر گئی، دشمن قریب آ لئے تو مسلمان ایک اور قریہ میں جمع ہوئے جس کو موتہ کہا جاتا ہے۔ دونوں لشکر یہیں آمنے سامنے ہو گئے، مسلمانوں نے مشرکین کے (مقابلہ کے) لئے صف بندی کی اپنے میمنہ پر بنی عذرا کے ایک آدمی جن کو قطبہؓ بن قتادہ کہا جاتا ہے کو مقرر کیا اور اپنے میسرہ پر ایک انصاری کو جس کا نام عبادہؓ بن مالک ہے پھر دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی اور بہت زور کی جنگ چھڑی حضرت زید بن حارثہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر خوب ہی جہاد کیا آخر کو مشرکین کے نیزوں میں گھر گئے اسکے بعد اس جھنڈے کو حضرت جعفرؓ نے لیا اور دشمنوں سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے ان مسلمانوں میں سے حضرت جعفرؓ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے سواری کے جانور کی کونچیں اسلام کے راستہ میں کاٹیں [1]

حضرت عروہؓ بن زبیر سے اسی جیسی روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ پھر اس جھنڈے کو حضرت جعفرؓ نے لیا جھنڈے کو لے کر بہت جنگ وجدال کیا جب لڑائی میں ہر طرف سے ہلاک ہو گئے تو اپنے سرخی مائل گھوڑے سے اترے اور اس کی کونچیں کاٹ کر مشرکین سے لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے، حضرت جعفرؓ مسلمانوں میں سے وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اسلام میں سواری کی کونچیں (ہاتھ پیر) کاٹیں [2]

حضرت زیدؓ بن ارقم فرماتے ہیں کہ میں یتیم تھا اور عبداللہؓ بن رواحہ کی پرورش میں تھا حضرت عبداللہؓ بن رواحہ مجھے اپنے اس سفر میں لے کر نکلے اور مجھے اپنے پیچھے کجاوہ کی پالان پر بٹھا لیا تھا، پس خدا کی قسم وہ اپنی ساری رات چلتے رہے اور میں نے ان کو سنا کہ وہ اپنے یہ شعر پڑھ رہے تھے

اذا ادنیتنی وحملت رحلی	۱	مسیرۃ اربع بعد الحساء
فشأنك انعم وخلاك ذم	۲	ولا ارجع الی اھلی ورائی
وجاء المسلمون وغادرونی	۳	بارض الشام مستنھی الثواء
وردك كل ذی نسب قریب	۴	الی الرحمٰن منقطع الاخاء
ھنالك لا ابالی طلع بعل	۵	ولا نخل اسافلھا رواء

[1] كذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۱ [2] واخرجہ الطبرانی [3] قال الھیثمی ج ۶ صفحہ ۱۵۷ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات الی عروۃ انتھی واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۸ عن عروۃ مختصرا [4] واخرج ابن اسحاق۔

ترجمہ اشعار

۱۔ (اے میرے اللہ!) جب تو نے مجھے قریب کر دیا اور میں اپنے کجاوہ کو چار دن کی مسافت کے فاصلے پر لے چلا، آرام و راحت کے بعد،

۲۔ پس تیری شان انعام کرنا ہے اور تجھ سے عیب کی چیزیں دُور ہیں مجھ کو میرے ان اہل تک جو میرے پیچھے ہیں مت لوٹانا،

۳۔ اور مسلمان آگئے اور کفار نے مجھ سے سرزمینِ شام میں غداری کی جو آبادیوں کے کنارے پر ہے،

۴۔ تجھ کو ہر قریبی نسب والے نے اللہ کی طرف جاتے ہوئے چھوڑ دیا اور بھائی بندی ختم کر دی،

۵۔ اس وقت میں نہیں پرواہ کرتا ہوں تر اور خشک کھجوروں کے خوشہ کی کہ میں ان کو سیرابی کے لئے جھاڑوں

حضرت زید رض بن ارقم کہتے ہیں جب میں نے یہ اشعار اُن سے سُنے میں رو دیا انہوں نے درّہ کے ذریعے مجھے تنبیہ کی کہ اے بے حیا! تیرا کیا حرج ہے اگر اللہ پاک مجھ کو شہادت کی توفیق دے اور تو میرے خاندان میں میرے کجاوے کو واپس لے جائے [1]

حضرت [2] عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے رضاعی باپ نے بیان کیا جو بنی عمرو بن عوف میں سے تھے کہ جب حضرت جعفر رض شہید کر دیئے گئے تو جھنڈا حضرت عبداللہ رض بن رواحہ نے اٹھایا وہ اس کو اپنے گھوڑے پر لے کر آگے بڑھے اور وہ اپنے نفس کو آمادہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بار بار پڑھتے اور کہتے

اقسمت یا نفس! لتنزلنہ	۱	لتنزلن اولتکرھنہ	
ان اجلب الناس وشدوا الرنۃ	۲	مالی اراك تکرھین الجنۃ؟	
قد طال ماقد کنت مطمئنۃ	۳	ھل انت الا نطفۃ فی شنہ	

ترجمہ اشعار

۱۔ اے نفس! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ تجھے میدان میں اترنا ہوگا خوشی سے اُتر یا ناگواری سے،

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۲۴۳ واخرجہ ایضا ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۱۱۹ والطبرانی من طریق ابن اسحاق عن زید کما فی المجمع ج ۶ صفہ ۱۵۸ [2] واخرج ابن اسحاق۔

۲۔ اگر لوگ جمع ہوئے اور رونے کی آواز بلند کی تو مجھے کیا ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اے نفس! تو جنت کو مکروہ سمجھتا ہے۔

۳۔ تیرے اطمینان کا زمانہ بہت طویل گذرا تو وہی تو ہے جو رحم کے مشکیزہ میں نطفہ تھا اور یہ بھی اشعار پڑھے:۔

یا نفس! ان لا تقتلی تموتی ۱ ھذا حمام الموت قد صلیت

وما تمنیت فقد اعطیت ۲ ان تفعلی فعلھما ھدیت

ترجمہ اشعار

۱۔ اے نفس! اگر تو نہ قتل کیا جائے گا تب بھی مرے گا یہ موت کا حمام گرما دیا گیا ہے۔

۲۔ جو کچھ تو نے تمنا کی تھی وہ پوری کی گئی اے نفس! اگر تو نے اُن دونوں شہیدوں جیسے کام کئے تو ہدایت پا جائے گا،

دونوں سے مراد حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما ہیں پھر یہ گھوڑے سے اُترے جیسے ہی یہ گھوڑے سے اُترے ان کے چچیرے بھائی ان کے پاس ایک ذرا سا گوشت لگی ہوئی ہڈی لائے اور ان سے کہا کہ اسے کھا کر اپنی پیٹھ قوی کر لو تمہیں ان دنوں بڑی مصیبت اور مشقت سے سامنا پڑا ہے چنانچہ اس کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور ایک ہی مرتبہ اس میں سے دانت سے گوشت نوچا تھا کہ اتنے میں اژدھام کا شور وغوغا سُنائی دیا۔ فرمایا کہ اے ابن رواحہ! ابھی تک تو دُنیا میں مشغول ہے؟ اُس ہڈی کو اپنے ہاتھ سے پھینکا اور اپنی تلوار لی پھر آگے بڑھے اور جنگ وقتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے[۱]

حضرت[۲] عباد بن عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میرے رضاعی باپ نے جو مرۃ بن عوف میں سے تھے مجھ سے بیان کیا اور یہ غزوۂ موتہ میں شریک تھے، خدا کی قسم گویا کہ میں حضرت جعفرؓ کی طرف اب دیکھ رہا ہوں جس وقت میں کہ وہ اپنے سُرخی مائل گھوڑے پر سے کودے اور اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:۔

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۵ واخرجہ ایضا ابو نعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۲۰ والطبرانی ورجالہ ثقات، کما قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۰

[۲] واخرج ابن اسحاق۔

یاحبذا الجنۃ واقترابھا ۱ طیبۃ وبارد شرابھا
والروم روم قد دنا عذابھا ۲ کافرۃ بعیدۃ انسابھا
علیّ ان لاقیتھا ضرابھا ؎۱

ترجمہ اشعار

۱۔ جنت کیا ہی اچھی ہے اور اس کی نزدیکی بڑی پیاری ہے اور اس کا پانی نہایت ٹھنڈا ہے،

۲۔ رومی وہ لوگ ہیں جن کے عذاب کا وقت قریب آگیا ہے یہ کافر ہیں اور ان کے نسب نامے گڑبڑ ہیں
میرے اوپر فرض تھا کہ جب میں ان سے ملوں تو تلوار بازی کروں۔

جنگِ یمامہ

حضرت ؎۲ عمرؓ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کا جھنڈا حضرت زیدؓ بن خطاب اُٹھائے ہوئے تھے اس جنگ میں مسلمان منتشر ہو گئے یہاں تک کہ بنی حنیفہ غالب آگئے۔ حضرت زیدؓ بن خطاب نے کہنا شروع کیا کہ یہ کجاووں کی طرف بھاگنا پناہ نہ دیگا یہ آدمی نہیں ہیں پھر بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے اللہ! میں اپنے ساتھیوں کے بھاگنے سے تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اور جو کچھ مسیلمہ اور محکم بن طفیل لائے ہیں ان سے تیری برات چاہتا ہوں اور جھنڈا لے کر دشمنوں کے بیچوں بیچ میں لپکے پھر اپنی تلوار لے کر لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے اور جھنڈا گر گیا اس جھنڈے کو ابوحذیفہؓ کے غلام حضرت سالمؓ نے لیا مسلمانوں نے کہا اے سالم! ہمیں خطرہ ہے کہ ہم لوگوں پر تمہاری وجہ سے مصیبت نہ ٹوٹ پڑے۔ حضرت سالمؓ نے فرمایا تو پھر میں بدترین حافظِ قرآن ہونگا اگر میری وجہ سے تم لوگ مبتلائے مصیبت ہو جاؤ۔ حضرت زیدؓ بن خطاب ۱۲ھ میں شہید کئے گئے ؎۲

حضرت ؎۴ ثابتؓ بن قیس بن شماس کی صاحبزادی سے بھی یہ روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو مرتدین کے استیصال کے لئے یمامہ اور مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا ثابتؓ بن قیس ان لوگوں کے ہمراہ تھے جب مسیلمہ اور

؎۱ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۴، واخرجہ ابو داؤدؒ من ہذا الوجہ کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۲۳۸ وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۱۱۸ ؎۲ اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۲۷ ؎۳ واخرجہ ابن سعد ج ۳ صفحہ ۲۶۴ عن عبدالرحمن مثلہ ؎۴ واخرج الطبرانی۔

بنی حنیفہ سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا مسلمان تین مرتبہ شکست کھا گئے۔ حضرت ثابتؓ اور سالمؓ مولیٰ حذیفہ نے فرمایا کہ ہم لوگ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر جہاد نہیں کیا کرتے تھے۔ ان دونوں نے اپنے لئے گڑھے کھود دے اور اس میں داخل ہو کر جنگ کی، یہاں تک کہ یہ دونوں صاحب شہید ہو گئے۔[1]

حضرت[2] محمد بن ثابتؓ بن قیس بن شماسؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کا لشکر منتشر ہو گیا تو ابو حذیفہؓ کے غلام حضرت سالمؓ نے کہا کہ ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ رہ کر اس طرح نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہوئے اُس دن مہاجرینؓ کا جھنڈا ان کے پاس تھا، انہوں نے یہاں تک جنگ کی کہ شہید ہو گئے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ یہ قصہ ۱۲ھ کا، خلافتِ ابو بکرؓ میں واقع ہوا۔

حضرت ابو سعید[3] خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبادؓ بن بشر سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو سعید! میں نے آج رات خواب دیکھا ہے گویا کہ آسمان میرے لئے کشادہ ہو گیا ہے۔ پھر آسمان مجھ پر بند کر دیا گیا یہ انشاء اللہ تعالیٰ شہادت کی دلیل ہے میں نے کہا جو کچھ آپ نے دیکھا خدا کی قسم بہتر ہے، حضرت ابو سعیدؓ خدری فرماتے ہیں کہ میں جنگِ یمامہ میں عبادؓ بن بشر کی طرف دیکھ رہا تھا اور یہ باآواز بلند انصارؓ سے کہہ رہے تھے کہ تلواروں کی میانیں توڑ دو اور لوگوں سے علیحدہ ہٹ جاؤ اس کے بعد انہوں نے کہنا شروع کیا خالص مومنین میری طرف آجائیں خالص مومنین میری طرف آجائیں چنانچہ چار سو انصارؓ ان کی طرف گئے جن کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا اس جماعت کے آگے عباد بن بشرؓ اور ابو دجانہؓ اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے یہ لوگ باغ کے دروازے پر پہنچے اور ان لوگوں نے انتہائی سخت لڑائی لڑی۔ حضرت عبادؓ بن بشرؓ شہید کئے گئے میں نے ان کے چہرے پر اتنے کثیر تلوار کے زخم دیکھے کہ جس کی وجہ سے ان کو نہ پہچان سکا ان کے جسم میں ایک نشان تھا اسے دیکھ کر میں نے انہیں پہچانا۔

حضرت جعفر[4] بن عبداللہ بن اسلمؓ ہمدانی فرماتے ہیں کہ غزوۂ یمامہ میں وہ سب میں پہلے آدمی جو زخمی ہوئے ابو عقیل انیفیؓ تھے۔ تیر ان کے دل اور کندھوں کے بیچ میں لگا تھا۔ یہ وہاں سے دوسری طرف چھپٹے اور تیر کو نکالا اور ان کی بائیں جانب بالکل کمزور ہو چکی تھی اس لئے کہ تیر اسی جانب

---

[1] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۳۲۲ وبنت ثابت بن قیس لم اعرفہا وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح والظاہر ان بنت ثابت بن قیس صحابیۃ فانہا قالت سمعت ابی۔ انتہی واخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفہ ۱۹۴۔ نحوہ واخرجہ البغوی ایضا بہذا الاسناد کما فی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۱۹۶۔ [2] واخرج ابن سعد ج ۳ صفہ ۸۸۔ [3] واخرج ایضا ج ۳ صفہ ۴۴۱۔ [4] واخرج ایضا ج ۴ صفہ ۴۷۴۔

لگا تھا۔ یہ شروع دن کا قصہ ہے۔ انہیں کجاوے کی طرف لایا گیا، جب لڑائی گرم ہوگئی اور مسلمان شکست کھا گئے اور اپنے کجاووں پر جا پہنچے تو حضرت ابوعقیلؓ زخم کے باعث انتہائی کمزور تھے انہوں نے سُنا کہ معن بن عدیؓ انصار کو آواز دیتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اپنے دشمن پر دوبارہ حملہ کرو، یہ سُن کر معنؓ دشمنوں کی طرف جھپٹے یہ وہی وقت تھا جب انصارؓ نے یہ صدا بلند کی تھی کہ ایک ایک انصاری چھٹ چھٹ کر ہمارے پاس آجاؤ، چنانچہ ایک ایک انصاریؓ چھٹ چھٹ کر علیحدہ جمع ہونا شروع ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں یہ آواز سُن کر ابوعقیلؓ نے اپنی قوم کے پاس جانے کا ارادہ کیا میں نے کہا اے ابوعقیلؓ! تم کیا ارادہ کرہے ہو؟ تم میں جنگ کی سکت نہیں رہی انہوں نے کہا پکارنے والے نے میرا نام لے کر آواز دی ہے ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ منادی نے تو یوں کہا ہے یاللانصار! منادی کا مقصد زخمی لوگ نہیں ہیں۔ ابوعقیلؓ نے کہا! میں بھی تو انصاری ہوں، میں ضرور اس کا کہنا مانوں گا اگرچہ مجھ کو گھسیٹ کر چلنا پڑے، ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ابوعقیلؓ ایک طرف کو سمٹے اور ننگی تلوار اپنے دائیں ہاتھ میں لی اس کے بعد آواز دینی شروع کی اے برادرانِ انصارؓ! جنگِ حنین کی طرح دوبارہ حملہ کرو، چنانچہ تمام انصارؓ جمع ہوکر مسلمانوں کو لے کر بڑی بہادری کے ساتھ آگے بڑھے اور دشمن کے قریب جا لئے یہاں تک کہ باغ کے اندر دشمنوں میں گھس گئے اب ہم میں اور دشمنوں میں مڈبھیڑ ہوگئی اور دونوں طرف سے ہمارے اور ان کے درمیان تلواریں چلنے لگیں، حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعقیلؓ کی طرف دیکھا ان کا زخمی ہاتھ کندھے سے کٹ کر زمین پر گر گیا تھا اور ان پر چودہ[۱۴] زخم لگے ہوئے تھے ہر زخم کاری تھا، اللہ کا دشمن مسیلمہ مارا گیا۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ابوعقیلؓ کی طرف جھکا وہ بچھڑے ہوئے اپنے آخری سانس میں تھے میں نے ان سے کہا اے ابوعقیلؓ! انہوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا، لبیک! اور پوچھا یہ آخری حملہ کس کے حق میں رہا؟ میں نے کہا خوشخبری حاصل کرو اور بلند آواز سے میں نے کہا اللہ کا دشمن مارا گیا۔ انہوں نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی، وہ اللہ کا شکر کر رہے تھے اور انتقال کر گئے۔ اللہ ان پر رحم کرے حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب ساری سرگذشت کہہ سُنائی اور ان کا بھی تذکرہ کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ہمیشہ شہادت کی دُعا کرتے رہے اور شہادت کے طلبگار رہے اور جہاں تک میرا علم ہے یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہؓ میں سے اور قدیم الاسلام تھے۔

حضرت[۱] انسؓ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں جب لوگ منتشر ہو گئے تو میں نے حضرت ثابت

---

[۱] واخرج الطبرانی۔

بن قیسؓ سے کہا اے چچا جان! آپ نے کیا دیکھا نہیں؟ اور یہ اپنے کپڑوں پر کافور لگا رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم لوگ اس طرح پر حضورؐ کی معیت میں قتال نہیں کرتے تھے جس چیز کا تم لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنایا ہے وہ عادت بہت بُری ہے اے میرے اللہ! میں تجھ سے برأت چاہتا ہوں جو ان لوگوں سے سرزد ہوئی اور جو ان لوگوں نے کیا اس کے بعد انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے [۱]

فتح الباری[۲] میں اس طرح ہے کہ جنگِ یمامہ میں مسلمان شکست کھا گئے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں پر اور جس چیز کا ان لوگوں نے اعادہ کیا بڑا افسوس ہے اور ان لوگوں پر اور جو کچھ انہوں نے کیا اس پر بڑا افسوس ہے راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک بڑے پتھر پر کھڑا ہوا تھا انہوں نے اس کو قتل کیا اس کے بعد یہ شہید کر دیئے گئے [۳]

جنگِ یرموک

ثابت[۴] بنانیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل اس جنگ میں پیدل چلے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے کہا ایسا نہ کرو تمہارا قتل ہو جانا مسلمانوں پر گراں گزریگا۔ حضرت عکرمہؓ نے فرمایا اے خالدؓ! مجھے چھوڑ دو اس لئے کہ تمہاری حضورؐ کے ساتھ پرانی معرفت ہے اور میں اور میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین میں سے رہے ہیں، یہ کہہ کر وہ پیدل چلے یہاں تک کہ شہید کئے گئے۔ [۵]

ابو عثمان[۶] غسانیؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل نے جنگِ یرموک میں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے مواقع میں جنگ کی اور کیا آج تم سے بھاگ جاؤں گا؟ اس کے بعد آواز دی کہ مرنے پر کون بیعت کرتا ہے؟ ان کے چچا حارثؓ بن ہشام نے اور ضرارؓ بن ازور نے چار سو مسلمان سرداروں اور سواروں سمیت بیعت کی اور یہ لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ کے سامنے لڑے یہاں تک کہ سب کے سب زخمی ہوئے اور ایک مخلوق ان میں سے شہید ہوئی جن میں ضرار بن ازورؓ بھی ہیں [۷]

---

[۱] فذکر الحدیث کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۹۵ قال وہو فی البخاری مختصراً۔ قال الہیثمی ج ۹ صفحہ ۳۲۳ رجالہ رجال الصحیح اھ۔ واخرجہ الحاکم ج ۳ صفحہ ۲۳۵ وصححہ علی شرط مسلم [۲] وفی مرسل عکرمۃ عند ابن سعد باسناد صحیح کما فی فتح الباری ج ۶ صفحہ ۴۰ [۳] واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۴ عن انسؓ بمعناہ۔ [۴] اخرج یعقوب بن ابی سفیان وابن عساکر [۵] کذا فی الکنز ج ۷ صفحہ ۵۰ واخرجہ البیہقی عن ثابت رضی اللہ عنہ نحوہ ج ۹ صفحہ ۴۴ [۶] وعند سیف بن عمر۔ [۷] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۱۱۔

سیف[1] کی روایت میں اس طرح پر ہے کہ ان چار سو کی جماعت میں سے اکثر شہید ہوئے مگر جو بچ رہے انہیں شہداء میں سے ضرار بن ازورؓ بھی ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ صبح کے وقت حضرت عکرمہؓ کے پاس آئے یہ زخمی تھے ان کے سر کو اپنی ران پر رکھا اور عمرو بن عکرمہ کے سر کو اپنی پنڈلی پر رکھا ان دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حلق میں پانی کا قطرہ ٹپکایا اور فرمایا، خبردار رہو ابن حنتمہ نے دعوٰی کیا تھا کہ ہم کلمۂ شہادت نہیں پڑھیں گے (آج اسی کلمہ کے لئے شہید ہو گئے)

صحابۂ کرامؓ کے اللہ کے راستے میں شوقِ شہادت کے باقی قصے

ابوالبختری[2] اور میسرہؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمارؓ بن یاسر جنگِ صفین میں بار بار لڑنے کے لئے نکلتے اور لڑتے اور شہید نہ ہوتے تو حضرت علیؓ کے پاس آتے اور کہتے کہ اتنے اتنے دن لڑا (اور شہادت نصیب نہ ہوئی) حضرت علیؓ فرماتے اس خیال کو اپنے سے دور کرو اسی طرح تین مرتبہ یہ آئے اور حضرت علیؓ نے یہ جواب دیا اس کے بعد ان کے پاس دودھ لایا گیا انہوں نے دودھ پیا اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا یہ وہی آخری گھونٹ ہے جس کو میں دُنیا میں پی رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر قتال میں جاکر شریک ہوئے یہاں تک کہ قتل کئے گئے[3]

طبرانی ابی سنان دؤلی رضی اللہ عنہ سے جو حضورؐ کے صحابیؓ ہیں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے غلام سے پینے کی چیز طلب کی وہ ایک پیالہ دودھ کا لایا اور انہوں نے اس کو نوش فرمایا پھر کہا اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا، آج میں دوستوں یعنی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی جماعت سے ملوں گا[4]

طبرانی میں ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے جنگِ صفین میں جس روز ان کی وفات ہوئی سُنا کہ وہ بلند آواز سے کہہ رہے

---

[1] واخرجہ الطبری ج ۴ صفہ ۳۶ عن السری عن شعیب عن سیف باسنادہ۔ نحوہ [2] اخرج الطبرانی وابو یعلی۔
[3] قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۹۷ رواہ الطبرانی وابو یعلی باسانید وفی بعضہا عطاء بن السائب وقد تغیرو بقیۃ رجالہ ثقات وبقیۃ الاسانید ضعیفۃ۔ انتہی۔
[4] فذکر الحدیث، قال الہیثمی ج ۹ صفہ ۲۹۸ واسنادہ حسن۔

تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملا اور میں نے حُور عین سے شادی کی آج کے دن میں دوستوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت سے ملوں گا مجھ سے حضورؐ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تیرا آخری توشہ دنیا سے دودھ کی لسی ہوگی [۱] اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ جب دودھ آیا تو ہنسے۔

حضرت [۲] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ کچھ گنگنا رہے تھے میں نے ان سے کہا اللہ پاک نے اس گانے کے عوض آپ کو اس سے اچھی چیز دی ہے انہوں نے کہا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اسی بستر پر مرجاؤں گا؟ خدا کی قسم ہرگز ایسا نہ ہوگا، اللہ مجھے ان نعمتوں سے محروم نہ رکھے گا (یعنی شہادت سے) میں نے سَو کافر تو تنِ تنہا مارے ہیں علاوہ ان کفار کے جن کے قتل میں میرے ساتھ اور بھی شریک رہے [۳]

حضرت انس [۴] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فارس کی گھاٹی پر لڑائی کے دن جب لوگ جمع ہوئے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس کو ہنکایا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ چیز بہت بُری ہے جس کا تم نے اپنے ساتھیوں کو عادی بنا دیا ہے (کہ پہلے دُشمن حملہ کرے پھر ان کا مقابلہ کیا جائے، اس کے بعد دشمن پر حملہ کیا۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح دی اور حضرت براءؓ اسی دن شہید ہو گئے۔

حضرت [۵] عبداللہ بن عتبہؓ کو یہ خبر ملی کہ جب حضرت عثمان بن مظعونؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بھی کوئی وفات ہے جس میں شہید نہیں ہوئے اور میرے جی میں بہت بڑی بدگمانی سی پیدا ہوئی، میں نے کہا اس شخص کی طرف دیکھو کہ یہ کس قدر دنیا سے مجتنب تھا پھر بھی وفات پائی اور شہید نہیں ہوا، یہ بات حضرت عثمانؓ کے بارے میں میرے جی میں رہی جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو میں نے کہا اے عمرؓ! تجھ پر بڑا افسوس ہے ہمارے بھلے بھی وفات پاتے ہیں اس کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو پھر میں نے

---

[۱] قال الهیثمی ج ۹ صفہ ۲۹۶ رواہ الطبرانی فی الاوسط، والامام احمد باختصار ورجالهما رجال الصحیح ورواہ البزار بنحوہ باسناد ضعیف [۲] واخرج البغوی باسناد صحیح [۳] کذافی الاصابۃ ج ۱ صفہ ۱۴۳ واخرجہ الطبرانی بمعناہ قال الهیثمی ج ۹ صفہ ۳۲۴ ورجالہ رجال الصحیح۔ اھ۔ واخرجہ الحاکم ایضاً ج ۳ صفہ ۲۹۱ بمعناہ وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفہ ۳۵۰ نحوہ۔ [۴] واخرج الحاکم ایضاً۔ [۵] اخرج ابن سعد وابو عبیدۃ فی الغریب۔

کہا اے عمرؓ! تجھ پر بڑا افسوس ہے ہمارے بھلے بھی وفات پاتے ہیں، حضرت عثمان بن مظعونؓ کی طرف سے مجھے جو خیال اس سے قبل تھا وہ بدل گیا اور میرے نزدیک وفات سے پہلے جو مرتبہ تھا اور قدر تھی وہی لوٹ آئی [1]

شجاعتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

شجاعتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم

حضرت[2] علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تم مجھ سے بیان کرو کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ ہیں اے امیرالمومنین! حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے جب کبھی کسی سے مقابلہ کیا اپنا حق پورا لے لیا، لیکن تم مجھ سے بتاؤ کہ لوگوں میں زیادہ بہادر کون ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو تو علم نہیں، آپ ہی فرمائیے کہ کون ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جب غزوۂ بدر ہوا ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جھونپڑا بنا دیا اور ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ ایسا نہ ہو کہ مشرکین میں سے کوئی آپؐ کی طرف آئے پس خدا کی قسم اس کام کے لئے آپؐ کے قریب کوئی نہ آیا سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے، کہ یہ تلوار سونت کر آپؐ کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے جب کوئی آپؐ کی طرف آنے کا قصد کرتا یہ اس کی طرف جھپٹ کر جاتے یہ تمام لوگوں میں سے زیادہ بہادر تھے اس کے بعد حضرت علیؓ نے بدر کا پورا واقعہ ذکر کیا۔

شجاعت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت[3] علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے بھی ہجرت کی جہاں تک مجھے علم ہے چھپ کر کی، سوائے حضرت عمرؓ کے کہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنے کاندھے پر کمان رکھی اور اپنے ہاتھوں میں نکال کر تیر لئے اور بیت اللہ کے پاس آئے، سردارانِ قریش اس کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے بیت اللہ کا پورا طواف کیا پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر مشرکین کی جماعت میں سے جو بیٹھی ہوئی تھی ایک ایک کے پاس آئے اور کہا یہ چہرے ذلیل ہو جائیں جس کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے ناپید

---

[1] کذافی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲۴۰ [2] اخرج البزار [3] اخرج ابن عساکر۔

کردے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی رانڈ ہو وہ مجھ سے اس وادی کے پرے ملے ایک بھی ان میں سے حضرت عمرؓ کے پیچھے نہ گیا [۱]

شجاعت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت جابر[۲] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور کہا

افاطم! ھاك السیف غیر ذمیم ۱ فلست برعدید ولا بلئیم
لعمری لقد ابلیت فی نصر احمد ۲ ومرضاۃ رب بالعباد علیم

ترجمہ اشعار

۱۔ اے فاطمہ! یہ تیز تلوار لے میرے ہاتھ میں نہ تو کپکپی ہے اور نہ میں بزدل اور کمینہ ہوں۔

۲۔ قسم ہے میری عمر کی، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد میں اور اس اللہ کی رضا جوئی میں انتہائی سعی کرنے والا ہوں جو بندوں کے بارے میں خوب جاننے والا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے جنگ اچھی کی ہے تو سہلؓ بن حنیف اور ابن صمہؓ نے بھی تو اچھا جہاد کیا ہے اور ایک صحابی کا آپؐ نے تذکرہ فرمایا معلیٰ نے جس کو بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم آپ کے باپ کی یہ غمخواری کرنے کا موقع ہے آپؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ! یہ تو مجھ سے ہیں (یعنی میرے ہیں) حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا اور میں تم دونوں سے ہوں (میں تم دونوں کا ہوں) [۳]

حضرت ابن عباس[۴] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ جنگِ احد میں حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور کہا لے یہ تلوار جس کی ملامت نہیں کی گئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم نے میدانِ جہاد میں بڑھ کر حصّہ لیا ہے تو سہلؓ بن حنیف نے بھی اور ابودجانہؓ سماک بن خرشہ نے بھی تو بڑھ کر حصّہ لیا ہے [۵]

حضرت کعب[۶] بن مالکؓ انصاری فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز عمرو بن عبدِ وُد

---

[۱] کذافی منتخب کنز العمال ج ۴ صفہ ۳۸۷ [۲] اخرج البزار [۳] قال الهیثمی ج ۶ صفہ ۱۲۲ وفیہ معلی بن عبد الرحمن الواسطی وهو ضعیف جدا وقال ابن عدی ارجوانہ لا باس بہ۔ انتہی [۴] وعند الطبرانی [۵] قال الهیثمی ج ۶ صفہ ۱۲۳ رجالہ رجال الصحیح، انتہی۔ [۶] واخرج ابن جریر من طریق ابن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروۃ وعبد اللہ۔

ایک جھنڈا لئے ہوئے نکلا تاکہ وہ میدان جنگ کا نظارہ کرے جب وہ اور اس کے سوار کھڑے ہوئے اس سے حضرت علیؓ نے کہا اے عمرو! تو اللہ کی قسم دیکر قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب کبھی تجھ کو کوئی آدمی دو بھلے کاموں کی طرف بلائے تو نے یہ کہا تھا کہ ان میں سے ایک کو ضرور اختیار کروں گا اس نے کہا ہاں یہی بات ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا! میں تجھ کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں عمرو نے کہا مجھے ان میں سے کسی کی حاجت نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا تو اب میں تجھ کو مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں عمرو نے کہا کس لئے اے میرے بھائی کے بیٹے؟ خدا کی قسم میں پسند نہیں کرتا کہ تجھ کو قتل کروں حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ تجھ کو قتل کر دوں، یہ سُن کر عمرو میں گرمی چھا گئی اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوا دونوں میدان میں آئے اور تھوڑی دیر تک مقابلہ ہوا حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا۔[۱]

ابن[۲] اسحاق کہتے ہیں کہ عمرو بن عبدوُد اس طرح پر نکلا کہ لوہے کی زرہیں پہنے ہوئے تھا اور اس نے بلند آواز سے کہا کون میرے مقابلہ کے لئے آتا ہے؟ حضرت علی بن ابی طالبؓ کھڑے ہوئے اور حضورؐ سے عرض کیا میں اس کے مقابلہ کے لئے نکلوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ عمرو ہے، بیٹھ جاؤ دوبارہ پھر عمرو نے آواز دی کہ ہے کوئی آدمی جو میرے مقابلہ کو نکلے؟ اور مسلمانوں کو ملامت کرنا شروع کی اور کہنے لگا کہ تمہاری ایسی جنت کہاں ہے جس کے متعلق تم دعویٰ کرتے ہو کہ جو تم میں سے مارا جاتا ہے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے؟ کیوں نہیں میرے مقابلہ کے لئے کسی آدمی کو کھڑا کرتے ہو؟ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے اجازت چاہی آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ عمرو نے تیسری مرتبہ پھر وہی آواز دی اور کچھ اشعار پڑھے راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس کے لئے نکلوں گا آپؐ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا خواہ عمرو ہی کیوں نہ ہو، چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اجازت دی حضرت علیؓ چل کر اس کے پاس پہنچے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

لاتعجلن فقد اتاك ۱ مجیب صوتك غیر عاجز

فی نیۃ و بصیرۃ ۲ والصدق منجی کل فائز

انی لارجوان اقیم ۳ علیك نائحۃ الجنائز

من ضربۃ نجلاء ۴ یبقی ذکرھا عند الھزاھز

---

[۱] کذافی الکنز ج ۵ صفہ ۲۸۱ [۲] وذکرہ فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۰۶ من طریق البیہقی۔

ترجمہ اشعار

۱۔ جلدی نہ کر تیرے پاس تیری آواز کا جواب دینے والا جو عاجز نہیں ہے آگیا۔
۲۔ سچی نیت اور بصیرت کے ساتھ، اور سچائی ہی نجات دیتی ہے ہر کامیاب ہونے والے کو
۳۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ میں تیرے اوپر جنازے پر نوحہ کرنے والیوں کو قائم کر دوں گا
۴۔ ایسی ضربِ وسیع کے ذریعہ کہ جس کا تذکرہ ہر نقل و حرکت کرنے والے میں باقی رہ جائے گا

عمرو نے پوچھا تو کون ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا میں علی ہوں اس نے کہا عبدِ مناف کے بیٹے حضرت علیؓ نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں اس نے کہا اے میرے برادر زادہ! تیرے چچاؤں میں سے ایسے بھی تو ہیں جو عمر میں تجھ سے زیادہ ہیں میں تو تیرا خون بہانے سے کراہیت کرتا ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن میں خدا کی قسم تیرے خون بہانے کو قطعاً بُرا نہیں سمجھتا، یہ سُن کر غصہ ہوا اور گھوڑے سے اُترا اور اس نے آگ کی شعلہ جیسی تلوار سونت لی اور حضرت علیؓ کی طرف غصہ کے ساتھ لپکا۔ حضرت علیؓ نے اپنی ڈھال سے اس کا مقابلہ کیا، عمرو نے تلوار ان کی ڈھال پہ ماری اور اس کو پھاڑ دیا اور تلوار اُس میں گھس گئی اور حضرت علیؓ کے سر پہ لگی اور زخمی کر دیا حضرت علیؓ نے اس کے کندھے کی رگ پر تلوار ماری وہ گر پڑا اور غبار اُڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرۂ تکبیر سُنا ہم لوگوں نے جان لیا کہ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا ہے اسی مقام پر حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ :-

اعلیّ تقتحم الفوارس ھٰکذا ۱ عنّی وعنھم اخروا اصحابی
الیوم یمنعنی الفرار حفیظتی ۲ ومصمم فی الرأس لیس بنابی

ترجمہ اشعار

۱۔ کیا میرے اوپر سوار اس طرح ہجوم کریں گے۔ اے میرے ساتھیو! (میرے اور ان کے معاملہ میں) تم ذرا پیچھے رہو (میں ہی اکیلا کام تمام کئے دیتا ہوں)
۲۔ میرے تحفظِ (ایمانی) نے آج کے دن مجھ کو بھاگنے سے منع کر دیا اور ضرب کاری (دشمنوں کے) سر سے چوک کرنے والی نہیں۔

یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے کہا

عبد الحجارۃ من سفاھۃ رایہ ۱ وعبدت ربّ محمد بصواب
فصدرت حین ترکتہ متجدلا ۲ کالجذع بین دکادک وروابی
وعففت عن اثوابہ ولواننی ۳ کنت المقطر بزنی اثوابی

لا تحسبن اللہ خاذل دینہ ۴ ونبیہ یا معشر الاحزاب

ترجمۂ اشعار

۱۔ اُس نے پتھروں کی عبادت اپنی رائے کی حماقت سے کی اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی عبادت ٹھیک رائے کے ساتھ کی۔

۲۔ جس وقت میں اسے پچھاڑ چکا میں واپس ہؤا وہ اس کھجور کے تنے کی طرح گرا جو ریتیلی نرم زمین اور تری کی نرم زمین کے درمیان ہو۔

۳۔ میں نے تو اُس کے کپڑوں سے کراہیت کی اور اگر میں گر پڑتا تو میرے کپڑے وہ چھین لیتا

۴۔ اے جماعت کے لوگو! تم ہرگز اللہ کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ اپنے دین کو یا اپنے نبیؐ کو رسوا کرے گا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا چہرہ چمک رہا تھا، حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ تم نے اس کی زرہ کیوں نہیں اُتار لی؟ اس لئے کہ عرب والوں کے لئے اس سے بہتر زرہ نہیں ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کو مارا اور میں نے اس کی شرمگاہ کھلنے کی وجہ سے اپنے آپ کو بچایا اس کے بعد مجھے حیا آگئی کہ میرے چچا کا بیٹا ہے اور میں اس کا مال چھینوں؟

حضرت سلمہؓ بن اکوعؓ سے مسلم وغیرہ میں ایک طویل روایت ہے اس روایت میں صحابۂ کرامؓ کا غزوۂ بنی فزارہ سے لوٹنے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ ہم تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرے یہاں تک کہ ہم لوگ خیبر کی طرف چلے اور سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ حضرت عامرؓ بھی چلے اور وہ یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

واللہ! لولا انت ما اھتدینا ۱ ولا تصدقنا ولا صلینا

ونحن من فضلک ما استغنینا ۲ فانزلن سکینۃ علینا

وثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ اشعار

۱۔ خدا کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ وخیرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے

۲۔ اور ہم لوگ آپ کے فضل سے بے پرواہ نہیں، اے اللہ! ہم لوگوں پر اطمینان نازل فرما۔

لہ واخرج مسلم والبیہقی واللفظ لہ۔

اور جب ہم لوگ دشمنوں سے ملیں ہمیں ثباتِ قدمی نصیب کر"۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اشعار کون پڑھ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا عامرؓ، آپؐ نے فرمایا اللہ پاک نے تیری مغفرت فرمادی راوی کہتے ہیں کہ جب کبھی حضورؐ نے اس کلمۂ مبارک کے ساتھ کسی کو خطاب فرمایا ہے وہ ضرور شہید ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ اونٹ پر سوار تھے۔ آپؐ نے ہم لوگوں کو حضرت عامرؓ کے ساتھ کیوں نہ نفع پہنچایا؟ (یعنی ہمارے لئے بھی ایسی دُعا فرمادیتے) راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگ خیبر آئے مرحب (یہودی سردار) نکلا وہ اپنی تلوار لے کر اکڑتا ہوا چل رہا تھا اور کہہ رہا تھا

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلھب

۱۔ ترجمہ:۔ تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیار سے لیس ہوں بڑا تجربہ کار پہلوان ہوں جب لڑائیاں لپٹ مارتی ہوئی سامنے آتی ہیں"۔
اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عامرؓ نکلے اور وہ کہہ رہے تھے

قد علمت خیبرانی عامر شاکی السلاح بطل مغامر

ترجمہ:۔" خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیار سے لیس ہوں اور خطرات میں گھس جانے والا بہادر ہوں"۔
ان دونوں میں تلوار کے دو ہاتھ ہوئے مرحب کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال میں گھس گئی یہ اسے جھٹک کر چھڑانے لگے وہ اُچٹ کر انہیں پر لگ گئی جس سے ان کی رگِ اکحل کٹ گئی اسی میں ان کی شہادت ہوئی، حضرت سلمہؓ بن اکوع کہتے ہیں کہ میں نکلا تو میں نے چند اصحابؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عامرؓ کا سارا عمل رائیگاں گیا انہوں نے اپنے آپ کو قتل کر لیا، یہ سُن کر میں حضورؐ کے پاس روتا ہوا حاضر ہوا آپؐ نے دریافت فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کا عمل باطل ہو گیا آپؐ نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کے اصحابؓ میں سے چند صحابہؓ نے آپؐ نے فرمایا ان لوگوں نے جھوٹ کہا بلکہ ان کے لئے دوہرا اجر ہے، راوی کہتے ہیں کہ آنحضورؐ نے حضرت علیؓ کو آدمی بھیج کر بلایا ان کی آنکھیں دُکھنے آگئی تھیں آپؐ نے فرمایا کہ آج میں ایسے آدمی کو جھنڈا دونگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے چنانچہ میں حضرت علیؓ کو آپؐ کے پاس سہارا دے کر لایا آپؐ نے ان کی آنکھ میں لعابِ دہن مبارک لگایا فی الفور

انہیں شفا ہو گئی پس ان کو جھنڈا دیا، ادھر مرحب نے نکل کر کہنا شروع کیا

قد علمت خیبر انی مرحب ۱ شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلھب

۱۔ ترجمہ:۔ "خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لیس، بہادر اور تجربہ کار ہوں جب لڑائیاں لپٹ مارتی ہوئی سامنے آتی ہیں"۔

اس کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؓ نکلے اور حضرت علیؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے

انا الذی سمتنی امی حیدرہ ۱ کلیث غابات کریہ المنظرہ

اوفیھم بالصاع کیل السندرہ

۱۔ ترجمہ:۔ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے جھاڑیوں کے شیر جیسا، دیکھنے میں خوفناک ہوں۔

۲۔ میں ان کو پورا پورا بڑا صاع ناپ دونگا جیسے سندرہ کی ناپ یعنی میں ان کو قتل کرونگا"۔

اس کے بعد مرحب پر ایک وار کیا اس کا سر پھاڑ کر اس کو قتل کر دیا، اس طرح خیبر فتح ہوا۔ (اسی طرح اس عبارت میں ہے) کہ حضرت علیؓ نے ہی مرحب یہودی کو قتل کیا۔ خدا اُس پر لعنت کرے۔

حضرت[۱] علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں مرحب کو قتل کر چکا تو اس کا سر آپؐ کی خدمت میں لے آیا۔ زہریؒ کی روایت میں ہے کہ جن صحابیؓ نے مرحب کو قتل کیا وہ محمدؓ بن مسلمہ ہیں، اسی طرح پر محمدؒ بن اسحاق اور واقدیؒ نے حضرت جابرؓ سے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے نقل کیا ہے [۲]

رسول[۳] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے، حضورؐ نے انہیں جھنڈا دے کر بھیجا تھا جب یہ قلعہ کے قریب ہوئے قلعہ کے لوگ ان کی طرف نکلے حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی ان میں سے ایک یہودی نے حضرت علیؓ کو تلوار ماری ان کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کا پھاٹک ہاتھ میں لیکر اس کو ڈھال بنا لیا یہ پھاٹک ان کے ہاتھ میں برابر رہا اور یہ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر کو فتح کیا، اس کے بعد اس پھاٹک کو اپنے ہاتھ سے

---

۱ وہکذا اخرجہ الامام احمد ۲ کذافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸۷ ۳ واخرج ابن اسحاق عن بعض اہلہ۔

ڈال دیا۔ حضرت ابورافعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو مع سات آدمیوں کے اس بات کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا کہ اس پھاٹک کو ہم پلٹ دیں ہمیں طاقت نہ تھی کہ ہم اس کو پلٹ دیں[1] حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے یوم خیبر میں دروازہ اٹھالیا یہاں تک کہ مسلمان اس کے اوپر سے چڑھ کر قلعہ میں چلے گئے اور قلعہ فتح کرلیا۔" حضرت علیؓ نے اس کے بعد تجربہ کیا تو چالیس[2] آدمی بھی اُسے نہ اُٹھا سکے[3] ایک[4] روایت میں ہے کہ ستر آدمیوں نے اس کے بعد اس کے پلٹنے کی کوشش کی سو بڑی مشقت محسوس کی[5]، ابن ابی شیبہ کی یہ روایت حضرت جابرؓ سے اس طرح ہے کہ حضرت علیؓ نے یوم خیبر میں پھاٹک اُٹھالیا۔ یہاں تک کہ مسلمان قلعہ پر چڑھ گئے اور اُس کو فتح کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے تجربہ کیا تو چالیس آدمی بھی اس کو نہ اُٹھا سکے[6]

شجاعت حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُحد کے دن میں نے یہ رجزیہ اشعار پڑھے :۔

نحن حماۃ غالب ومالک ۱ نذب عن رسولنا المبارک

نضرب عنہ القوم فی المعارک ۲ ضرب صفاح الکوم فی المبارک

ترجمہ اشعار

۱۔ ہم غالب آنے والے اور قدرت رکھنے والے محافظ ہیں، اپنے رسولِ مبارکؐ سے ہم دشمنوں کو ہنکاتے ہیں۔

۲۔ معرکوں میں مشرکین کو مار کر آپؐ سے ہٹاتے ہیں جس طرح بچنے والا آدمی موٹی اونٹنی کو باندھنے کی جگہ پر مارتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم اُحد سے واپس نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ آپؐ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ حضرت طلحہؓ کے بارے میں کچھ کہو، حضرت حسانؓ نے کہا:۔

وطلحۃ یوم الشعب آسی محمدا ۱ علی ساعۃ ضاقت علیہ وشقت

یقیہ بکفیہ الرماح واسلمت ۲ اشاجعہ تحت السیوف فشلت

---

[1] وفی ہذا الخبر جہالۃ وانقطاع ظاہر [2] ولکن روی الحافظ البیہقی والحاکم من طریق ابی جعفر الباقر [3] وفیہ ضعف ایضا [4] وفی روایۃ ضعیفۃ عن جابر [5] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸۹ [6] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۵ صفحہ ۴۴ وقال حسن ۔ انتہی ۔ [7] اخرج ابن عساکر۔

وکان امام الناس الا محمدا ۳ اقام رحی الاسلام حتی استقلت

ترجمہ اشعار

۱۔ اور طلحہؓ نے گھاٹی کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی، ایسے وقت میں جو آپؐ پر تنگ اور دشوار ہو گیا تھا۔

۲۔ اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے، نیزوں سے آپؐ کو بچاتے تھے اور اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دے دیں جو شل ہو گئیں،

۳۔ یہ علاوہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، تمام لوگوں کے پیشرو تھے، اسلام کی چکی کو قائم کیا یہاں تک کہ وہ قائم ہو گئی"

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حمی نبی الھدی والخیل تتبعه ۱ حتی اذا ما لقوا حامی عن الدین

صبرا علی الطعن اذ ولت حماتهم ۲ والناس من بین مهدی ومفتون

یا طلحة بن عبید الله! قد وجبت ۳ لك الجنان وزوجت المها العین

ترجمہ اشعار

۱۔ ہدایت دینے والے نبیؐ کی حفاظت کی، حالانکہ سوار آپؐ کا پیچھا کر رہے تھے یہاں تک کہ جب سوار آپؐ کے قریب آتے تو یہ دین کی حفاظت فرماتے،

۲۔ نیزوں پر انہوں نے صبر کیا ایسے وقت میں جبکہ لوگوں کے حفاظت کرنے والے پیٹھ پھرا لیتے ہیں کچھ لوگ ہدایت پر تھے اور کچھ فتنہ میں ڈالے گئے،

۳۔ اے طلحہ بن عبید اللہ! تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی اور اللہ نے تمہاری شادی چمکدار حور عین سے کر دی"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

حمی نبی الھدی بالسیف منصلتا لما تولی جمیع الناس وانکشفوا

ترجمہ:۔"ہدایت دینے والے نبیؐ کی، سونتی ہوئی تلوار کے ذریعہ حفاظت کی جب تمام لوگ بھاگ گئے تھے، اور منتشر ہو گئے تھے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تم نے سچ کہا[1]

---

[1] قال فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۶۸ وفیہ سلیمان بن ایوب الطلحی اھ۔ قال ابن عدی عامة احادیثه لا یتابع علیها وذکرہ ابن حبان فی الثقات کما فی اللسان ج ۳ صفحہ ۷۷ وقد تقدم حیاۃ الصحابہ عربی ا صفحہ ۵۰۳ قتال طلحة یوم احد۔

شجاعت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت[1] سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ وہ پہلے انسان جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار کھینچی حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں ایک دن وہ قیلولہ کر رہے تھے اچانک انہوں نے ایک آواز سنی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے" یہ اپنی تلوار سونت کر تن تنہا نکلے ان سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ناوقت ملے آپؐ نے دریافت فرمایا اے زبیرؓ! یہ بے وقت کیسے؟ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا کہ میں نے سُنا کہ آپؐ شہید کر دیئے گئے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا پھر تمہارا کیا کرنے کا ارادہ تھا؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نے ارادہ کیا تھا کہ اہلِ مکہ سے لڑ مروں ان کے لئے حضورؐ نے دُعائے خیر فرمائی، اس بارے میں اسدیؒ کہتے ہیں:۔

هذاك اول سيف سل فى غضب ۱ لله سيف زبير المرتضٰے انفا

حمية سبقت من فضل نجدته ۲ قد يحبس النجدات المحبس الارفا

ترجمہ اشعار

۱۔ حضرت زبیرؓ مرتضیٰ کی تلوار وہ پہلی تلوار ہے جو خودداری کی وجہ سے اللہ کے لئے غضبناک ہو کر سونتی گئی۔

۲۔ ایسی حمیتِ اسلامی میں سونتی گئی جو حضرت زبیرؓ کی بہادری کے فضل کی وجہ سے سبقت لے گئی بسا اوقات تمام شجاعتوں کو ایک رکاوٹ ڈالنے والا کنارے ہی روک دیتا ہے،

حضرت[2] عروہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے ایک آواز شیطان سے سُنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار کر لئے گئے اور یہ اس وقت کا قصہ ہے جبکہ زبیرؓ اسلام لا چکے تھے ان کی عمر بارہ سال کی تھی، انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے، یہاں تک کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ مکہ کی اُوپر کی جانب میں تھے تلوار حضرت زبیرؓ کے ہاتھ میں تھی آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے سُنا تھا کہ آپ گرفتار کر لئے گئے۔ آپؐ نے فرمایا تو تم کیا کرتے؟ انہوں نے کہا میں اپنی اس تلوار سے اس آدمی کو مارتا جس نے آپ کو پکڑا ہوتا آپؐ نے ان کو اور ان کی تلوار کو دُعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ، یہ پہلی تلوار

---

[1] اخرج ابن عساکر [2] وعند ابن عساکر ایضاً وابی نعیم ج ۱ صفحہ ۸۹

تھی جو اللہ کے راستے میں کھینچی گئی [۱]

یونسؒ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن ابی طلحہ عبدری یوم احد میں مشرکین کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا اس نے اپنے مقابلے کے لئے آواز لگائی لوگ اس سے ٹھٹک رہے تھے، اس کے لئے حضرت زبیرؓ نکلے اور ایک جست لگائی یہ اس کے ساتھ اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے پھر اس کو زمین کی طرف دھکیلا اور اونٹ سے گرادیا اور اپنی تلوار سے اس کو ذبح کر دیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور فرمایا، ہر نبی کے لئے ایک حواری (جاں نثار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر زبیرؓ اس کے مقابلے کے لئے نہ نکلتے تو میں اس کے مقابلہ کے لئے نکلتا اس لئے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس سے ہیبت زدہ ہو گئے تھے [۲]

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی نے غزوۂ خندق میں باہر نکل کر اپنا مقابل طلب کیا، اس کے لئے حضرت زبیر بن عوامؓ نکلے اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جس کی وجہ سے ان کی تلوار میں ایک دندانہ پڑ گیا تھا اور یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے:۔

انی امرء احمی واحتمی عن النبی المصطفیٰ الامی [۳]

ترجمہ:۔ "میں ایسا آدمی ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی مصطفیٰ امی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت کرتا ہوں"۔

حضرت [۴] اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جس پر ہتھیار تھے آگے بڑھا اور ایک بلند جگہ پر چڑھ کر اس نے کہا کون میرے مقابلے کے لئے آتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں سے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہوتا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ چاہتے ہیں تو (میں تیار ہوں) زبیرؓ اوپر اچکنے لگے، آپؐ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا، اے صفیہ کے بیٹے! کھڑے ہو جاؤ چنانچہ حضرت زبیرؓ اس کی طرف گئے اور اس کے ساتھ مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر جھپٹے پھر ایک نے دوسرے کی گردن پکڑی۔ پھر دونوں نے ایک دوسرے کو ٹیلہ سے نیچے ڈالنے کی کوشش کی حضورؐ نے فرمایا ان دونوں میں سے جو بھی پہلے گڑھے میں گرے گا وہی مارا جائیگا

---

[۱] کذا فی منتخب کنز العمال ج ۵ صفحہ ۶۹ واخرجہ الزبیر بن بکار کما فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۵۴۵ واخرجہ ابو نعیم فی الدلائل صفحہ ۲۲۶ عن سعید بن المسیب۔ بمعناہ [۲] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۰ [۳] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۰۷ [۴] وقد اخرج ابن جریر۔

آپؐ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی دُعا فرمائی چنانچہ کافر گڑھے میں پہلے گرا اور حضرت زبیرؓ اس کی چھاتی پر سوار تھے اور حضرت زبیرؓ نے اس کو قتل کر دیا[۱]

حضرت[۲] عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ خندق میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ حویلی میں کر دیا گیا تھا میرے ساتھ عمرؓ بن ابی سلمہ تھے وہ میرے لئے اپنی کمر جھکا دیتے تھے میں ان کی پشت پر چڑھ جاتا اور دیکھتا، حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ وہ کبھی اس طرف حملہ کرتے ہیں اور کبھی اُس طرف، جب کبھی اُن کے سامنے کوئی چیز آتی اُسی طرف جھپٹ کر حملہ کرتے جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس حویلی کی طرف آئے تو میں نے عرض کیا اے ابا جان! میں نے آج آپ کو جو کچھ آپ کر رہے تھے دیکھا، حضرت زبیرؓ نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تم نے مجھے دیکھا؟ میں نے کہا ہاں! حضرت زبیرؓ نے کہا تجھ پر میرے ماں باپ قربان جائیں[۳]

حضرت[۴] عروہؓ فرماتے ہیں کہ اصحابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ یرموک میں حضرت زبیرؓ سے کہا کہ تم حملہ کیوں نہیں کرتے ہو؟ ہم لوگ بھی تمہارے ساتھ حملہ کریں گے حضرت زبیرؓ نے کہا اگر میں حملہ کروں گا تو تم اپنے اس قول میں جھوٹے پڑ جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا نہیں ہم ایسا نہ کریں گے چنانچہ حضرت زبیرؓ نے مشرکین پر حملہ کر دیا، یہاں تک کہ ان کی صفیں پھاڑ دیں اور ان سے تجاوز کر گئے اور ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا، پھر دوبارہ سامنے سے واپس ہوئے کفار نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر تلوار کے دو وار کئے ان دونوں زخموں کے درمیان یوم بدر کا بھی ایک زخم تھا۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی انگلی ان میں دے کر کھیل کرتا تھا اور میں بہت چھوٹا تھا، حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ کے ساتھ جنگِ یرموک میں ان کے بیٹے عبداللہؓ بھی تھے جن کی عمر دس سال کی تھی، ان کو گھوڑے پر بٹھا لیا اور ایک آدمی کے سپرد کر دیا[۵] اور بدایہ میں اتنا اور اضافہ ہے کہ پھر عبداللہؓ ان کے پاس دوسری دفعہ آئے اور پہلے کی طرح دوبارہ کیا۔

شجاعت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

زہری[۶] کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ایک

---

[۱] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۶۹ [۲] واخرج البیہقی [۳] کذا فی البدایہ ج ۴ صفحہ ۱۰۷ [۴] واخرج البخاری [۵] وذکرہ فی البدایہ ج ۷ صفحہ ۱۱ بمعناہ [۶] اخرج ابن عساکر۔

سریہ میں بھیجا جو حجاز کی اس جانب تھا جس کو رابغ کہتے ہیں مسلمانوں پر مشرکین ٹوٹ پڑے حضرت سعدؓ نے اس دن اپنے تیروں سے ان کفار کو بڑی گھبراہٹ میں ڈال دیا حضرت سعدؓ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ پاک کے راستے میں تیر چلایا اور یہ لڑائی اسلام میں سب سے پہلی لڑائی ہے، حضرت سعدؓ اپنے تیر پھینکنے کے وقت یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:۔

الا ھل اتی رسول اللہ اُنی ۱ حمیت صحابتی بصدور نبلی

اذود بھا اوائلھم ذیادا ۲ بکل حزونۃ وبکل سھل

فما یعتد رام فی عدو ۳ بسھم یارسول اللہ قبلی [۱]

ترجمہ اشعار

۱۔ کیا آنحضرتؐ کو خبر لگی کہ میں نے اپنے ساتھیوں کی حفاظت اپنے تیروں کی نوک سے کی ہے؟

۲۔ ان تیروں کے ذریعے کفار کے پہلے لشکر کو میں نے دفع کیا اور بھگادیا۔ ہر نرم اور سخت زمین میں،

۳۔ دشمنوں میں کوئی تیرانداز یارسول اللہ! مجھ سے پہلے تیر پھینکنے کے لئے تیار نہیں ہوپاتا۔

ابن[۲] شہابؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں ایک تیر سے تین آدمی قتل کئے ان کو تیر مارا گیا انہوں نے وہ تیر کافروں پر چلایا اور ایک کو قتل کردیا کافروں نے پھر اُس تیر کو ان پر چلایا انہوں نے اس تیر کو لے لیا پھر اسے دوبارہ کافروں پر چلایا اور ایک اور کافر قتل کردیا، کافروں نے وہ تیر لیا اور انہیں مارا انہوں نے اس تیر کو لیا اور تیسرے کافر کو قتل کردیا۔ لوگوں کو اس بات سے جو حضرت سعدؓ نے کی بڑا تعجب ہوا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ یہ تیر مجھے حضورؐ نے دیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کے لئے آپؐ نے فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں [۳]

حضرت[۴] ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ جنگِ بدر میں حضورؐ کے ہمراہ رہ کر جہاد کررہے تھے کبھی سوار ہوکر کبھی پیدل [۵]

---

[۱] کذا فی المنتخب ج ۵ صفحہ ۲ عن ابن عساکر [۲] واخرج ابن عساکر [۳] کذا فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۲ [۴] واخرج البزار [۵] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۲ رواہ البزار باسنادین احدھما متصل والاخر مرسل ورجالہما ثقات انتہی۔

شجاعت حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حضرت [1] حارثؒ تیمی کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ یوم بدر میں شتر مرغ کے پر کا جھنڈا لئے ہوئے تھے مشرکین میں سے ایک آدمی نے کہا یہ کون آدمی ہے؟ جو شتر مرغ کے پر کا جھنڈا لئے ہوئے ہے کہا گیا کہ یہ حمزہؓ بن عبد المطلب ہیں، اس نے کہا کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ہم لوگوں کے خلاف بڑے بڑے کارنامے کئے ہیں [2]

حضرت [3] عبد الرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جنگ بدر میں اُمیہ بن خلف نے پوچھا اے عبد الالٰہ! یہ کون آدمی ہے؟ جو اپنے سینہ پر شتر مرغ کا جھنڈا لگائے ہوئے ہے؟ میں نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، یہ حمزہؓ بن عبد المطلب ہیں اس نے کہا یہ وہی ہیں جنہوں نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں [4]

حضرت [5] جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد میں جب لوگ جنگ سے واپس ہوئے حضرت حمزہؓ کو نہ پایا۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپؐ سے کہا کہ میں نے ان کو اس درخت کے نیچے دیکھا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا اور اس کے رسول کا شیر ہوں اے اللہ! میں تیری برأت چاہتا ہوں اُس چیز سے جس کو یہ لوگ یعنی ابو سفیانؓ اور اس کے ساتھی لائے ہیں اور تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں اس چیز سے جو ان لوگوں نے کیا یعنی مسلمانوں کی شکست کھانے سے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچے جب ان کی پیشانی کو دیکھا تو آپ رو دیئے اور جب آپؐ نے دیکھا کہ وہ مُثلہ کر دیئے گئے ہیں تو انتہائی رنجیدہ ہوئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا کوئی کفن ہے؟ ایک انصاریؓ کھڑے ہوئے اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے [6]

حضرت [7] جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمریؒ کہتے ہیں کہ میں اور عبد اللہؒ بن عدی بن خیار حضرت معاویہؓ کی خلافت کے زمانے میں نکلے، اس کے بعد باقی حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ہے

---

[1] اخرج الطبرانی [2] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۱ واسنادہ منقطع [3] وعند البزار [4] قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۸۱ رواہ البزار من طریقین فی احداہما شیخہ علی بن الفضل الکرابیسی ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہا رجال الصحیح والاخریٰ ضعیفۃ اھ۔ [5] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۱۹۹ [6] قال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح۔ [7] واخرج ابن اسحاق کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۸

کہ ہم ان کے یعنی حضرت وحشیؓ کے پاس بیٹھے اور ہم نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہم سے حضرت حمزہؓ کے قتل کا واقعہ بیان کریں کہ آپ نے ان کو کس طرح قتل کیا تھا۔ حضرت وحشیؓ نے کہا کہ میں تم سے ابھی اسی طرح بیان کروں گا جیسا کہ میں نے حضورؐ سے آپؐ کے اس بارے میں سوال کرنے پر بیان کیا تھا، میں جبیرؓ بن مطعم کا غلام تھا اس کا چچا طعیمہ بن عدی جنگِ بدر میں مارا گیا تھا جب قریش جنگِ اُحد کے لئے چلے مجھ سے جبیرؓ نے کہا اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ کو میرے چچا کے بدلہ میں قتل کردے تو تو آزاد ہے۔ حضرت وحشیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ چلا اور میں ایک حبشی آدمی تھا حبشیوں کی طرح چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا کرتا تھا اور میرا نشانہ بہت کم خالی جایا کرتا تھا، جب دونوں لشکر جا ملے میں نکلا حضرت حمزہؓ کو دیکھ رہا تھا اور ان پر نظر جمائے ہوئے تھا یہاں تک کہ میں نے ان کو دیکھا کہ لوگوں کے مجمع میں گویا کہ وہ خاکستری اونٹ ہیں، لوگوں کو تلوار کے ذریعے گرا رہے تھے ان کا مقابلہ کوئی شئے نہیں کرسکتی تھی پس خدا کی قسم میں نے ان کے لئے تیاری کی اور ان کے قتل کا ارادہ کیا اور ان سے درخت یا پتھر کی اوٹ لیتا رہا تاکہ وہ میرے قریب آئیں اچانک میرے آگے ان کی طرف سباع بن عبد العزیٰ بڑھا جب اس کو حضرت حمزہؓ نے دیکھا کہا میری طرف آ، اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے! حضرت وحشیؓ کہتے ہیں کہ اُس پر حضرت حمزہؓ نے اس طرح تلوار ماری کہ اس کے سر سے چوک گئی ادھر میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی یہاں تک کہ جب میں اپنے نیزے کی حرکت سے مطمئن ہوگیا تو اس کو حضرت حمزہؓ پر پھینک دیا۔ وہ ان کی ناف کے نیچے جا لگا اور ان کے دونوں پیروں کے درمیان سے نکل گیا، انہوں نے میری طرف بڑھنا چاہا، ان پر بیہوشی آگئی میں نے ان کو اور اس نیزے کو چھوڑا یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی اس کے بعد میں ان کے پاس آیا اور میں نے اپنا نیزہ لیا اور لشکر کی طرف لوٹ گیا، اور لشکر میں جاکر بیٹھ گیا اس لئے کہ میری ان کے قتل کے سوا اور کوئی حاجت نہ تھی میں نے محض اپنی آزادی کے لئے ان کو قتل کیا تھا، جب میں مکہ پہنچا تو آزاد کردیا گیا پھر میں وہیں ٹھہر گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرلیا تو میں طائف بھاگ گیا اور وہاں رہنے لگا، جب طائف کا وفد حضورؐ کی طرف اسلام لانے کے لئے چلا تو میرے اوپر راستے تنگ ہوگئے میں نے اپنے جی میں سوچا کہ شام یا یمن یا کسی اور شہر میں چلا جاؤں پس خدا کی قسم میں اپنے اسی رنج میں تھا کہ مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ تجھ پر بڑا افسوس ہے بیشک وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

خدا کی قسم ان لوگوں میں سے کسی کو قتل نہیں کرتے جو کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے اور حق کی شہادت دے، وحشیؓ فرماتے ہیں جب اُس نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں وہاں سے چل کر آپؐ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا آپؐ کو کسی چیز نے گھبراہٹ میں نہیں ڈالا مگر اس بات نے کہ میں آپؐ کے سرہانے کھڑا ہوا کلمۂ شہادت پڑھ رہا تھا اور حق کی گواہی دے رہا تھا جب آپؐ نے مجھ کو دیکھا فرمایا کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا بیٹھ جا اور مجھ سے بیان کر کہ حضرت حمزہؓ کو تو نے کس طرح شہید کیا تھا؟ وحشیؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ سے اسی طرح بیان کیا جیسے تم دونوں سے بیان کیا ہے پھر جب میں اپنا قصہ سُنا کر فارغ ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے تجھ پر بڑا افسوس ہے تو مجھ سے اپنا چہرہ غائب رکھ! میں تجھ کو ہرگز نہ دیکھوں، وحشیؓ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے میں ہمیشہ حضورؐ سے اتنا ہٹ کر رہا کہ آپؐ مجھ کو نہ دیکھیں، یہاں تک کہ اللہ پاک نے آپؐ کو وفات دیدی اس کے بعد جب مسلمان مسیلمہ کذاب یمامہ والے کی طرف نکلے تو میں بھی مسلمانوں کے ہمراہ نکلا اور اپنا وہی نیزہ لیا جس سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا جب لوگ جمع ہوئے تو میں نے مسیلمہ کو کھڑا ہوا دیکھا اور اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور اس سے قبل میں اس کو پہچانتا نہ تھا، میں نے اس کے قتل کی تیاری کی اور ایک اور انصاری آدمی نے دوسری جانب سے اُس کے قتل کی تیاری کی ہم دونوں اس کے قتل کا ارادہ کئے ہوئے تھے میں نے اپنے نیزے کو حرکت دی یہاں تک کہ جب میں مطمئن ہو گیا نیزے کو اس پر پھینک مارا، نیزہ اس میں پیوست ہو گیا اور اس انصاری نے اس پر تلوار سے حملہ کیا پس تیرا رب زیادہ جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کس نے اسے قتل کیا؟ اگر میں نے اسے قتل کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہتر (یعنی حضرت حمزہؓ) کو، اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ بدتر (یعنی مسیلمہ) کو میں نے قتل کیا ہے؟

جعفرؓ بن عمرو سے اسی طرح کی ایک روایت میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ (احد میں) جب لوگ لڑنے کے لئے صف آرا ہوئے تو سباع نکلا اور کہا کیا ہے کوئی میرا مقابل؟ تو اس کی طرف حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب نکلے اور اُس سے کہا اے سباع! اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی اُمّ انمار کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے دشمنی کرتا ہے؟

لہ واخرجہ البخاری۔

پھر اس پر ایسا حملہ کیا کہ وہ نیست و نابود ہو گیا۔

شجاعت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حضرت[1] جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت حنظلہؓ بن ربیع کو اہل طائف کے پاس بھیجا انہوں نے ان سے کلام کیا طائف والوں نے انھیں اٹھایا تاکہ اپنے قلعہ میں ان کو داخل کرلیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے کوئی ان کے مقابلہ کے لئے؟ اور اس شخص کے لئے اتنا بڑا اجر ہو جو ہمارے تمام مجاہدین کے لئے ہے، سوائے حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے کوئی اس کام کے لئے آمادہ نہ ہوا یہ پہنچے اور ان کو لوگوں کے ہاتھوں سے پکڑ لیا اور وہ لوگ قریب تھے کہ ان کو قلعہ میں داخل کرلیں۔ حضرت عباسؓ نے ان کو گود میں اُٹھا لیا اور یہ بہت سخت آدمی تھے اور ان کے ہاتھوں سے چھین لیا، ان لوگوں نے حضرت عباسؓ پر قلعہ کے اوپر سے پتھروں کی بارش شروع کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ کے لئے دُعا فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرت حنظلہؓ کو لے کر آپؐ کی خدمت میں آ گئے[2]

شجاعت حضرت معاذ بن عمروؓ بن جموح اور معاذؓ بن عفراء

حضرت[3] عبد الرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ بدر میں صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو دونوں طرف دو انصاری بچے تھے دونوں کم عمر تھے یہ دیکھ کر مجھے تمنا پیدا ہوئی کہ میں ان سے زیادہ قوی لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا، اتنے میں اُن دونوں میں سے ایک نے مجھے بھینچا اور کہا اے چچا جان! کیا تم ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! اور تمہاری ابوجہل سے کونسی حاجت اٹک رہی ہے اُس نے کہا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ حضورؐ کو بُرا بھلا کہتا ہے قسم اس ذات کی کہ میرا نفس اس کے ہاتھ میں ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اس کے جسم سے جُدا نہ ہوگا یہاں تک ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آئی ہے وہ نہ مرجائے، مجھے یہ سُن کر بڑا تعجب ہوا اتنے میں دوسرے نے مجھے بھینچا اور اس نے بھی اُسی جیسی بات کہی، ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر کھا رہا ہے میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا یہی وہ تمہارا

---

[1] اخرج ابن عساکر [2] کذا فی الکنز: ج ۵ صفحہ ۳۰۷ [3] اخرج الشیخان۔

ساتھی ہے جس کی بارے میں تم دونوں نے مجھ سے پوچھا ہے یہ دونوں لڑکے اپنی تلواریں لے کر اُس پر جھپٹے اور اس کو مار کر قتل کر دیا، اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو اطلاع دی، آپؐ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں میں سے کس نے اُسے قتل کیا؟ دونوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تم دونوں نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے دونوں تلواروں کو دیکھ کر فرمایا کہ ہاں تم دونوں ہی نے اُس کو قتل کیا ہے، اور ابو جہل کے سامان کو معاذؓ بن عمرو بن جموح کو دینے کا فیصلہ فرمایا، اور دوسرے نوجوان کا نام معاذؓ بن عفراءؓ ہے [۱]

بخاری شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگِ بدر میں صف میں کھڑا تھا اچانک میں نے دائیں بائیں دیکھا تو میری دونوں طرف دو نوجوان کم عمر تھے یہ دیکھ کر مجھے ان دونوں کے اس جگہ ہونے سے امن نہیں رہا اتنے میں ان دونوں میں سے ایک نے مجھ سے اپنے ساتھی سے خفیہ طور پر کہا اے میرے چچا! مجھے ابو جہل کو دکھا دو، میں نے کہا اے بھتیجے! تم اس کا کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ اگر میں اس کو دیکھ لوں گا تو اُسے قتل کر دوں گا، یا میں ہی اس کے سوا مارا جاؤں، پھر دوسرے نے اپنے ساتھی سے چھپا کر اسی طرح مجھ سے کہا۔ حضرت عبد الرحمنؓ کہتے ہیں پھر تو مجھے ان کی جگہ اور کسی دو آدمیوں کے درمیان رہنا پسند نہ آیا، اور میں نے ان دونوں سے ابو جہل کی طرف اشارہ کر دیا، یہ دونوں ابو جہل پر دو باز کی طرح جھپٹ پڑے اور ان دونوں نے اسے قتل کر دیا یہ دونوں عفراءؓ کے بیٹے تھے۔

حضرت [۲] ابن عباسؓ اور عبد اللہؓ بن ابو بکر فرماتے ہیں کہ بنی سلمہ کے بھائی حضرت معاذؓ بن عمرو بن جموح نے کہا کہ میں نے قوم سے سُنا اور ابو جہل حرجہ درخت کی طرح تھا قوم کہہ رہی تھی کہ ابو الحکم (ابو جہل) کی طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا، جب میں نے یہ سُنا تو اس بات کو اپنے جی میں رکھا اور میں اس کی طرف لپکا جب میرا قابو چلا تو میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس پر ایسی تلوار ماری کہ اس کے پیر کو نصف پنڈلی تک میں نے چیر دیا، پس خدا کی قسم میں نے (ابو جہل کے اس قتل کے) قصہ کو کسی اور چیز سے تشبیہ نہیں دی بجز کھجور کی اُن گٹھلیوں کے، جو بڑے پتھر کے نیچے کوٹی جاتی ہیں جس وقت کہ ان گٹھلیوں پر پتھر کا بٹہ بج رہا ہو،

---

[۱] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲۵ والبیہقی ج ۶ صفحہ ۳۰۵ عن عبد الرحمنؓ بنحوہ۔

[۲] وعند ابن اسحاق۔

معاذؓ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ نے میرے کندھے پر ایک تلوار ماری جس سے میرا ایک ہاتھ کٹ گیا اور میرے کندھے کی ایک کھال سے لٹکا رہ گیا، اور جنگ کرنے نے مجھے اُس ہاتھ سے غافل رکھا اور میں اپنے سارے دن لڑتا رہا، اور اُس کٹے ہوئے ہاتھ کو اپنے پیچھے ڈال لیتا تھا' پھر جب مجھے تکلیف محسوس ہونے لگی تو میں نے اُسے اپنے پیر سے دابا اور اپنے آپ کو انگڑائی کی طرح پر کھینچا یہاں تک کہ میں نے اسے توڑ کر ڈال دیا۔[1]

شجاعت حضرت ابودجانہ سماک بن خرشہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت[2] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضورؐ نے ایک تلوار لے کر فرمایا کہ یہ تلوار کون لے گا؟ تمام لوگوں نے لینا چاہا اور آپؐ کی طرف دیکھنے لگے۔ جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون لے گا؟ تو سارے لوگ ٹھٹکے، حضرت ابودجانہ سماک رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ میں لونگا چنانچہ انہوں نے یہ تلوار لی اور معرکہ میں اس کے ذریعے مشرکین کی سرکوبی کی۔[3]

حضرت[4] زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں ایک تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کے لئے کون لیتا ہے؟ حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کو اس کے حق کی ادائیگی کے لئے لیتا ہوں، اس کا کیا حق ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہ تلوار انہیں عطا فرمائی یہ اس تلوار کو لے کر چلے اور میں بھی ان کے پیچھے چلا حضرت ابودجانہؓ جس کافر پر گذرے اس کو پھاڑ دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کا گذر کفار کی ان عورتوں پر بھی ہوا جو پہاڑ کی چٹان پر بیٹھی ہوئی تھیں اور اُن کے ساتھ ہند بیٹھی ہوئی یہ کہہ رہی تھی:۔

نحن بنات طارق ۱ نمشی علی النمارق

والمسك فی المفارق ۲ ان تقبلوا نعانق

اوتدبروا نفارق ۳ فراق غیر وامق

---

[1] کذافی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۸۷ [2] اخرج الامام احمد [3] واخرجہ مسلم، کذافی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۵ وابن سعد ج ۳ صفہ ۱۰۱ عن انسؓ بمعناہ۔ [4] واخرج البزار۔

ترجمہ اشعار

۱۔ ہم ستاروں جیسوں کی بیٹیاں ہیں ہم گدوں پر چلتی ہیں۔
۲۔ ہماری سر کی مانگوں پر مشک لگا ہوا ہے۔ اگر تم دشمن سے مقابلہ کروگے تو ہم تم سے معانقہ کریں گی۔
۳۔ اور اگر تم دشمن سے پیٹھ پھیروگے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گی جس طرح پر کہ غیر محبوب یعنی اجنبی کو چھوڑا جاتا ہے۔

ابودجانہؓ نے ان عورتوں پر حملہ کر دیا۔ ہند نے جنگل کی طرف آواز دی اس کو کسی نے جواب نہ دیا تو یہ وہاں سے واپس ہو گئے یہ دیکھ کر میں نے ابودجانہؓ سے کہا میں نے تمہارا ہر کام دیکھا مجھے تمہارا سارا کام پسند آیا بجز اس کے کہ تم نے اس عورت کو قتل کیوں نہیں کیا حضرت ابودجانہؓ نے فرمایا کہ اس کی پکار پر جب کسی نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے اس بات سے کراہیت کی کہ حضورؐ کی تلوار سے ایک ایسی عورت کو ماروں کہ جس کا کوئی مددگار نہیں'۔ [1]

حضرت[2] زبیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں ایک تلوار سامنے لی اور فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ کون لیتا ہے؟ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس تلوار کو میں لوں گا، آپؐ نے مجھ سے اعراض فرمایا اور پھر فرمایا کہ اس تلوار کو اس کے حق کی ادائیگی کے لئے کون لیتا ہے؟ یہ سُن کر حضرت ابودجانہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لینا چاہتا ہوں۔ آپ فرمائیں کہ اس کا حق کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اس سے کسی مُسلمان کو قتل نہ کرنا اور اسے لے کر کسی کافر سے نہ بھاگنا، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ یہ تلوار آپؐ نے ابودجانہؓ کو دیدی اور یہ جب لڑائی کا ارادہ کرتے تھے تو علامت کیلئے سر پر کپڑا لپیٹ لیتے تھے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں آج ضرور انہیں دیکھوں گا کہ یہ اس تلوار سے کیا کرتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب ان کے سامنے کچھ آیا اس کو اس تلوار سے ڈھا دیا اور پھاڑ دیا[3] آگے پہلی جیسی حدیث بیان فرمائی۔

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صف ۱۰۹ رجالہ ثقات۔ انتہی۔ [2] واخرجہ الحاکم ج ۳ صف ۲۳۰۔ [3] قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وقال الذہبی صحیح۔

ابن[1] ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے کئی ایک اہلِ علم نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ بن عوام نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس تلوار کو طلب کیا تو میرے جی میں کچھ ناراضگی آگئی اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے دینے سے انکار فرمایا اور ابودجانہؓ کو دے دی اور وہ اس وجہ سے کہ میں آپؐ کی پھوپھی صفیہؓ کا بیٹا اور قریشی تھا۔ اور آپؐ کی طرف کھڑا ہوا تھا اور اُن سے پہلے میں نے آپؐ سے اس تلوار کا سوال کیا تھا۔ مگر آپؐ نے حضرت ابودجانہؓ کو وہ دی اور مجھے چھوڑ دیا، خدا کی قسم میں بھی تو دیکھوں گا کہ وہ اس تلوار سے کیا کرتے ہیں؟ اسی وجہ سے میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ انہوں نے اپنا سُرخ رومال نکالا اور اپنے سَر پر باندھ لیا یہ دیکھ کر انصار نے کہا ابودجانہؓ نے موت کی پٹی نکال لی اور ان سے لوگ اسی طرح کہا کرتے تھے جب یہ پٹی لپیٹتے تھے، حضرت ابودجانہؓ یہ شعر گنگناتے ہوئے نکلے،

انا الذی عاهدنی خلیلی ۱ ونحن بالسفح لدی النخیل

ان لا اقوم الدهر فی الکیول ۲ اضرب بسیف الله والرسول

ترجمہ اشعار

۱۔ میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیلؐ نے عہد لیا ہے درانحالیکہ ہم لوگ پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے نزدیک ہیں؟

۲۔ یہ کہ میں زندگی بھر آخری صف میں نہ کھڑا ہوں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار سے وار کرتا ہی رہوں گا۔

اس کے بعد انہوں نے یہ کام شروع کر دیا کہ جس کسی بھی کافر سے ملتے اسے قتل کر دیتے مشرکین میں ایک آدمی ایسا تھا کہ جب کسی زخمی کو پاتا اس کو بالکل ہی شہید کر دیتا۔ یہ کافر اور ابودجانہؓ جنگ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آگئے میں نے اللہ پاک سے دُعا کی کہ کسی طرح اللہ پاک ان دونوں کو جمع کر دے چنانچہ وہ دونوں ملے۔ ایک دوسرے سے ٹکرائے اور ان میں تلوار کا وار چلا مشرک نے ابودجانہؓ پر وار کیا۔ یہ ڈھال کے ذریعے اس وار سے بچے ان کی ڈھال میں اُس کی تلوار گھس گئی۔ حضرت ابودجانہؓ نے اس پر وار کرکے اُس کو قتل کر ڈالا، پھر میں نے ابودُجانہؓ کو دیکھا کہ تلوار کو ہند بنت عتبہ کے سر پر رکھا اور پھر تلوار کو اس سے ہٹا لیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے (کہ انہیں کارناموں کے لئے تلوار ابودجانہؓ کو دی تھی)۔

---

[1] کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۶۔

موسیٰ[۱] بن عقبہ رضؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب اس تلوار کو پیش کیا تو آپ ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو اُن کو نہ دی پھر حضرت زبیر رضؓ نے طلب کیا ان کو بھی آپ ﷺ نے نہ دی، اس بات سے یہ دونوں اپنے جی میں بہت رنجیدہ ہوئے۔ تیسری مرتبہ پھر آپ ﷺ نے تلوار پیش کی تو ابو دجانہ رضؓ نے طلب کی آپ ﷺ نے ابو دجانہ رضؓ کو عطا فرمائی ابو دجانہ رضؓ نے اس تلوار کا حق ادا کر دیا' راوی کہتے ہیں کہ لوگ یوں گمان کرتے ہیں کہ کعب بن مالک رضؓ نے کہا کہ میں بھی ان مسلمانوں کے ہمراہ تھا جو جہاد کے لئے نکلے تھے جب میں نے دیکھا کہ مشرکین اور مسلمانوں کے مقتولین کی تعداد برابر سی ہے میں اوٹ لے کر ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا جو سارے ہتھیاروں سے لیس ہے اور مسلمانوں کو آگے آگے لے رکھا ہے اور وہ اپنے لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ ان کو ایک جگہ کر دو جس طرح کہ بکریوں کا ریوڑ ایک جگہ کیا جاتا ہے' اچانک ایک مسلمان اس کا منتظر تھا جو زرہ پہنے ہوئے تھا میں چلا اور اس کے پیچھے ہو گیا پھر میں کھڑا ہو کر اس مسلمان اور اس کافر کو دیکھ رہا تھا۔ کافر سامان اور ہیئت میں اس مسلمان سے بہت زیادہ تھا ابھی مجھے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے دیر نہ لگی تھی کہ یہ دونوں بھڑ گئے اور اس مسلمان نے اُس کافر کے کندھے کی رگ پر ایک تلوار ماری جو اس کے سُرین تک پہنچ گئی اور اُس کافر کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر اُس مسلمان نے اپنے چہرے سے خود ہٹائی اور مجھ سے کہا اے کعب! تم نے دیکھا میں ہوں ابو دجانہ رضؓ۔

شجاعت حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت[۲] قتادہ رضؓ بن نعمان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کمان بطور ہدیہ آئی۔ آپ ﷺ نے غزوۂ احد میں وہ مجھے عنایت فرمائی میں نے اس کمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی یہاں تک تیر چلائے کہ اس کمان کا ایک کنارا ٹوٹ گیا اور میں برابر آپ ﷺ کے سامنے اپنی اسی جگہ کھڑے ہوئے تیروں کو اپنے منہ پر لے رہا تھا جب کبھی کوئی تیر آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف آتا تو میں اپنا سر سامنے کر دیتا تاکہ میں حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کو بچاؤں کہ تیر اندازی نہ کر سکوں تو حضور ﷺ کا بچاؤ ہی کرتا رہوں) ان میں سے آخری تیر میری آنکھ میں لگا اور آنکھ کا ڈھیلا میری ہتھیلی پر آ پڑا۔ میں اسے ہتھیلی پر رکھے ہوئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب اُس کو آپ ﷺ نے میری ہتھیلی میں دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں

---

[۱] کمافی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۷ [۲] اخرج الطبرانی۔

آنسوؤں سے ڈبڈبا اُٹھیں اور آپ نے فرمایا اے میرے اللہ! قتادہؓ نے تیرے نبی کا اعزاز اپنے چہرہ سے کیا، تو اس کی اس آنکھ کو اچھا اور اس کی نظر تیز کر دے، چنانچہ ان کی وہ آنکھ نہایت اچھی اور بینائی بہت تیز ہوگئی [1]

ایک دوسری[2] روایت میں ہے کہ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں یوم اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل چہرے کے سامنے کھڑا ہوا تھا آپ کے چہرۂ مبارک کو اپنے چہرہ کے ذریعے بچاتا تھا اور ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ آپ کی پشت کو اپنی پشت سے بچا رہے تھے اور ان کی تمام پشت تیروں سے بھر گئی تھی یہ یوم اُحد کا قصہ ہے [3]

شجاعت حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرت[4] سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ میں آیا میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت رباحؓ دونوں چلے اور میں حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا، میرا ارادہ تھا کہ اس کو بھی حضورؐ کے اونٹوں کے ساتھ چرا لاؤں جب رات کی اندھیری ہوئی عبدالرحمٰن بن عیینہ نے حضورؐ کے اونٹوں پر لوٹ ڈال دی اور ان کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اس نے اونٹوں کو ان لوگوں کے ہمراہ جو اُس کے ساتھ تھے ہنکانا شروع کر دیا میں نے رباحؓ سے کہا کہ لے اس گھوڑے پر بیٹھ اور اسے حضرت طلحہؓ کو پہنچا دے اور حضورؐ کو اطلاع دے دینا کہ آپ کے چرنے والے اونٹ لٹ گئے اور میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منھ کر کے تین مرتبہ آواز دی یاصباحاہ! (یہ امداد طلب کرنے کے موقع پر آواز لگاتے ہیں) حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے فراریوں کا پیچھا کیا۔ میرے پاس میری تلوار اور تیر تھے میں نے ان پر تیر اندازی شروع کی اور ان کو زخمی کرتا ہوا ان کے پیچھے چلا یہ اُس جگہ کی بات ہے جہاں درخت کثرت سے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی سوار میری طرف کوٹتا درخت کی آڑ میں بیٹھ کر میں اس کو تیر مارتا کوئی سوار میری طرف نہیں بڑھا۔ مگر میں نے اس کو زخمی کیا، اور میں تیر مارتا جاتا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا،

انا ابن الاکوع　　　والیوم یوم الرضع

---

[1] قال الہیثمی ج ۶ صفہ ۱۱۳ وفیہ من لم اعرفہ [2] وعندہ ایضاً عنہ [3] قال الہیثمی وفیہ من لم اعرفہ [4] اخرج الامام احمد۔

ترجمہ :۔ "میں ابن اکوع ہوں اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرانے کا دن ہے"۔
میں اُن میں سے جس آدمی سے ملتا اسے تیر مارتا اور وہ اپنی سواری پر ہوتا۔ میرا تیر پیروں میں گرتا یہاں تک کہ میں اُس کو اٹھا کر اس کے بازوؤں میں چبھوتا اور کہتا :۔

خذھا وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

ترجمہ :۔ "اسے لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرادے گا"۔
جب میں درختوں کی اوٹ میں ہوتا ان کو تیروں سے بھون دیتا اور جب گھاٹی تنگ پڑگئی میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھر باری شروع کردی یہی میرا اور ان کا حال تھا اور میں ان کے پیچھے پیچھے جارہا تھا اور رجز پڑھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ اللہ پاک نے یہ جتنے اونٹ آپؐ کے لئے پیدا کئے تھے ان سب اونٹوں کو میں نے اپنے پیچھے کرلیا اور ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیا، اور اب بھی میں ان پر تیر مار رہا تھا یہاں تک کہ وہ تیس سے زیادہ نیزے اور تیس سے زیادہ چادریں چھوڑ کر بھاگے اس چھوڑنے کی وجہ سے وہ ہلکا ہونا چاہتے تھے اور جب کبھی وہ کوئی چیز ڈالتے میں اس پر علامت کے لئے ایک پتھر رکھ دیتا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی طرف کردیتا یہاں تک کہ جب چاشت کا وقت کسی قدر زیادہ ہوگیا ان لوگوں کے پاس عیینہ بن بدر فزاری ان کی مدد کے لئے آپہنچا اور یہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں تھے میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور ان سے اونچا ہوگیا عیینہ نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے جس کو میں دیکھ رہا ہوں ؟ ان لوگوں نے کہا ہمیں تو اس آدمی سے بڑی سختی پہونچی ہے اس نے صبح سے اس وقت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا اور اس نے جو کچھ ہمارے ہاتھ میں تھا سب لے کر اپنے پس پشت کردیا، عیینہ بولا، اگر اسے یہ خیال نہ ہوتا کہ اس کے پیچھے ایک جماعت ہے تو تم کو چھوڑ دیتا، تمہیں چاہئے کہ چند آدمی تم میں سے اس کے پاس جائیں چنانچہ ان میں سے چار آدمی ان کی طرف چلے اور پہاڑی پر چڑھے جب وہ میرے اتنے قریب آئے کہ میری آواز سُن لیں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو ؟ انہوں نے کہا کہ تو کون ہے ؟ میں نے کہا میں اکوع کا بیٹا ہوں اور قسم اُس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بزرگ بنایا ہے تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو مجھے طلب کرے اور پکڑ لے اور تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ میں اسے طلب کروں اور وہ بچ جائے۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے اُس مقام میں یہاں تک بیٹھا رہا کہ مجھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار درختوں کے جھنڈ میں آتے ہوئے دکھائی دیئے، ان سب کے آگے اخرم اسدیؓ تھے اور ان کے پیچھے حضورؐ کے سوار ابو قتادہؓ اور ان کے پیچھے مقدادؓ بن اسود کندی تھے یہ دیکھ کر مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگے، میں پہاڑ سے اترا اور میں نے اخرمؓ کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور میں نے کہا اے اخرم! ان لوگوں سے بچاؤ حاصل کرو، مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر دیں اتنا انتظار کیجئے کہ حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ آجائیں حضرت اخرمؓ نے فرمایا اے سلمہ! اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاچکا ہے اور تو جانتا ہے کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میری اور میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی۔ یہ عبدالرحمٰن بن عیینہ کی طرف لپکے اور عبدالرحمٰن ان کی طرف لپکا دونوں میں نیزہ بازی ہوئی۔ حضرت اخرمؓ نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے کے پیر زخمی کر دیئے اور عبدالرحمٰن نے انہیں نیزہ مار کر شہید کر دیا اس کے بعد عبدالرحمٰن حضرت اخرمؓ کے گھوڑے پر منتقل ہوا اتنے میں ابو قتادہؓ نے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا ان دونوں میں نیزہ بازی ہوئی اس نے حضرت ابو قتادہؓ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ انہوں نے اُسے قتل کر دیا اور اس کے بعد اخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر میں بھی بھاگتا ہوا ان لوگوں کے پیچھے چلا اور اتنی دور ان کے پیچھے جالیا کہ صحابہ کرامؓ کا غبار تک نہ دکھائی دیتا تھا، اور یہ فراری سورج چھپنے سے پہلے ایک ایسی گھاٹی کی طرف پھرے جس میں پانی تھا جس کو ذو قرد کہتے ہیں ان لوگوں نے اس میں پانی پینے کا ارادہ کیا اور مجھے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے بھاگا چلا آرہا ہوں یہ اُس گھاٹی سے ہٹ گئے اور ثنیہ ذی بیر میں جاکر انہوں نے پناہ لی۔ سورج غروب ہو گیا اور میرے سامنے ان کا ایک آدمی آیا اسے میں نے تیر مارا اور کہا:۔

خذھا وانا ابن الاکوع   والیوم یوم الرضع

ترجمہ:۔ ”یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن چھٹی کا دودھ یاد دلادے گا“

ابنؓ اکوع کہتے ہیں اس نے کہا اکوع کی ماں صبح نہ پائے میں نے کہا ہاں، اے اپنے نفس کے دشمن! اور وہ وہی آدمی تھا جس کو میں نے صبح بھی تیر مارا تھا۔ اس پر میں نے ایک دوسرا تیر جڑا دونوں تیر اس میں پیوست ہو گئے، دو گھوڑے یہ اور چھوڑ گئے میں ان دونوں گھوڑوں کو ہنکا کر حضورؐ کے پاس لایا، آپؐ ذو قرد کے چشمہ پر تھے جہاں سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پانچ سو کا لشکر تھا اور

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ ذبح کر رکھا تھا جن کو میں نے اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور وہ حضورؐ کے لئے اُس کا جگر اور کوہان بھون رہے تھے، میں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کے صحابہؓ میں سے سو آدمی چُن لوں اور عشاء کے وقت کفار پر حملہ کر دوں ان میں سے کوئی بھی خبر دینے والا نہ بچے گا مگر سب کو میں قتل کر دوں گا، آپؐ نے فرمایا اے سلمہؓ! کیا تم ایسا کر گزرو گے؟ میں نے کہا جی ہاں، اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو بزرگ بنایا ہے یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپؐ کی ڈاڑھ مبارک اس طرح پر چمکتی ہوئی دیکھی جیسے دن کی روشنی میں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ وہ لوگ اب سرزمین غطفان میں ٹھہرے ہیں اتنے میں غطفان سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ وہ لوگ فلاں غطفانی پر گذرے اور اس غطفانی نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا جب ان لوگوں نے اس اونٹ کی کھال نکالنی شروع کی تو ان لوگوں کو ایک غبار اُڑتا ہوا دکھائی دیا تھا وہ اس ذبیحہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر جب ہم لوگوں نے صُبح کی، حضورؐ نے فرمایا ہمارے بہترین سواروں میں ابو قتادہؓ ہیں اور بہترین پیادوں میں سلمہ رضی اللہ عنہما ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار اور پیادہ دونوں کا حصہ دیا۔ پھر آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے عضبا اونٹنی پر بٹھالیا اور ہم لوگ مدینہ کی طرف چل پڑے جب ہم لوگوں کے اور مدینہ کے درمیان اتنا قریب فاصلہ رہ گیا کہ ہم چاشت کے وقت تک مدینہ پہنچ لیتے ہم لوگوں کے ساتھ ایک انصاری صحابیؓ تھے اور وہ کبھی بھاگ میں پیچھے نہیں رہے تھے۔ انہوں نے آواز دینی شروع کی، کوئی ہے دوڑ لگانے والا؟ ہے کوئی آدمی کہ مدینہ تک کی دوڑ میں مجھ سے بازی لے جائے؟ جب انہوں نے کئی مرتبہ یہ کہا میں حضورؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، میں نے اُس سے کہا کیا تو بڑے کا بڑا پا نہیں رکھتا؟ اور کیا تجھے شریفوں کی ہیبت نہیں؟ انہوں نے کہا سوائے حضورؐ کے اور کسی کی نہیں، حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس سے بازی لگاؤں آپؐ نے فرمایا جیسی تیری مرضی ہو، میں نے کہا میں تیرے ساتھ دوڑ لگاؤں گا، وہ اپنی سواری پر سے کودا اور میں نے بھی اپنے پیر موڑ لئے اور اونٹنی سے کودا، پھر میں نے اسے ایک دوڑ یا دو دوڑ تک مہلت دی یعنی اُس سے اپنے کو پیچھے رکھا پھر میں دوڑ کر اس سے مل گیا اور اس کے دونوں بازوؤں پر اپنے ہاتھ مارے اور میں نے کہا خدا کی قسم اب تو میں

تجھ سے آگے بڑھایا اسی جیسی کوئی اور بات میں نے کہی پس وہ ہنسا اور کہا کہ میرا بھی یہی گمان ہے یہاں تک کہ ہم مدینہ کے قریب آگئے، اور مسلم میں ہے کہ مدینہ پہنچکر میں اس سے آگے بڑھ گیا، اس کے بعد ہم لوگ تین دن نہ ٹھہرے تھے کہ غزوۂ خیبر کے لئے نکلے [۱]

شجاعتِ ابو حدرد یا عبداللہ ابن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ

ابو حدرد[۲] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی اور مہر میں اس کے لئے دو سو درہم مقرر کئے، اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ آپ اس نکاح کے مہر میں امداد فرمائیں آپؐ نے دریافت فرمایا کتنا مہر مقرر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم، یہ سن کر آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ! خدا کی قسم اگر تم وادی کی کسی عورت سے شادی کرتے تو مہر میں زیادتی نہ کرتے خدا کی قسم میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں تمہاری مدد کرسکوں، اس کے بعد میں چند دنوں ٹھہرا رہا پھر ایک آدمی قبیلہ جشم بن معاویہ میں سے آیا جس کا نام رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ تھا جشم کے بڑے خاندانوں میں سے تھا، وہ اپنی قوم کے پاس آکر غابہ میں ٹھہرا مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے، اس کا ارادہ تھا کہ قبیلۂ قیس کو حضورؐ کے خلاف جنگ پر جمع کرے یہ شخص نام آور اور قبیلہ جشم میں بڑی شرافت والا تھا راوی کہتے ہیں کہ مجھ کو اور دو مسلمانوں کو حضورؐ نے بلاکر فرمایا کہ تم لوگ اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کی پوری خبر میرے پاس لاؤ اور آپؐ نے ہمارے لئے ایک بوڑھی اونٹنی جو نہایت کمزور اور دبلی تھی پیش فرمائی اور ہم میں سے ایک کو اس پر بٹھادیا یہ اونٹنی کمزوری کے باعث اسے بھی لے کر نہ کھڑی ہوئی جب تک کہ لوگوں نے اسے پیچھے سے دھکا نہ دیا یہاں تک کہ وہ کھڑی ہوئی اگرچہ وہ کھڑے ہونے کے قابل نہ تھی، اور آپؐ نے فرمایا کہ اس پر چڑھ کر جاؤ چنانچہ ہم تینوں نکلے اور ہمارے ساتھ ہتھیار تیر اور تلوار تھے جب ہم مقام حاضر کے قریب ہوئے تو آفتاب بھی غروب ہوگیا تھا میں ایک گوشہ میں چھپ رہا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ بھی دوسرے گوشہ میں جو قوم کے سامنے تھا چھپ گئے اور میں نے ان دونوں سے کہدیا تھا کہ جب تم مجھے سنو کہ میں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اس لشکر پر حملہ کردیا ہے تو تم دونوں بھی نعرۂ تکبیر پڑھنا اور میرے ساتھ حملہ کردینا، پس خدا کی قسم ہم اسی

[۱] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۱۵۲ [۲] اسند ابن اسحاق۔

انتظار میں تھے کہ کچھ روشنی دیکھیں یا کچھ اور دیکھیں اور رات تاریک ہو چکی تھی۔ یہاں تک کہ عشاء کی اندھیری ختم ہو چکی تھی، اس قوم کا ایک چرواہا تھا جو جانور چرانے کے لئے اس آبادی سے باہر گیا ہوا تھا اس نے ان کے پاس آنے میں دیر کر دی تھی ان لوگوں کو اس پر خطرہ محسوس ہوا تو ان کا وہی سردار رفاعہ بن قیس کھڑا ہوا اور اپنی تلوار لے کر گردن میں لٹکائی اور کہا کہ ہم اپنے چرواہے کا حال ضرور معلوم کریں گے اسے شاید کوئی مصیبت پہنچی ہے، جو لوگ رفاعہ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا خدا کی قسم تو نہ جا ہم تیری طرف سے دیکھ کر آتے ہیں اس نے کہا نہیں میں ہی جاؤں گا، ان لوگوں نے کہا تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں اس نے قسم دے کر کہا کہ تم میں سے کوئی بھی میرے پیچھے نہ چلے اور نکل کھڑا ہوا، یہاں تک کہ میرے قریب گزرا جب مجھے اس پر قابو ہو گیا میں نے اسے تیر مارا اور وہ تیر اس کے دل پر جا لگا پس خدا کی قسم اس کی زبان سے ایک کلمہ بھی نہ نکلا میں نے لپک کر اس کا سر کاٹ دیا پھر میں نے اس لشکر کی ایک جانب حملہ کیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا میرے دونوں ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا، پس خدا کی قسم جتنے لوگ تیرے نزدیک اس لشکر میں ہو سکتے تھے انہیں خلاصی کی سوجھی، جہاں تک ان سے ہو سکا اپنی عورتیں اور اپنے بیٹے اور جو سامان ہلکا معلوم ہوا اسے لے کر فرار ہو گئے اور ہم لوگوں نے بہت سے اونٹ اور بکثرت مالِ غنیمت اکٹھا کیا اور ان سب کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں رفاعہ کے سر کو بھی اپنے ساتھ لاد کر لایا۔ حضورؐ نے مجھے تیرہ اونٹ بیوی کی مہر میں دیئے میں نے اپنی گھر والی کو جا کر دے دیئے [1]

شجاعت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ موتہ میں نو تلواریں میرے ہاتھ سے ٹوٹیں، میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی تلوار باقی رہی تھی [2]
اوس بن [3] حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عرب کے لئے ہُرمز سے زیادہ کوئی بڑا دشمن نہ تھا جب ہم لوگ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے قصہ سے فارغ ہو چکے تو بصرہ کی طرف

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۲۲۳ واخرجہ ایضا الامام احمد وغیرہ الاان عندہ عبداللہ بن ابی حدردؓ کما فی الاصابۃ ج ۲ صفہ ۲۹۵۔ [2] واخرجہ ابی شیبۃ کما فی الاستیعاب ج ۱ صفہ ۴۰۸ والحاکم ج ۳ صفہ ۴۲ وابن سعد ج ۴ صفہ ۲۔ [3] واخرج الحاکم ج ۳ صفہ ۲۹۹۔

متوجہ ہوئے ہم لوگ ہُرمز سے موضع کاظمہ میں ملے جو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تھا، اس کے مقابلہ کے لئے حضرت خالدؓ نکلے اور اپنے سے مقابلہ کرنے کے لئے آواز دی ان کے مقابلہ کے لئے ہُرمز نکلا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے اس کو قتل کر دیا اور اس بات کو لکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہُرمز کا تمام سامان حضرت خالدؓ کو بطور نفل (حصۂ غنیمت سے زائد انعام) دیا اس کے تاج کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ اہلِ فارس جب کسی کو بڑا منصب عطا کرتے تھے اس کے لئے ایک لاکھ درہم کا تاج تیار کرتے تھے۔

واقدیؒ ابوزناد سے روایت کرتے ہیں کہ ابوزناد نے کہا جب حضرت خالدؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو روئے اور انہوں نے کہا میں ایسے ایسے معرکوں میں حاضر ہوا اور میرے جسم پر بالشت برابر کوئی حصہ نہیں بچا کہ جس میں تلوار یا تیر یا نیزہ کا زخم نہ ہو اور یہ دیکھو میں بستر پر اپنی موت مر رہا ہوں جس طرح پر اونٹ مرتا ہے پس خدا کرے بُزدلوں کی آنکھوں کو نیند نہ آئے [1]

شجاعت حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت[2] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ یمامہ میں حضرت براءؓ سے حضرت خالدؓ نے کہا کہ اے براء! کھڑے ہو جاؤ، یہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد کہا اے مدینہ والو! آج کے دن تمہارے لئے مدینہ نہیں آج تو اللہ وحدہٗ اور جنت ہے یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ حملہ کیا۔ یمامہ والوں کو شکست ہوگئی، اس کے بعد حضرت براءؓ کو یمامہ کا سردار ملا اس کو حضرت براءؓ نے مارا اور پچھاڑ دیا، پھر اُس کی تلوار لے کر دوبارہ اس پر وار کر کے اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

بغوی میں ہے کہ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کی جنگ کے دن میرے سامنے ایک آدمی آیا جس کو حمار یمامہ کہا جاتا تھا یہ بڑا بھاری بھرکم انسان تھا، اس کے ہاتھ میں ایک چمکدار تلوار تھی۔ میں نے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری پس گویا کہ میں نے تلوار مارنے میں خطا کی اور گویا چونچ سی لگا دی، وہ اپنی گُدی کے بل گر پڑا میں نے اس کی تلوار لی

---

[1] کذا فی البدایۃ ج ۷ صفحہ ۱۱۴ [2] اخرج السراج فی تاریخہ۔

اور اپنی تلوار میان میں رکھی۔ اس کی تلوار سے میں نے ایک ہی ضرب لگائی کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ؎۱

ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ پناہ لینے کے لئے ایک باغ میں گھس گئے جس میں اللہ کا دشمن مسیلمہ بھی تھا۔ حضرت براءؓ نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! مجھے ان لوگوں پر یہاں سے پھینک دو۔ چنانچہ انہیں دیوار پر اٹھایا گیا جب یہ دیوار پر چڑھ گئے اندر کی جانب کود پڑے اور ان سے اسی باغ میں یہاں تک لڑے کہ اس کا دروازہ مسلمانوں کے لئے کھول دیا اور مسلمان اندر گھس گئے اور اللہ پاک نے مسیلمہ کا کام تمام کرا دیا۔ ؎۲

محمدؒ بن سیرین بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر باغ تک پہنچا اس کا دروازہ بند تھا اور اس میں مشرکین جمع تھے۔ حضرت براء بن مالکؓ ڈھال پر بیٹھ گئے اور فرمایا تم لوگ نیزوں سے مجھے اٹھاؤ اور ان کی طرف ڈال دو۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کو اسی طرح نیزوں پر اٹھایا اور ان کو دیوار کے پیچھے سے باغ میں ڈال دیا، مسلمانوں نے ان کو (دروازہ کھلنے پر) اس حال میں پایا کہ یہ دس مشرکین کو قتل کر چکے تھے۔ ؎۳

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے لکھا کہ تم لوگ براءؓ بن مالک کو امیر کیوں نہیں بناتے ہو؟ یہ ہلاکیوں میں سے ایک ہلاکی ہیں ان کو لے کر آگے بڑھو۔ ؎۴

شجاعت حضرت ابی محجن ثقفی رضی اللہ عنہ

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ابو محجنؓ ثقفی پر ہمیشہ شراب پینے کے معاملے میں کوڑا لگتا جب لوگ ان کی اس بات سے تنگ آ گئے تو انہیں قید کر دیا اور باندھ دیا جب جنگِ قادسیہ چھڑی اور انہوں نے دیکھا کہ مسلمان جہاد میں لگ گئے تو انہیں یہ خیال گزرا کہ کفار نے مسلمانوں کو انتہائی مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی باندی یا بیوی کے پاس کسی کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ ابو محجن آپ سے کہتا ہے کہ اگر آپ اس کے لئے راستہ کھول دیں اور اس کو گھوڑے پر بٹھا دیں اور اسے ہتھیار دے دیں تو البتہ ابو محجن وہ پہلا آدمی ہو گا جو تمہاری طرف

؎۱ کذا فی الاصابۃ ج ۱ صفحہ ۱۴۳ ؎۲ وعند ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۱ صفحہ ۱۳۸۔ ؎۳ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفحہ ۴۴ ؎۴ واخرج ابن سعد کما فی منتخب الکنز ج ۵ صفحہ ۱۴۴ ؎۵ اخرج عبدالرزاق۔

لوٹ کر آئے ہاں اگر شہید کر دیا گیا تو دوسری بات ہے، اور یہ شعر پڑھنا شروع کئے :-

کفی حزنا ان تلتقی الخیل بالقنا ۱ وأترک مشدودا علی وثاقیا

اذا قمت عنانی الحدید وغلقت ۲ مصارع دونی قد تصم المنادیا

ترجمہ اشعار

۱۔ رنج منانے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ سوار نیزے لے لے کر جنگ میں شریک ہوں اور مجھے بندھنوں میں باندھ کر چھوڑ دیا جائے

۲۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو زنجیریں مجھے مشقت میں ڈال دیتی ہیں اور جنگ کرنے کے دروازے میرے اوپر بند کر دیئے گئے ہیں، اور میری طرف سے پکار کر کہنے والا بہرا کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ وہ دوسری عورت یہ پیغام لے کر حضرت سعدؓ کی بیوی کے پاس گئی ان کی بیوی نے ان کی زنجیریں کھول دیں اور جو گھوڑا گھر میں تھا وہ سواری کے لئے دیا اور ہتھیار دیئے، یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے جا ملے اور جس آدمی پر بھی حملہ کرتے تھے اسے قتل کر دیتے تھے اور اس کی کمر توڑ دیتے تھے، حضرت سعدؓ نے ان کی طرف دیکھا اور ان سے بڑا تعجب کیا اور کہنے لگے کہ یہ سوار کون ہے؟ ابھی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اللہ پاک نے کفار کو شکست دے دی، ابو محجنؓ جلدی سے لوٹے اور ہتھیار واپس کئے اور اپنے پیر میں اسی طرح بیڑی ڈال لی جیسے کہ تھی، جب حضرت سعدؓ آئے تو ان سے ان کی بیوی یا ان کی باندی نے کہا تمہاری لڑائی کیسی رہی؟ انہوں نے ان سے بتانا شروع کیا اور کہہ رہے تھے کہ یوں مصیبت اٹھائی یوں مشقت جھیلی، یہاں تک کہ اللہ پاک نے ایک آدمی کو چتکبرے گھوڑے پر سوار بھیجا (اور اس کے ذریعہ ہماری فتح ہوئی) اگر میں ابو محجنؓ کو زنجیروں میں بندھا ہوا نہ چھوڑ گیا ہوتا تو مجھے گمان ہوتا کہ یہ بعض حملے ابو محجنؓ کی طرف سے ہوئے ہیں۔ گھر والی نے کہا خدا کی قسم وہ ابو محجنؓ ہی تھے، اور انہوں نے اس اس طرح پر (مجھ سے) کہا اور سارا قصہ ان سے کہہ سنایا حضرت سعدؓ نے ابو محجنؓ کو بلایا اور ان کی زنجیر کھول دی اور کہا خدا کی قسم اب شراب نوشی پر میں تمہیں کبھی کوڑے نہ لگاؤں گا، ابو محجنؓ نے کہا خدا کی قسم میں بھی اب کبھی شراب نہ پیوؤں گا، مجھے تو شراب کے چھوڑنے سے کراہیت محض تم لوگوں کے کوڑے کی وجہ سے تھی، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی لہ

لہ کذا فی الاستیعاب ج ۴ صفہ ۱۸۴ وسندہ صحیح کما فی الاصابۃ ج ۴ صفہ ۱۷۴

محمدؒ[1] بن سعدؒ کی ایک طویل روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے کہ ابو محجنؓ چلے یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے جس جانب بھی یہ حملہ کرتے تھے اللہ پاک کفار کو شکست دیتا تھا لوگوں نے کہنا شروع کیا یہ کوئی فرشتہ ہے اور حضرت سعدؓ دیکھ رہے تھے انہوں نے کہا گھوڑے کی کود چتکبرے گھوڑے جیسی ہے اور حملہ ابو محجنؓ جیسا حملہ ہے۔ لیکن ابو محجنؓ تو قید میں ہے جب دشمنوں کو شکست ہوئی ابو محجنؓ نے واپس آکر اپنے پیر بیڑیوں میں ڈال لئے۔ حضرت سعدؓ کو خصفا کی بیٹی نے ان تمام باتوں کی اطلاع دی جو ابو محجنؓ نے کی تھیں حضرت سعدؓ نے کہا خدا کی قسم آج اللہ پاک نے مسلمانوں کی امداد ان جیسی کسی سے نہیں کرائی راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے ان پر سے قید و بند ہٹا لی ابو محجنؓ نے کہا میں شراب نوشی اس وقت کیا کرتا تھا جب حد لگا کر مجھے اس سے پاک کیا جاتا تھا لیکن جب تم نے مجھے پوری آزادی دے دی پس خدا کی قسم اب میں شراب نہیں پیونگا[2] ایک اور روایت میں ہے لوگوں نے انہیں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ گمان کیا تھا[3]۔

ایک[4] اور روایت میں ان اشعار میں کچھ زیادتی بھی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے بہت سخت لڑائی لڑی اور یہ تکبیر پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے ان کے سامنے کوئی کافر ٹھہر نہیں سکا اور کفار کو انہوں نے بُری طرح سے پچھاڑا لوگوں نے ان سے بڑا تعجب کیا اور کوئی انہیں پہچان نہیں رہا تھا[5]

شجاعت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حضرت[6] ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو ایک پتھر پر دیکھا یہ اُس پر چڑھ کر آواز دے رہے تھے اے مسلمانوں کے گروہ! کیا تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسرؓ ہوں، کیا تم لوگ جنت سے بھاگ رہے ہو؟ میں عمار بن یاسر ہوں آؤ میری طرف آؤ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کے کانوں کی طرف دیکھ رہا تھا ان کا کان کٹ گیا تھا اور حرکت کھا رہا تھا اور وہ نہایت سخت لڑائی لڑ رہے تھے۔

---

[1] واخرجہ ایضا ابو احمد الحاکم [2] واخرجہ ایضا ابن ابی شیبۃ بہذا السند [3] ومن طریقہ اخرجہ ابن عبد البر فی الاستیعاب ج۴ صفحہ ۱۸۷ [4] وذکرہ سیف فی الفتوح وساق القصۃ مطولا۔ [5] کذا فی الاصابۃ۔ [6] اخرج الحاکم ج۳ صفحہ ۳۸۵ واخرجہ ایضاً ابن سعد ج۳ صفحہ ۱۸۱ مثلہ۔

حضرت[1] ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگِ صفین میں حاضر ہوئے اور حضرت علیؓ نے دو آدمی ہمارے ہمراہ کر دیئے تھے جب قوم سے غفلت ہوتی حضرت علیؓ مخالفین پر حملہ کرتے اور تلوار کو خون آلود کر کے واپس ہوتے اور فرماتے اے مسلمانو! مجھے معذور سمجھو میں اُس وقت تک نہیں لوٹتا یہاں تک کہ میری تلوار خون سے آلودہ ہو کر کاٹنے کے قابل نہیں رہ جاتی۔ حضرت ابو عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمار اور ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور حضرت علیؓ دونوں صفوں کے درمیان چل رہے تھے تو حضرت عمارؓ نے کہا اے ہاشم! خدا کی قسم اس آدمی کا امر پلٹ کر رہے گا اور اس کا لشکر رسوا ہو کر رہے گا پھر کہا اے ہاشم! جنت چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے ہے آج کے دن ہم اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت سے ملیں گے، اے ہاشم! تو کانا ہے اور کانے میں بھلائی نہیں، جو لڑائی میں نہیں چلتا، راوی کہتے ہیں ہاشم نے جھنڈا ہلایا اور کہا:۔

اعور یبغی اھلہ محلا ۔ قد عالج الحیاۃ حتی ملا

لابد ان یفل او یفلا

ترجمہ:۔ "کانا اپنے اہل کے لئے محل کا متلاشی ہے زندگی کی تیمارداری کرتے کرتے اس کا جی بھر گیا ہے،

اب اس کے لئے ضروری ہے کہ شکست دے یا شکست کھائے۔"

پھر صفین کی وادیوں میں سے کسی وادی کی طرف چلے، حضرت ابو عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو میں نے دیکھا کہ حضرت عمارؓ کا اس طرح پر اتباع کر رہے تھے گویا کہ عمارؓ ان کے لئے جھنڈا ہیں۔

ابن[2] جریر کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمارؓ کو دیکھا کہ صفین کی وادیوں میں سے جس وادی کی طرف چلے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے ہو لئے اور میں نے ان کو دیکھا کہ یہ ہاشمؓ بن عتبہ کے پاس آئے جو حضرت علیؓ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے اور کہا اے ہاشم! آگے بڑھو، جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور موت نیزوں کے کنارے پر ہے جنت کے دروازے کھولے جا چکے ہیں اور حورِ عین مزین ہو چکی ہیں آج ہی کے دن ہم اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے، پھر انہوں نے اور ہاشمؓ نے دونوں نے حملہ کیا اور دونوں شہید کئے گئے، راوی کہتے ہیں

[1] واخرجہ ایضا ج ۳ صفہ ۳۹۴ [2] کما فی البدایۃ ج ۷ صفہ ۲۶۹

کہ اس وقت حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے اہلِ شام پر ایک دم سے ایک آدمی کی طرح پر حملہ کیا۔ حضرت عمارؓ اور ہاشمؓ شہید ہوئے وہ دونوں لوگوں کے لئے گویا کہ جھنڈا تھے [۱]

شجاعت حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ عنہ

حضرت مالک [۲] بن عبداللہ خثعمیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگِ یرموک میں کسی مقابلہ میں آنے والے کو ایک آدمی سے زیادہ شریف نہیں دیکھا اس آدمی کی طرف ایک بڑا بھاری بھرکم عظیم الجثہ کافر نکلا اس شخص نے اس کافر کو قتل کر دیا۔ پھر دوسرا کافر آگے بڑھا اسے بھی قتل کر دیا پھر کفار شکست کھا گئے، اس آدمی نے ان کا پیچھا کیا اس کے بعد اپنے بڑے خیمہ کی طرف واپس آیا اور گھوڑے سے اُتر کر بڑے بڑے طشت منگوائے اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ عمرو بن معدیکربؓ ہیں قیس [۳] بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں جنگِ قادسیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت سعدؓ امیر لشکر تھے عمرو بن معدیکربؓ مسلمانوں کی صفوں کا چکر کھاتے اور کہتے اے جماعتِ مہاجرینؓ! تم لوگ سخت شیر بن جاؤ اس لئے کہ سوار جب اپنا نیزہ ڈال دیتا ہے نا اُمید ہو جاتا ہے، اتنے میں انہیں عجمیوں کے سرداروں میں سے ایک سردار نے تیر مارا وہ تیر ان کی کمان کے کونہ پر لگا اس پر عمرو بن معدیکربؓ نے حملہ کر دیا اور اُسے ایسا نیزہ مارا کہ اس کی پیٹھ سے پار نکل گیا۔ انہوں نے اس کی طرف اُتر کر اس کا سامان لیا، ابن عساکر کی ایک طویل روایت میں اس طرح ہے کہ اچانک ان کے پاس ایک تیر آیا اور ان کی زین کے بالائی حصے پر لگا۔ انہوں نے تیر مارنے والے پر حملہ کیا اور اس کو پکڑا جیسا کہ باندی پکڑی جاتی ہے اور اس کو دونوں صفوں کے درمیان رکھ کر اس کا سر کاٹ دیا اور (ساتھیوں سے) کہا اس طرح کیا کرو۔

عیسیٰؒ خیاط [۴] کہتے ہیں کہ عمرو بن معدیکربؓ نے جنگِ قادسیہ میں تن تنہا حملہ کر دیا اور تلوار سے کفار کے بہت آدمی مارے پھر مسلمان ان سے جا ملے اور کفار نے انہیں گھیر رکھا تھا اور وہ اپنی تلوار ان میں چلا رہے تھے، مسلمانوں کے لشکر نے کفار کو ان پر سے ہٹایا۔

---

[۱] واخرجہ ایضا الطبرانی، وابو یعلی ۔ بطولہ والامام احمد باختصار قال الہیثمی ج ۹، صفحہ ۲۴۱ رجال احمد وابی یعلی ثقات [۲] اخرج ابن عائذ فی المغازی [۳] واخرج ابن ابی شیبۃ وابن عائذ وابن السکن وسیف بن عمرو الطبرانی وغیرہم بسند صحیح [۴] وروی الواقدی۔

حضرت محمد[۱] بن سلام جمحیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ میں نے تمہاری امداد دو ہزار آدمیوں کے ساتھ کی ہے۔ ایک عمرو بن معدیکربؓ ہیں اور ایک طلیحہ بن خویلد رضی اللہ عنہما۔

ابی صالح[۲] بن وجیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ۲۱ھ میں جنگ نہاوند ہوئی ہے۔ حضرت نعمان بن مقرنؓ شہید ہوئے مسلمانوں نے شکست کھائی۔ جب حضرت عمرو بن معدیکربؓ اس دن لڑے تو فتح ہوئی۔ زخموں نے انہیں حرکت کے قابل نہ رکھا تھا چنانچہ قریہ روذہ میں ان کی وفات ہوگئی [۳]

شجاعت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت[۴] عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہؓ کی وفات ہوگئی تو عبداللہ بن زبیرؓ یزید بن معاویہؓ کی اطاعت سے دستبردار ہوگئے اور اس کو برا بھلا کہنا شروع کیا، یہ بات جب یزید کو پہنچی تو اس نے قسم کھالی کہ عبداللہ کو زنجیروں میں باندھ کر میرے پاس لایا جائے ورنہ میں اس کی طرف لشکر بھیجتا ہوں' ابن زبیر سے کہا گیا کہ ہم لوگ آپ کے لئے چاندی کی زنجیر نہ بنا دیں کہ تم اس کے اوپر کپڑے پہن لو اور یزید کو قسم سے بری کردو، تمہارے لئے صلح کرلینی بہتر ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اللہ اسے قسم سے بری نہ کرے پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا:۔

ولا الین لغیر الحق اسألہ حتی یلین لضرس الماضغ الحجر

ترجمہ:۔" میں نے کسی ناحق بات کا سوال نہیں کیا ہے کہ میں نرمی اختیار کروں اور میں ہرگز نرم نہ پڑونگا خواہ چبانے والے کی ڈاڑھ کے نیچے پتھر نرم ہو جائے"۔

اس کے بعد فرمایا خدا کی قسم تلوار سے عزت کے ساتھ مارا جانا مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت ذلت میں کوڑے لگنے کے، پھر انہوں نے کہا کہ میں خود نہیں آؤں گا تجھے آنا ہو تو آ، اور یزید بن معاویہؓ کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ یزید نے ان کی طرف مسلم بن عقبہ مرّی کو اہلِ شام کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور مسلم کو حکم دیا کہ اہلِ مدینہ سے جنگ کرے' اور جب ان لوگوں سے فارغ ہو جائے تو مکہ چلا جائے' چنانچہ مسلم بن عقبہ مدینہ آیا اس دن مدینہ سے

---

[۱] واخرج الطبرانی [۲] واخرج الدولابی [۳] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفحہ ۱۸ [۴] اخرج الطبرانی۔

باقی اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تھے۔ اس نے مدینہ میں خونریزی کا کھیل کھیلا اور بہت کچھ کشت و خون کیا اس کے بعد یہ مدینہ سے نکلا ابھی راستہ ہی میں تھا کہ مر گیا اور حصین بن نمیر کندی کو اپنا قائم مقام کر گیا اور کہہ گیا کہ اے بردعۃ الحمار کے بیٹے! قریش کی دھوکہ بازی سے بچنا، اور ان سے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ معاملہ کرنا پھر ان کا میوہ چُننا، اس کے بعد حصین چلا گیا اور مکہ اترا اور مکہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے چند دنوں لڑتا رہا۔ اس کے بعد طبرانی نے باقی حدیث بیان کی ہے۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے راوی کہتے ہیں کہ حصین بن نمیر کو یزید بن معاویہؓ کی موت کی اطلاع ملی، چنانچہ حصین بن نمیر بھاگ گیا جب یزید بن معاویہؓ کا انتقال ہو گیا مروان بن حکم نے اس کی جگہ سنبھالی طبرانی نے پھر یہ حدیث ذکر کی اور اسی میں یہ بھی ہے کہ پھر مروان بن حکم کا انتقال ہو گیا اور عبد الملک نے اپنے باپ کی جگہ سنبھال لی اور کھڑا ہوا اہلِ شام نے اس کی اطاعت کی اس نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور کہا تم میں سے کون ابنِ زبیرؓ کے قتل کے لئے جاتا ہے؟ حجاج نے کہا اے امیر المومنین! اس کام کے لئے میں تیار ہوں۔ عبد الملک نے اسے خاموش کر دیا اس نے پھر دوبارہ کہا پھر اسے خاموش کر دیا اس نے پھر سہ بارہ کہا اس کام کے لئے اے امیر المومنین! میں جاؤنگا اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے ابنِ زبیرؓ کا جبہ چھینا ہے اور پہن لیا ہے پھر تو عبد الملک نے اس کے لئے لشکر تیار کر کے اسے مکہ روانہ کیا اس نے مکہ پہنچ کر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے جنگ شروع کر دی۔ عبد اللہ بن زبیرؓ نے اہلِ مکہ سے کہا تم لوگ ان دونوں پہاڑوں کی حفاظت کرو بیشک تم لوگ ہمیشہ بھلائی اور عزت کے ساتھ رہو گے جب تک کہ وہ ان دونوں پہاڑوں پر غالب نہ آجائیں ابھی اس کہنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ حجاج اور اس کے ساتھی جبل ابو قبیس پر چڑھ گئے اور اس پر منجنیق (گولے پھینکنے کا پرانے زمانے کا ہتھیار) قائم کر دی وہیں سے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں پر گولہ باری شروع کر دی جس صبح حضرت ابنِ زبیرؓ قتل کئے گئے اپنی ماں حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ کی خدمت میں آئے جن کی عمر اس وقت سو سال کی تھی اور ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا اور ان کی بینائی بھی نہیں گئی تھی حضرت اسماءؓ نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبد اللہ! تم اپنی لڑائی میں کیا کر آئے؟ حضرت عبد اللہؓ نے عرض کیا کہ وہ لوگ ایسی ایسی جگہ تک پہنچ گئے ہیں اور یہ کہہ کر ہنسے اور کہا کہ موت میں بڑا آرام ہے حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اے میرے بیٹے! شاید کہ تو میرے لئے موت کی تمنا کرتا ہے، میں نہیں پسند کرتی کہ مروں یہاں تک کہ میں تیری دو حالتوں میں سے ایک حالت کو دیکھ لوں یا تو تو مالک

ہو جائے جس کی وجہ سے میں اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں اور یا تو قتل کیا جائے اور میں تیرے قتل کی وجہ سے ثواب کی اُمید کروں راوی کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اپنی ماں کو رخصت کیا ماں نے ان سے کہا کہ اے میرے بیٹے! خبردار! اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ دین کی کوئی بات قتل کئے جانے کے خوف سے تم چھوڑ دو، یہ وہاں سے نکل کر مسجد الحرام میں داخل ہوئے۔ حجرِ اسود کے پاس منجنیق سے بچنے کے لئے دو پتھروں کے ستون کھڑے کر دیئے گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حجر اسود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس ایک آنے والے نے آکر کہا کیا ہم تمہارے لئے کعبہ کا دروازہ نہ کھول دیں؟ کہ تم سیڑھیوں سے کعبہ میں چلے جاؤ حضرت عبداللہؓ نے اس کی طرف دیکھا پھر اس سے کہا کہ تم ہر شئے سے اپنے بھائی کو بچا سکتے ہو مگر موت سے نہیں بچا سکتے، اور کیا کعبہ کے لئے ایسی حرمت ہے جو اس جگہ کے لئے نہیں، خدا کی قسم اگر حجاج کا لشکر تم لوگوں کو پالے اور تم لوگ کعبہ کے پردے سے بھی چمٹے ہوئے ہو تو وہ تم لوگوں کو قتل کر دیگا، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا گیا تو پھر تم ان سے صلح ہی کی باتیں کرلو انہوں نے کہا کیا یہ صلح کا وقت ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ تم لوگوں کو بیت اللہ میں بھی پائے گا جب بھی وہ تم سب کو ذبح کر دیگا اور یہ شعر پڑھا:۔

ولست بمبتاع الحیاۃ بسبۃ　۱　ولا مرتق من خشیۃ الموت سلما

انافس سھما انہ غیر بارح　۲　ملاقی المنایا ای حرف تیمما

ترجمہ اشعار

۱۔ میں ذلت اختیار کر کے زندگی کو مول لینے والا نہیں، اور موت کے ڈر سے سیڑھیوں پر چڑھنے والا نہیں۔

۲۔ میں ایسے تیر کی رغبت کرتا ہوں جو جُدا ہونے والا نہیں اور موت سے ملاقات کرنے والا کون سی جانب قصد کر سکتا ہے؟

اس کے بعد خاندانِ زبیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نصیحت فرمائی کہ تم میں ہر آدمی کو چاہیئے کہ اپنی تلوار کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح آدمی اپنے چہرہ کو چھپاتا ہے (دیکھو) تلوار ٹوٹنے نہ پائے ورنہ اگر تلوار ٹوٹ گئی تو اپنی حفاظت اپنے ہاتھ سے عورتوں کی طرح کریگا، خدا کی قسم میں لشکر سے کبھی نہیں ملا مگر اگلی جماعت میں رہا اور مجھے زخموں سے تکلیف نہیں ہوتی، مگر ان کے علاج اور دوا سے تکلیف ہوتی ہے، راوی کہتے ہیں کہ ابھی وہ یہ نصیحت کر ہی رہے تھے

کہ اچانک ان لوگوں پر باب بنی جمحہ سے کچھ لوگ گھس آئے جن میں ایک حبشی بھی تھا عبداللہ بن زبیرؓ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حمص کے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور آپ کے پاس دو تلواریں تھیں سب سے پہلا جو آدمی ان کے سامنے آیا وہ یہ حبشی تھا تلوار سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کے پیر سے کٹنے کی آواز نکلی اس حبشی نے ان سے کہا ہٹ اے زانیہ کے بیٹے! حضرت ابن زبیرؓ نے اس سے کہا اے ابن حام! تو ذلیل ہو، کیا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زانیہ ہیں؟ (ہرگز ایسا نہیں) پھر ان لوگوں کو مسجد الحرام سے مار بھگایا اور ابھی واپس ہوئے ہی تھے کہ ایک قوم باب بنی سہم سے داخل ہوئی پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ اہل اردن ہیں آپؓ نے اُن پر حملہ کیا اور یہ شعر کہہ رہے تھے:۔

لا عہد لی بغارۃ مثل السیل لا ینجلی غبارھا حتی اللیل

ترجمہ:۔ "میں نے ایسی لُوٹ نہیں دیکھی جو سیل کی طرح ہے اس کا غبار رات تک نہیں چھٹ سکتا۔"

اور ان لوگوں کو بھی مسجد الحرام سے مار بھگایا اتنے میں ایک اور قوم باب بنی مخزوم سے داخل ہوئی ان پر بھی حملہ کیا اور آپ کہہ رہے تھے

لو کان قرنی واحد کفیتہ

ترجمہ:۔ "اگر میرے لئے ایک ہی جانب ہوتی تو میں اس کے لئے کافی تھا۔"

راوی کہتے ہیں کہ مسجد حرام کی چھت پر حضرت عبداللہؓ کے مددگار بعض دشمنوں کو اینٹ وغیرہ سے مار رہے تھے، حضرت عبداللہؓ نے ان داخل ہونے والوں پر بھی حملہ کیا اتفاقاً ایک اینٹ ان کے سر پر لگی اور ان کے سَر کو پھاڑ دیا، یہ کھڑے ہو کر کہنے لگے:۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدماء

ترجمہ:۔ "ہم ان لوگوں میں سے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے زخم کا خون بہے ہمارے تو پیروں پر ہمارا خون بہتا ہے۔" (یعنی ہم پشت پھیرنے والے نہیں)

راوی کہتے ہیں پھر یہ گر پڑے ان کے دو آزاد کردہ غلام ان پر جھکے اور وہ دونوں کہہ رہے تھے:۔

العبد یحمی ربہ و یحتمی

ترجمہ:۔ "بندہ اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور خود بھی (خدا کی مدد سے) محفوظ رہتا ہے۔"

راوی کہتے ہیں پھر لوگ ان کے پاس جمع ہوئے اور ان کے سر کو کاٹ لیا[۱]

ابن[۲] اسحاق کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے قتل کے وقت جب وہ مسجد حرام میں قتل کئے گئے تھے موجود تھا۔ لشکروں نے مسجد حرام کے ہر دروازے سے داخل ہونا شروع کیا، جب کبھی کوئی قوم کسی دروازے سے داخل ہوتی یہ تن تنہا ان پر حملہ کرتے اور ان کو مار بھگاتے وہ یہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک پتھر مسجد حرام کے پتھروں میں سے ان کے سر پر لگا اور ان کو پھاڑ دیا اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

اسماء ان قتلت لا تبکینی ۱ لم یبق إلا حسبی و دینی

وصادم لانت به یمینی[۳]

ترجمۂ اشعار

۱۔ اے اسماء! اگر میں قتل کیا گیا تو تم رونا نہیں، میرے دین اور میرے حسب کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا اور جس نے میرے داہنے ہاتھ کو سُست کر دیا وہ تلوار (بھی باقی رہ جائے گی)

جہاد سے بھاگنے پر تہدید

حضرت[۴] اُم سلمہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے سلمہ بن ہشام بن مغیرہؓ کی بیوی سے پوچھا کہ میں سلمہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں نہیں دیکھتی سلمہؓ کی بیوی نے کہا خدا کی قسم انہیں نکلنے کی طاقت نہیں جب کبھی وہ نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں، بھگوڑا بھگوڑا، یعنی تم انہیں لوگوں میں سے ہو جو جہاد سے بھاگ نکلے تھے، اسی وجہ سے وہ گھر میں بیٹھ رہے اور نکلتے نہیں، سلمہؓ غزوہ موتہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ تھے[۵]

حضرت[۶] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ میں اور میرے چچیرے بھائی میں کچھ بات چلی اس نے کہا کیا تم غزوۂ موتہ میں بھاگے نہیں؟ پس میں نے نہیں جانا کہ اسے اس بات کا کیا جواب دوں؟

---

[۱] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۵۵ رواہ الطبرانی وفیہ عبدالملک بن عبدالرحمٰن الذماری وثقہ ابن حبان وغیرہ وضعفہ ابوزرعۃ وغیرہ۔ انتہیٰ واخرجہ ایضاً ابن عبدالبر فی الاستیعاب ج ۲ صفحہ ۳۰۲ مطولا وابونعیم فی الحلیۃ ج ۱ صفحہ ۳۳۱ بنحوہ مختصرا والحاکم فی المستدرک ج ۳ صفحہ ۵۵۰ قطعۃ من اولہ [۲] واخرج ابونعیم والطبرانی ایضاً [۳] قال الہیثمی ج ۷ صفحہ ۲۵۶ رواہ الطبرانی وفیہ جماعۃ لم اعرفہم [۴] اخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲ [۵] قال الحاکم ووافقہ الذہبی۔ ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ واخرجہ ابن اسحاق مثلہ کما فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۴۹ [۶] واخرج الحاکم ج ۳ صفحہ ۴۲ من طریق الواقدی۔

جہاد سے بھاگنے پر ندامت اور گھبراہٹ

حضرت[1] عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے سریوں میں سے ایک سریہ میں تھا کچھ لوگ میدانِ جنگ سے بھاگے اور میں بھی بھاگنے والوں میں تھا ہم لوگوں نے کہا کہ اب کیا کریں؟ ہم جہاد سے بھاگے ہیں اور اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے، پھر ہم لوگوں نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ رائے ہوئی کہ اگر ہم لوگ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں تو اگر ہمارے لئے توبہ کی کوئی سبیل ہو تو فبہا ورنہ ہم لوگ چلے جائیں گے ہم لوگ آپؐ کی خدمت میں صبح کی نماز سے قبل آئے، آپؐ باہر تشریف لائے اور آپؐ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ جہاد سے بھاگنے والے ہیں آپؐ نے فرمایا نہیں، بلکہ تم لوگ مکرر حملہ کرنے والے ہو، میں تمہاری اور مسلمانوں کی جماعت میں ہوں راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم لوگ آپؐ کے پاس آئے اور ہم نے آپؐ کے ہاتھ چومے۔

حضرت[2] عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو آنحضرتؐ نے ایک سریہ (جماعت) میں بھیجا جب ہماری دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی ہم لوگ صبح ہی صبح شکست کھا گئے ہم چند آدمی رات کے وقت مدینہ میں آئے اور چھپ رہے پھر ہم لوگوں نے کہا اگر ہم لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپؐ سے معذرت چاہیں تو بڑا اچھا ہے چنانچہ ہم لوگ آپؐ کی طرف چلے اور آپؐ سے ملے اور عرض کیا ہم لوگ یارسول اللہ! بھاگنے والوں میں سے ہیں، آپؐ نے فرمایا نہیں! بلکہ تم ہماری طرف مائل ہونے والوں میں سے ہو، اور میں تمہاری جماعت ہوں، اسودؔ راوی کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں ہر مسلمان کی جماعت ہوں[3]

حضرت[4] ابن عمرؓ کی ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ بھاگنے والوں میں سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم ہماری طرف متوجہ ہونے والوں میں سے ہو، اس کے بعد ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ مدینہ میں داخل نہ ہوں اور دریا میں سوار ہو جائیں آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرنا میں ہر مسلمان کا مرجع ہوں[5]

لہ اخرج الامام احمد ۲ہ وعندہٗ ایضا عنہ ۳ہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۲۴۸ ۴ہ واخرجہ البیہقی ج ۹ صفہ ۷۷ ۵ہ واخرجہ ایضا ابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ بنحوہ روایۃ الامام احمد کما فی التفسیر لابن کثیر ج ۲ صفہ ۲۹۴ وابن سعد ج ۴ صفہ ۱۰۷ بنحوہ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ سے سُنا جس وقت حضرت عبداللہ بن زیدؓ آئے اور ایک خبر کی انہوں نے منادی کی حضرت عمرؓ نے پکارا اے عبداللہ بن زیدؓ! یہ مسجد میں میرے حجرے کے دروازے پر سے گذر رہے تھے، اور حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا اے عبداللہ بن زید! کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا اے امیرالمومنین! خبر تو آپ کے پاس آگئی، پھر اُن کے پاس پہنچ کر ساری خبر سُنائی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے کسی آدمی کے متعلق نہیں سُنا کہ کسی کام میں حاضر رہا ہو پھر اُسے بیان کیا ہو اور وہ اپنی خبر پر ثابت رہا ہو بہ نسبت عبداللہؓ کے، پھر جب جہاد سے بھاگے ہوئے لوگ آئے اور حضرت عمرؓ نے مُسلمانوں کی یعنی مہاجرینؓ اور انصارؓ کی فرار سے گھبراہٹ دیکھی تو آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت تم گھبراؤ نہیں میں تمہارا مرجع ہوں اور میں نے تم کو اپنی طرف ملا لیا ہے۔

محمد[۲] بن عبدالرحمٰن بن الحصینؓ وغیرہ سے روایت ہے کہ معاذ قاری رضی اللہ عنہ جو بنی نجار میں سے ہیں یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس غزوہ میں شریک تھے اور اس دن یہ لوگ بھاگ آئے تھے یعنی جسر ابو عبید کے واقعہ کے دن جب یہ اس آیۃ کو پڑھتے:

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (الانفال رکوع ۲)

ترجمہ: "جو شخص جنگ کے دن اپنی پشت پھرا لے گا مگر جہاد میں پینترا بدلنے کیلئے یا اپنی جماعت کی طرف سمٹنے کے لئے پس یہ بھاگنے والا اللہ کے غضب میں ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور بُری لوٹنے کی جگہ ہے۔"

تو رو پڑتے ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے کہ اے معاذؓ! مت روئیں تمہارے لئے مرجع ہوں اور تم میری طرف جمع ہوئے ہو۔

حضرت[۳] عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن عبیدؓ سے فرمایا اور یہ سعدؓ اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں اور یہ اُس دن شکست کھا گئے تھے جس دن کہ ابو عبیدؓ کو زخمی کیا گیا تھا اور انہیں قاری کہا جاتا تھا حضورؐ کے صحابہؓ میں سے ان کے علاوہ کسی کو قاری نہیں کہا جاتا تھا، ان سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ کیا تمہیں شام

[۱] واخرج ابن جریر ج ۴ صفحہ ۔ [۲] واخرج ابن جریر ایضا ج ۴ صفحہ
[۳] واخرج ابن سعد ج ۳ صفحہ ۳۰۰

جانے کی رغبت ہے؟ مسلمان ملکِ شام میں جمع ہوئے ہیں اور دشمنوں نے ان پر بہادری جتبا رکھی ہے اور شاید کہ تم اپنے سے اس عار کو دھوسکو انہوں نے کہا نہیں، میں تو اسی سرزمین پر جانا چاہتا ہوں جہاں سے میں بھاگا تھا اور ان ہی دشمنوں کو چاہتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ کیا تھا جو کچھ کہ کیا تھا راوی کہتے ہیں چنانچہ یہ قادسیہ پہنچے اور شہید کر دیئے گئے۔

جہاد میں جانے والوں کی اعانت کرنا اور سامان دینا

جبلہ[۱] بن حارثہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ میں تشریف نہ لے جاتے تو اپنا ہتھیار حضرت علیؓ یا حضرت اسامہؓ کو دے دیا کرتے تھے[۲]

حضرت[۳] انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اسلمی جوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میرے پاس مال نہیں جس کے ذریعے اسباب مہیا کروں آپؐ نے فرمایا فلاں انصاری کے پاس جاؤ اس نے جہاد کے لئے سامان تیار کیا تھا اور وہ بیمار ہو گیا ہے، اور اس سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں سلام کہا ہے اور اس سے کہنا کہ مجھے اپنا وہ سامان دے دے جو جہاد کے لئے تو نے تیار کیا ہے۔ ان انصاری کے پاس یہ اسلمی آئے اور ان سے یہ باتیں کہیں ان انصاری نے اپنی بیوی کو آواز دی کہ اے فلانی! تو اسے وہ سارا سامان دیدے جو تو نے مجھے جہاد کے لئے دیا تھا اور اس میں سے کسی چیز کو نہ روک! تجھے خدا کی قسم اس میں سے اگر تو ذرا سی چیز بھی روکے گی کہ تجھے برکت دی جائے ایسا نہ ہوگا[۴]

حضرت[۵] ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میری سواری کا جانور ہلاک ہو گیا آپ مجھے سواری دیجئے، آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں، ایک دوسرے آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس مانگنے والے کو ایسا آدمی تبلادوں جو اسے سواری دے دے؟ آپؐ نے فرمایا جس نے خیر کی طرف رہبری کی اس کیلئے اُس خیر کے کرنے والے جیسا اجر ہے[۶]

حضرت[۷] جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے غزوہ کا ارادہ فرمایا آپؐ نے فرمایا

۱؎ اخرج الامام احمد والطبرانی ۲؎ قال الهیثمی ج ۵ صفہ ۲۸۳ ورجال احمد ثقات ۳؎ واخرج ابوداؤد ۴؎ واخرجہ مسلم ج ۲ صفہ ۱۳۷ والبیهقی ج ۹ صفہ ۲۸ ایضاً عن انسؓ نحوہ ۵؎ واخرج مسلم ج ۲ صفہ ۱۳۷ ۶؎ واخرجہ البیهقی ج ۹ صفہ ۲۸ عن ابی مسعودؓ بنحوہ ۷؎ واخرج البیهقی ج ۹ صفہ ۱۷۲ والحاکم ج ۲ صفہ ۹۰ وصححہ۔

اے مہاجرینؓ وانصارؓ! تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ نہ تو ان کے پاس مال ہے اور نہ خاندان، چاہیئے کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھ دو آدمی یا تین آدمی ان میں سے لے لے ہم میں سے کسی ایک کے پاس پوری سواری نہیں، مگر نوبت بہ نوبت ایک ایک جانور پر کئی کئی کا سوار ہونا ہوتا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنے ساتھ دو یا تین آدمی لے لئے میرے لئے بھی اپنے نمبر پر اسی طرح سوار ہونا تھا جس طرح کہ ان میں سے ہر ایک اپنے نمبر پر سوار ہوتا تھا۔

حضرت[1] واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جانے کے لئے آواز دی میں اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور وہاں سے واپس آیا، آپؐ کے صحابہؓ کی پہلی جماعت جا چکی تھی میں نے مدینہ میں آواز لگانی شروع کی کہ ہے کوئی جو ایک آدمی کو بٹھالے اور اس آدمی کا سہم لے لے (مالِ غنیمت میں جو حصہ ملتا ہے) انصارؓ کے ایک شیخ نے پکار کر کہا کہ ہمارے لئے اس کا سہم ہے اس شرط پر کہ میں اسے نوبت بہ نوبت سواری پر لے چلونگا اور اس کا کھانا ہمارے ساتھ ہوگا، واثلہؓ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں مجھے منظور ہے۔ اس شیخ نے کہا تو پھر چلو اللہ برکت دے، چنانچہ میں اس بھلے شیخ کے ساتھ چل دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو مالِ غنیمت دیا میرے حصہ میں کئی جوان اونٹنیاں آئیں میں ان کو ہنکا کر اس کے پاس لایا، وہ نکلا، اپنے اونٹ کے پالانوں میں سے ایک پالان پر بیٹھ گیا پھر اس نے کہا انہیں پیچھے پیچھے ہنکالا، تھوڑی دیر بعد کہا، ان کو آگے آگے ہنکا کر لے چل اس کے بعد اس نے کہا مجھے تو تیری ساری اونٹنیاں اچھی دکھائی دیتی ہیں واثلہؓ نے کہا یہ تیرا ہی تو مالِ غنیمت ہے، وہ مال کہ جس کی میں نے شرط کی تھی، شیخ نے کہا اے میرے بھتیجے! تو اپنی اونٹنیاں لے میں نے تیرے حصہ کے علاوہ کا ارادہ کیا ہے۔ بیہقی فرماتے ہیں گویا کہ اس شیخ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ تیرے ساتھ سلوک کیا اس سے کسی اُجرت کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ ہمارا مقصد تو آخرت کے اجر و ثواب میں شرکت کا ہے۔

حضرت[2] عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں اگر اپنا کوڑا اللہ کے راستے میں دوں یہ بات میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں حج پر حج کروں [3]

---

[1] واخرج البیہقی ایضاً ج ۹ صـ ۲۸ [2] واخرج الطبرانی۔

[3] قال الہیثمی ج ۵ صـ ۲۸۴ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔

اُجرت لے کر جہاد کرنا

حضرت[1] عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضورؐ نے ایک سریّہ میں روانہ فرمایا ایک آدمی نے کہا میں تمہارے ساتھ اس شرط پر چلتا ہوں کہ تم میرے لئے ایک حصہ مالِ غنیمت میں سے دو پھر کہنے لگا خدا کی قسم مجھے کیا علم تم لوگوں کو غنیمت ملے یا نہ ملے تم تو میرے لئے ایک معیّن حصہ مقرر کر دو میں نے اس کے لئے تین اشرفیاں مقرر کیں، پھر ہم لوگوں نے جہاد کیا اور مالِ غنیمت حاصل کیا میں نے حضورؐ سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا میں اس کے لئے دُنیا و آخرت میں سوائے ان تین دینار کے جو اس نے لئے ہیں اور کچھ نہیں پاتا[2]

حضرت[3] یعلیٰ بن منیہؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں چلنے کا اعلان کیا میں بہت بوڑھا تھا اور میری کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا میں نے ایک اُجرت پر چلنے والا تلاش کیا اور یا اجرت ٹھہرائی کہ اپنا حصہ (غنیمت) اسے دیدونگا، مجھے ایک آدمی مل گیا۔ جب کوچ کا وقت قریب آیا تو اُس آدمی نے مجھ سے آکر کہا میں نہیں جانتا کہ سہم کیا چیز ہے؟ اور میرا حصہ کیا ہوگا؟ تم تو میرے لئے کوئی چیز مقرر کر دو، چاہے حصہ غنیمت ملے یا نہ ملے میں نے اس کے لئے تین دینار مقرر کر دیئے جب میں نے غنیمت لے لی تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنا حصہ اسے دے دوں لیکن مجھے وہ تین دینار یاد آ گئے میں نے حضورؐ کے پاس حاضر ہو کر آپؐ سے اس آدمی کا تذکرہ کیا، آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی کے لئے اس کے اس جہان میں دنیا میں راوی کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ آپؐ نے یہ بھی کہا اور آخرت میں سوائے ان تین دینار کے جس کو اس نے مقرر کیا تھا اور کچھ نہیں پاتا۔

غیر کے مال سے جہاد کرنا

حضرت[4] میمونہؓ بنت سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم کو اس شخص کے بارے میں فتویٰ دیجئے

۱؎ اخرج الطبرانی ۲؎ قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۳۲۳ وفیہ بقیۃ وقد صرح بالسماع۔ انتہی

۳؎ واخرج البیہقی ج ۶ صفہ ۳۱ عن عبداللہ بن دیلمی۔

۴؎ اخرج الطبرانی۔

جو خود غزوہ کرنے نہیں گیا اور اپنا مال دوسرے کو غزوہ کرنے کیلئے دے آیا اس مال دینے والے کو اجر و ثواب ہے؟ یا جہاد میں جانے والے کو؟ آپؐ نے فرمایا مال دینے والے کو اس کے مال کا اجر ہے اور جہاد میں جانے والے کے لئے اس چیز کا اجر ہے جس کی اس نے نیت کی لہ

اپنے عوض دوسرے کو جہاد میں بھیجنا

حضرت علی بن ابی ربیعہ اسدیؒ[2] فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس ایک آدمی اپنے بیٹے کو اپنے عوض میں جہاد میں جانے کے لئے لایا حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے بوڑھے کی رائے اس جوان کے جانے سے زیادہ پسند ہے [3]

اللہ کے راستے میں نکلنے کے لئے مانگنے پر تہدید

حضرت نافع رضی اللہ عنہ[4] فرماتے ہیں کہ ایک قوی نوجوان مسجد میں داخل ہوا اور اس کے ہاتھ میں لمبے تیر تھے وہ کہہ رہا تھا کوئی میری اعانت کرتا ہے اللہ کے راستے میں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا چنانچہ اس کو آپ کے پاس لایا گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے اُجرت پر کون اپنی کھیتی کے کام میں لگاتا ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں، اسے ہر مہینہ کتنی اُجرت دے دیا کروں؟ حضرت عمرؓ نے کوئی مقدار بتائی اور کہا اسے لے کر جاؤ چنانچہ مانگنے والے نے کئی مہینے اس کی زمین پر کام کیا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اس انصاریؓ سے پوچھا کہ ہمارا مزدور کیسا ہے؟ کہا ٹھیک ہے اے امیر المومنین! حضرت عمرؓ نے فرمایا تو اس کو اور اس کی جو کچھ اُجرت جمع ہو گئی ہے میرے پاس لاؤ یہ انصاریؓ اس کو اور اس کے درہموں کی تھیلی کو لائے حضرت عمرؓ نے فرمایا اس کو لے، اب اگر تیرا جی کرے تو غزوہ کر اور جی کرے تو بیٹھ جا [5]

جہاد کے لئے قرض لینا

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعودؒ[6] فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے آکر سوال

لہ قال الہیثمی ج ۵ صفحہ ۳۲۳ وفیہ من لم اعرفہم ۲ اخرج البیہقی وغیرہ ۳ کذافی الکنز ج ۳ صفحہ ۱۶۳ ۴ اخرج البیہقی ۵ کذافی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۱۷ ۶ اخرج ابویعلی۔

کیا کہ کیا آپ نے حضورؐ سے گھوڑوں کے بارے میں کچھ سُنا ؟ انہوں نے فرمایا ہاں ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے گھوڑوں کی پیشانیوں سے قیامت تک بھلائی باندھ دی گئی ہے، اللہ کے لئے اسے خریدو اور اللہ کے لئے اسے قرضہ پر لو، آپؐ سے پوچھا گیا تھا یا رسول اللہ ! ہم اللہ کے لئے گھوڑا خریدیں اور اللہ کے لئے قرض پر لیں اس کا مطلب کیا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو کہ ہمارے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے تک ہمیں یہ گھوڑا قرض دے دو اور بیچنے والا یوں کہے ہم نے اسے اس وقت تک کے لئے بیچا کہ اللہ فتح دے، تم لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمہارا جہاد سرسبز ہے اور عنقریب آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو جہاد کے بارے میں شک کرے گی تم لوگ ان کے زمانے میں جہاد میں جانا پھر غزوہ کرنا اس لئے کہ اُس زمانے میں غزوہ کرنا ہی سرسبزی کا باعث ہوگا۔[۱]

مجاہد فی سبیل اللہ کی مشایعت کرنا اور رخصت کرنا

حضرت[۲] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کے ہمراہ بقیع غرقد تک تشریف لے گئے اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اللہ کے نام پر جاؤ اے میرے اللہ ! ان لوگوں کی امداد فرما[۳]، محمد[۴] بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہؓ بن یزید کو کسی کھانے کی طرف مدعو کیا گیا جب حضرت عبداللہؓ آئے تو انہوں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر کو رخصت فرماتے تھے تو فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ ترجمہ:۔ "میں تمہارے دین تمہاری امانتوں اور تمہارے اعمال کے خاتموں کو اللہ پاک کی سپردگی میں دیتا ہوں۔"

حضرت[۵] حسنؒ سے حضرت اسامہؓ کے لشکر کے روانہ کرنے کے سلسلے میں اس حدیث میں ہے کہ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نکلے اور ان لوگوں کے پاس آئے اور ان کو رخصت کیا اور روانہ کیا، حضرت ابوبکرؓ پیدل چل رہے تھے اور حضرت اُسامہؓ سوار تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوبکرؓ کی سواری کھینچے ہوئے چل رہے تھے حضرت اُسامہؓ نے خلیفہ اولؓ

---

[۱] قال الہیثمی ج۵ صفحہ ۲۸۰ وفیہ بقیۃ وھو مدلس وبقیۃ رجالہ ثقات انتہی۔ [۲] اخرج الحاکم ج۲ صفحہ ۹۸ [۳] قال الحاکم صحیح علی شرط مسلم [۴] واخرج ایضاً ج۲ صفحہ ۹۷ [۵] واخرج ابن عساکر من طریق سیف عن الحسن فذکر الحدیث حیاۃ الصحابہ عربی ج۱ صفحہ ۴۱۲ فی تنفیذ جیشِ اسامۃؓ۔

سے عرض کیا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ میں نیچے اُترتا ہوں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا خدا کی قسم نہ تو اُترے گا اور خدا کی قسم نہ میں سوار ہوں گا میرا اس میں کیا نقصان ہے کہ اگر میرے دونوں قدم تھوڑی دیر کے لئے اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں اس لئے کہ ہر وہ قدم جو غازی اٹھاتا ہے، اس کے لئے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سات سو درجے اس کے لئے بلند کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ رخصت کر چکے تو حضرت اُسامہؓ سے کہا اگر تم مناسب سمجھو تو حضرت عمر بن خطابؓ کو میری امداد کے لئے چھوڑ دو۔ حضرت اُسامہؓ نے اجازت دے دی [1]

حضرت [2] یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ملک شام کی طرف لشکر روانہ فرمائے یزید بن ابوسفیانؓ کے ہمراہ پہنچانے کے لئے پیدل نکلے یزیدؓ بن ابوسفیان اس لشکر میں سے چوتھائی کے امیر تھے روایت کرنے والے بڑے یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ یزید نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا یا تو آپ سوار ہو جائیے ورنہ میں اُترتا ہوں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہ تو تم اُترنے والے ہو اور نہ میں سوار ہونے والا، میں نے اللہ کے راستے میں اپنے اس چلنے کو حصولِ ثواب کے لئے کیا ہے اور پوری حدیث بیان کی [3]

حضرت [4] جابرؒ بن عیینی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر کو رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ پیدل چلے اور فرمایا اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں کہ اللہ کے راستے میں ہمارے قدم غبار آلود ہوئے ان سے کہا گیا کہ ہمارے قدم کیسے گرد آلود ہو گئے؟ ہم لوگ تو لشکر کو پہنچانے گئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہم نے لشکر کو سامان دیا ان کو رخصت کیا اور ان کے لئے دعا کی [5]

حضرت [6] مجاہدؒ فرماتے ہیں میں غزوہ کرنے کے لئے چلا ہم لوگوں کو رخصت کرنے کیلئے حضرت عبداللہ بن عمرؓ چلے جب ہم سے واپسی کا ارادہ کیا، فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہیں دوں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ بیشک جب اللہ پاک کی سپردگی میں کوئی چیز دے دی جاتی ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتا ہے، پس تم دونوں کے دین اور تم دونوں کی امانت اور تم دونوں کے خاتمۂ اعمال کو اللہ کی سپردگی میں دیتا ہوں۔

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۳ صفحہ ۲۱۴ [2] واخرج مالک [3] واخرجہ البیہقی عن صالح بن کیسان بنحوہ۔ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۹۵ [4] واخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷۳ [5] واخرجہ ابن ابی شیبۃ۔ بنحوہ کما فی الکنز ج ۲ صفحہ ۲۸۸ واخرجہ ابن ابی شیبۃ عن قیس نحو حدیث مالک مختصراً، [6] واخرج البیہقی ج ۹ صفحہ ۱۷۳۔

غازیوں کا استقبال کرنا

حضرت[۱] سائبؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے، لوگ آپؐ سے ملنے کے لئے نکلے میں بھی بچوں کے ہمراہ آپؐ سے ثنیۃ الوداع پر ملا، حضرت[۲] سائبؓ کی دوسری روایت میں اس طرح پر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے مدینہ سے نکل کر ثنیۃ الوداع پر آپؐ کا استقبال کیا میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا اور میں نوجوان تھا ہم لوگ آپؐ سے ملے۔

ماہِ رمضان میں اللہ کے راستے میں نکلنا

حضرت[۳] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضورؐ کے ہمراہ رمضان میں غزوہ بدر اور مکۂ معظمہ فتح کیا تھا[۴]

حضرت[۵] عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دو غزوے رمضان میں غزوہ بدر اور فتح مکہ کئے اور ہم نے اپنے روزے ان دونوں سفروں میں کھول دیئے تھے اور یہی اچھا ہوا[۶]

حضرت[۷] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اہلِ بدر تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی تھے جن میں مہاجرین چھہتر (۷۶) تھے بدر میں کفار کی شکست جمعہ کے دن واقع ہوئی جبکہ سترہ دن رمضان مبارک کے گذر چکے تھے[۸]۔ بزار کی روایت میں اس طرح ہے کہ ہم تین سو (۳۰۰) اور کچھ اوپر دس آدمی تھے اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ انصاری حضرات دو سو چھتیس تھے اور مہاجرینؓ کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا[۹]

حضرت[۱۰] ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر میں تشریف لے گئے اور مدینہ میں ابو رہم کلثومؓ بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے، آپؐ کی یہ روانگی رمضان کے مہینے میں ہوئی جب دس دن گذر چکے تھے۔

---

[۱] اخرج ابوداؤد [۲] واخرجہ البیہقی ج۹ صفہ ۱۷۵ [۳] اخرج الترمذی [۴] الحدیث۔ کذافی الفتح ج ۴ صفہ ۱۳۱ [۵] واخرجہ ایضا ابن سعد والامام احمد۔ [۶] کذافی الکنز ج۴ صفہ ۳۲۹ [۷] وعند الامام احمد [۸] کذافی البدایۃ ج ۳ صفہ ۲۶۹ [۹] قال الہیثمی ج۶ صفہ ۹۳ رواہ الطبرانی کذالک وفیہ الحجاج بن ارطاۃ وہو مدلس۔ انتہی۔ [۱۰] واخرج ابن اسحاق۔

آپؐ نے بھی روزہ رکھا اور صحابۂ کرامؓ نے بھی روزہ رکھا، جب آپؐ موضع کدید پر پہنچے یہ موضع عسفان اور امج کے درمیان ہے۔ آپؐ نے روزہ افطار فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ آگے چلے اور مرالظہران پر پہنچے، آپؐ کے ہمراہ دس ہزار مسلمان تھے [1]

حضرت [2] ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں تشریف لے چلے اور آپؐ موضع کدید پر پہنچنے تک برابر روزے رکھتے رہے۔

حضرت [3] عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان کے مہینے میں نکلے اور آپؐ نے روزے رکھے یہاں تک کہ آپؐ موضع قدید پہنچے جو راستہ میں پڑتا ہے اور یہاں آپؐ ٹھیک دوپہر میں پہنچے تھے لوگ پیاسے ہو گئے اور اپنی گردنیں اونچی کرنے لگے (یعنی پانی کی طرف دیکھنے لگے) اور لوگوں کے جی میں پانی کا شوق پیدا ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ طلب فرمایا جس میں پانی تھا اور اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا یہاں تک کہ لوگوں نے آپؐ کو دیکھا اس کے بعد آپؐ نے پیا اور لوگوں نے بھی پیا [4]

اللہ کے راستے میں نکلنے والوں کے نام

بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابنِ عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ ہرگز کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ برتے اور ہرگز کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے یہ سن کر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرا نام ایسے ایسے غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری عورت حج کرنے کے لئے نکلی ہے آپؐ نے فرمایا جا تو اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

وطن کی واپسی پر نماز پڑھنا اور کھانا کھلانا

حضرت [5] کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے چاشت کے وقت آتے مسجد میں تشریف لے جا کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے

---

[1] وروی البخاری۔ نحوہ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۸۸ واخرجہ الطبرانی مثلہ فی حدیث طویل قال الہیثمی ج ۶ صفحہ ۱۶۷ رجالہ رجال الصحیح۔ انتہی [2] وعند عبدالرزاق وابن ابی شیبۃ [3] وعند عبدالرزاق ایضا عنہ [4] کذا فی کنز العمال ج ۴ صفحہ ۳۳۳ واخرج الحدیث ایضا مسلم والترمذی والنسائی ومالک من طرق عن ابن عباس کما فی جمع الفوائد ج ۱ صفحہ ۱۵۹ [5] اخرج البخاری۔

حضرت[1] جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا جب ہم مدینہ پہنچے آپ نے مجھ سے فرمایا مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کر، و نیز انہیں کی روایت میں ہے[2] کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لاتے اونٹ یا گائے ذبح فرماتے۔

حضرت[3] جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ خریدا دو اوقیہ (اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) اور ایک درہم یا دو درہم کے عوض میں، مقام صرار پر پہنچ کر آپ نے گائے کے بارے میں حکم دیا وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اسے کھایا، پھر جب آپ مدینہ پہنچے مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جاؤں اور دو رکعت نماز پڑھوں اور مجھے آپ نے اونٹ کی قیمت تول کر دی۔

جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا نکلنا

حضرت[4] عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا قصد فرماتے اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس کسی کا نام قرعہ نکل آتا اسی کو اپنے ہمراہ لے جاتے جب غزوہ بنی مصطلق پیش آیا آپ نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں قرعہ اندازی کی جس طرح کہ آپ کیا کرتے تھے۔ تمام ازواج میں سے میرے لئے آپ کے ساتھ چلنے کا قرعہ نکلا۔ مجھ کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس زمانے میں عورتیں بہت تھوڑا بقدرِ زیست کھاتی تھیں موٹی نہیں ہوتی تھیں کہ بوجھل ہو جائیں جب میرا اونٹ چلتا میں اپنے ہودج پر بیٹھ جاتی، پھر وہ لوگ آتے جو میرے اونٹ کو ہنکاتے تھے مجھے ہودج سمیت پکڑتے اور اٹھاتے اور اونٹ کی پشت پر رکھ دیتے، اور اس ہودج کو اس کی رسی سے باندھ دیتے پھر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے چلتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس سفر کی حاجت سے فراغت پا کر لوٹے اور مدینہ کے قریب پہنچے ایک منزل میں پڑاؤ ڈالا اور رات کا کچھ حصہ وہاں گزارا پھر اطلاع دینے والے نے لوگوں میں کوچ کی اطلاع دی لوگ کوچ کی تیاری میں لگ گئے اور میں اپنی بعض حاجت کے لئے نکلی اور میرے گلے میں میرا ہار پڑا ہوا تھا جو حمیر کے موضع ظفار کی کوڑیوں کا تھا جب میں نے اپنی حاجت سے فراغت کی وہ ہار میرے گلے سے نکل گیا، اور مجھے پتہ نہ چلا میں اپنے کجاوہ کے پاس آئی اور میں نے ہار

۱؎ واخرج ایضا ۲؎ واخرج ایضاعنہ ۳؎ زاد معاذ عن شعبۃ عن محارب ۴؎ اخرج ابن اسحاق۔

کو اپنے گلے میں ٹٹولا اور نہ پایا اور لوگوں نے کوچ شروع کر دیا تھا میں اسی جگہ لوٹی جہاں حاجت کے لئے گئی تھی اور میں نے اس کو تلاش کیا اور پالیا، بعد میں وہ لوگ آئے جو میرے اونٹ پر کجاوہ اٹھا کر رکھا کرتے تھے اور وہ اپنے کجاووں سے فارغ ہو کر آئے تھے۔ انہوں نے میرے ہودج کو پکڑا اور انہیں یہ گمان تھا کہ میں اسی میں ہوں جیسا کہ میں رہا کرتی تھی اور اُسے اُٹھا کر اونٹ پر باندھ دیا اور ان لوگوں کو اس بارے میں شک نہ گزرا کہ میں اس میں نہیں ہوں، پھر اونٹ کی نکیل پکڑ کر وہ لوگ چل دیئے، جب میں لشکر کی طرف لوٹ کر آئی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا سب جا چکے تھے، میں اپنی چادر میں لپٹ کر اسی جگہ لیٹ گئی اور میں نے جان لیا کہ جب میں نہ پائی جاؤں گی تو لوگ لوٹ کر میری طرف ضرور آئیں گے، پس خدا کی قسم میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن معطل سلمیؓ میرے پاس گزرے اور یہ لشکر سے اپنی ضروریات کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے جس کی وجہ سے اندھیرے اندھیرے لوگوں کے ساتھ نہ جا سکے تھے۔ انہوں نے اندھیرے میں میری سیاہی دیکھی وہ میرے پاس آکر کھڑے ہوئے اور اس سے پہلے کہ عورتوں پر پردہ کا حکم لگایا جائے وہ مجھ کو دیکھ چکے تھے، انہوں نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پردہ نشین ہیں، اور میں اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ خدا تم پر رحم فرمائے تم کس وجہ سے پیچھے رہ گئیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کیا اور مجھ سے یہ کہہ کر کہ اس پر سوار ہو جاؤ پیچھے ہٹ گئے، میں اس پر سوار ہو گئی انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور تیزی کے ساتھ لوگوں کی طلب میں چلے پس خدا کی قسم ہم نے صبح تک لوگوں کو نہ پایا اور لوگ ہمیں نہ ملے، لوگوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور اطمینان کے ساتھ ٹھہر چکے تھے اتنے میں یہ بیچارے میرے اونٹ کو کھینچتے ہوئے پہنچے اس پر بہتان باندھنے والوں نے جو انہیں کہنا تھا کہا اور لشکر میں ایک کھلبلی مچ گئی، اور خدا کی قسم مجھے اس میں سے کسی بات کا پتہ نہ چلا اس کے بعد ہم لوگ مدینہ پہنچ گئے میں مدینہ پہنچتے ہی بہت سخت بیمار ہو گئی اور مجھے اس قصہ کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والدین تک پہنچی مجھ سے ان حضرات نے تھوڑا بہت کچھ تذکرہ نہیں فرمایا، ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ میں نے حضورؐ کی بعض وہ پہلی عنایتیں نہ دیکھیں اس سے پہلے جب میں کبھی بیمار ہو جاتی تھی تو آپؐ مجھ پر بہت کچھ مہربانی اور شفقت فرمایا کرتے تھے، آپؐ نے میری اس بیماری میں وہ کچھ بھی نہ کیا،

مجھے آپؐ کی اس بات سے کچھ کھٹک محسوس ہوئی آپؐ جب گھر میں داخل ہوتے اور میرے پاس میری ماں کو میری تیمارداری میں مشغول دیکھتے فرماتے کہ اب اس کا کیا حال ہے؟ اس کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے سنتے، میں نے اپنے دل میں اس بات سے رنج محسوس کیا جب میں نے اپنے بارے میں آپؐ کی یہ بے رُخی دیکھی، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں اپنی والدہ کے پاس چلی جاؤں تاکہ وہ میری تیمارداری کریں آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کوئی حرج نہیں، تو میں اپنی ماں کے پاس چلی گئی اور جو کچھ گزرا تھا اُس کا (ابھی تک) مجھے قطعاً علم نہ ہوا یہاں تک کہ مجھے اپنی اس بیماری سے کچھ اوپر بیس دن میں شفا ہوئی ہم لوگ عربی قوم تھے اپنے گھروں میں یہ بیت الخلار نہیں بنایا کرتے تھے جو اہلِ عجم میں پائے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں کو بیت الخلار کا گھر میں ہونا پسند نہیں تھا اور اس کو ہم اہلِ عرب بُرا سمجھتے تھے۔ ہم لوگ قضاء حاجت کے لئے مدینہ کے جنگل میں جایا کرتے تھے اور عورتیں اپنی قضائے حاجت کے لئے رات کو نکلا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں اپنی قضائے حاجت کے لئے ایک رات نکلی اور میرے ساتھ مسطحؓ کی ماں تھیں جو ابو رہمؓ بن عبدالمطلب کی بیٹی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم وہ میرے ساتھ چل رہی تھی اچانک اس کی چادر سے ایک پتھر اٹکا اس نے کہا مسطحؓ برباد ہو، میں نے اس سے کہا خدا کی قسم تو نے ایک مہاجرؓ آدمی کے بارے میں بہت بُری بات کہی ہے اور وہ تو بدر کی لڑائی میں شریک رہے ہیں، اُس نے کہا اے ابوبکرؓ کی بیٹی! کیا ابھی تمہیں اس بات کی خبر نہیں لگی؟ میں نے پوچھا کس بات کی خبر؟ تو اُس نے مجھے بہتان باندھنے والوں کا سارا قصہ کہہ سنایا میں نے کہا کیا واقعی ایسا کہا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم! ایسا ہی کہا گیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم یہ سُن کر مجھ میں سکت جاتی رہی کہ میں قضائے حاجت بھی کر سکوں اور میں واپس چلی آئی، اور اللہ کی قسم میں برابر روتی رہی یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہو گیا کہ میرا جگر پارہ پارہ ہو جائے گا، اور میں نے اپنی ماں سے کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگ جو کچھ بیان کر رہے ہیں، بیان کر رہے ہیں اور آپ نے مجھ سے اس میں سے کسی بات کا بھی تذکرہ نہیں کیا، ماں نے کہا اے میری چھوٹی بیٹی! ذرا اپنی حالت پر رحم کھا اور نرمی اختیار کر، پس خدا کی قسم ایسا بہت کم ہوا ہے کہ کسی انسان کے پاس کوئی حسین عورت ہو اور وہ اس کو محبوب بھی ہو اور اس عورت کے ساتھ سوکنیں بھی ہوں، ان سوکنوں نے اور لوگوں نے اس قسم کی باتیں اس کے بارے میں نہ کہی ہوں (اور بہتان نہ تراشے ہوں) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں

میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اس کا بھی مجھے علم نہ ہوا آپؐ نے اللہ کی تعریف اور ثنار کی اس کے بعد فرمایا اے لوگو! ان لوگوں نے کیا ٹھان رکھی ہے جو مجھے میرے اہل کے بارے میں تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان کے بارے میں ناحق بات کہتے ہیں خدا کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اپنے اہل میں بھلائی دیکھی ہے اور یہ باتیں ایسے آدمی کے بارے میں کہتے ہیں، خدا کی قسم جہاں تک مجھے علم ہے میں نے اس میں بھی سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور جب کبھی وہ میرے کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو میرے ساتھ داخل ہوتا ہے، تنہا کبھی نہیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ یہ افترا پردازی عبداللہ بن اُبَی بن سلول (منافق) نے خزرج کے لوگوں میں مع مسطحؓ اور حمنہؓ بنت جحش کے پھیلائی تھی۔ حمنہؓ بنت جحش کی اس فتنہ میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آنحضرتؐ کی ازواج میں سے ہیں۔ آپؐ کی تمام ازواج میں سے کوئی بی بی حضرت زینبؓ کے علاوہ ایسی نہ تھی جو میرے مقابل آپؐ کے نزدیک ہو لیکن خود حضرت زینبؓ کو اللہ نے ان کے دین کی وجہ سے اس بات سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے سوائے بھلی بات کے اور کچھ نہ کہی لیکن ان کی بہن حمنہؓ نے اس افواہ کے بارے میں جو کچھ انہیں پھیلانا تھا خوب پھیلایا، اپنی بہن کی وجہ سے مجھ سے سوکن جیسا معاملہ برتا۔ اسی لئے وہ گناہ مول لے کر شقی بنیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا یہ خطبہ ختم فرمایا تو حضرت اُسید بن حضیرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ لوگ قبیلہ اوس سے ہیں تو ہم آپؐ کی طرف سے اُن سے نمٹ لیں گے اور اگر وہ لوگ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہیں تو آپ ہم کو ان کے بارے میں حکم دیجئے، پس خدا کی قسم ایسے لوگ گردن زدنی کے قابل ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور آج سے قبل وہ بھلے آدمی شمار کئے جاتے تھے اور انہوں نے کہا اے اُسید! خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا ہے، تم ان کی گردن نہیں مار سکتے ہو، سن لو خدا کی قسم تم نے یہ بات نہیں کہی مگر اسی وجہ سے کہ تم جانتے ہو کہ وہ افترا پردازی کرنے والے خزرج سے ہیں۔ اور اگر وہ تمہاری قوم میں سے ہوتے تو تم کبھی یہ نہ کہتے، حضرت اُسید بن حضیرؓ نے کہا خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا شاید تو بھی منافق ہے جو منافقین کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دونوں طرف سے لوگ تیار ہو گئے، اور ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں فتنہ برپا ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر میرے حجرے میں تشریف لائے، حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور دونوں سے مشورہ کیا۔ حضرت اُسامہؓ نے تو بھلی اور خیر ہی کی بات کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کے اہل ہیں اور ہم نے ان میں

سوائے بھلی بات کے اور کچھ نہ دیکھا اور یہ جو لوگوں نے اُڑا رکھا ہے جھوٹ اور باطل ہے
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لیکن حضرت علیؓ نے حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ! عورتیں بہت ہیں،
آپ قادر ہیں کہ ان کے بدلے کسی اور سے شادی کر لیں اور باندی سے بھی پوچھ لیجئے وہ ضرور
آپ سے سچ کہہ دے گی۔ آپؐ نے حضرت بریرہؓ کو بلایا اور ان سے پوچھنا شروع کیا۔ حضرت
عائشہؓ فرماتی ہیں حضرت علیؓ بریرہؓ کی طرف کھڑے ہوئے اور ان کو بہت مارا اور کہتے جاتے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بول، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ یہی کہتی رہی
کہ خدا کی قسم میں تو ان میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتی اور میں حضرت عائشہؓ پر کوئی
الزام نہیں رکھتی اور نہ کوئی عیب لگاتی ہوں۔ مگر یہ بات کہ میں اپنا آٹا گوندکر رکھ دیتی تھی اور ان سے
کہہ دیتی تھی کہ ذرا اس کی دیکھ بھال کرنا یہ آٹا چھوڑ کر سو جاتیں اور بکری آتی اس
کو کھا جاتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور میرے والدین بھی موجود تھے اور میرے پاس ایک انصاری عورت بھی
تھی میں اور وہ عورت دونوں رو رہے تھے۔ آپؐ بیٹھ گئے اور آپؐ نے اللہ کی حمد وثنا کی
اس کے بعد فرمایا کہ لوگوں نے جو کچھ کہا ہے تمہیں معلوم ہی ہو چکا ہے تم اللہ سے ڈرو
اور اگر واقعی تم سے کسی برائی کا ان برائیوں میں سے ارتکاب ہوا ہے جو لوگ کہہ رہے ہیں
تو اللہ پاک سے توبہ کرو بیشک اللہ پاک اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہیں خدا کی قسم جیسے ہی مجھ سے آپؐ نے یہ بات کہی میری آنکھ کے آنسو خشک ہو گئے
میں نے ایک آنسو بھی گرتے ہوئے محسوس نہیں کیا، اور میں یہ انتظار کرنے لگی کہ میرے والدین
میری جانب سے آپؐ کو کیا جواب دیتے ہیں ان دونوں نے کچھ نہ کہا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں
اور خدا کی قسم میں اپنے آپ کو بہت حقیر اور اپنی شان کو اس بات سے بہت کم سمجھتی رہی کہ
اللہ پاک میرے بارے میں قرآن اتارے گا کہ جس کی تلاوۃ بھی کی جائے گی اور اس کو نماز میں بھی
پڑھا جائے گا مجھے تو فقط یہ گمان تھا اور میں یہ اُمید لگائے ہوئی تھی کہ آپؐ کو اللہ پاک کوئی
خواب دکھائے گا جس سے مجھ پر سے جھوٹا الزام اللہ دور کر دے گا، اس لئے کہ اللہ پاک میری
برأت سے بخوبی واقف ہے اور اسے میری خیر کی پوری اطلاع ہے لیکن قرآن کا میرے بارے
میں اترنا بس خدا کی قسم میں اپنے آپ کو اس بات سے حقیر سمجھتی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ
جب میں نے دیکھا کہ میرے ماں باپ نے کوئی بات نہیں کی میں نے والدین سے کہا کہ تم
کیوں نہیں جواب دیتے ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نہیں جانتے کہ ہم آپؐ کو کیا

جواب دیں ؟ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ کسی گھر والوں پر اتنا رنج و غم اترا ہوگا جتنا کہ ان دنوں حضرت ابوبکر رضؓ کے گھرانے پر اترا تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ دونوں میرے کہنے پر بھی چپ لگ گئے میں آنکھ میں آنسو لے آئی اور روئی پھر میں نے کہا خدا کی قسم اس بات سے جس کا آپ نے تذکرہ کیا اللہ کی طرف توبہ نہیں کروں گی، خدا کی قسم میں البتہ جانتی ہوں کہ اگر میں اُس بات کا اقرار کرلوں جو لوگ کہتے ہیں (اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بَری ہوں) تو میں یقیناً ایسی بات کہوں گی کہ جو واقع میں نہیں ہوئی اور اگر میں اس چیز سے انکار کرتی ہوں جو لوگ کہتے ہیں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے، حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام لینا چاہا مجھے یاد ہی نہ آیا تو میں نے کہا لیکن میں اسی طرح پر کہتی ہوں جیسے کہ ابو یوسف علیہ السلام نے کہا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ہ ترجمہ :۔ " پس صبر جمیل اختیار کرتی ہوں اور اللہ سے اس بارے میں مدد طلب کی گئی ہے جو تم لوگ بیان کرتے ہو"۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ پس خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تھے آپ پر اللہ کی طرف سے غشی طاری ہوئی جس طرح کہ روحی کے وقت) غشی طاری ہوا کرتی تھی۔ آپ کو آپ کے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور چمڑے کا تکیہ آپ کے سر کے نیچے رکھ دیا گیا، لیکن میں، جب میں نے یہ دیکھا نہ میں گھبرائی اور نہ میں نے کوئی پرواہ کی اس لئے کہ میں جانتی تھی کہ میں بَری ہوں اور اللہ پاک مجھ پر ظلم کرنے والا نہیں۔ لیکن میرے ماں باپ، پس قسم اُس ذات کی کہ عائشہ کی جان اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے جب تک حضورؐ سے چادر نہ اٹھائی گئی ان کا یہ حال تھا کہ مجھے یہ گمان ہوگیا کہ کہیں ان دونوں کی جان نہ نکل جائے، اس ڈر سے کہ اللہ پاک کی طرف سے جس طرح پر لوگ کہہ رہے ہیں کہیں اس کی تصدیق نہ اُتر آئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وہ کیفیت ختم ہوئی آپ بیٹھ گئے اور آپ کے چہرۂ مبارک سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا حالانکہ یہ سخت سردی کا دن تھا۔ آپ اپنے چہرۂ مبارک سے پسینہ پونچھتے جاتے اور فرما رہے تھے اے عائشہ رضؓ! بشارت حاصل کر، اللہ عزّ وجل نے تیری برارت نازل فرمادی۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں میں نے کہا الحمد للہ! اس کے بعد آپ نے لوگوں میں جاکر ان میں خطبہ دیا اور اس بارے میں جو کچھ اللہ پاک نے وحی نازل فرمائی اس کی تلاوت فرمائی، اس کے بعد آپ نے مسطح رضؓ بن اثاثہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لائے جانے کا حکم دیا، یہ تینوں ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس بہتان کی اشاعت کی

تھی، اور ان تینوں پر بہتان بندی کی حد لگائی گئی [1]

حضرت امام احمدؒ نے اس سلسلہ میں ایک بڑی طویل حدیث ذکر فرمائی ہے اس کے آخر میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میری ماں نے مجھ سے کہا (یعنی اس آیۃ کے اُترنے کے بعد) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھڑی ہو جا، میں نے کہا خدا کی قسم میں آپ کے لئے نہ کھڑی ہوں گی اور میں سوائے اللہ عزوجل کے کسی کی تعریف نہ کروں گی کہ اسی اللہ نے میری برارت اتاری ہے۔ اور اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِۍٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَاۗءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ڰ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِھٰذَا ڰ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سُوْرَةُ النُّوْر رُکُوع نمبر ۲)

ترجمہ:۔ "جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت عائشہؓ صدیقہ کی نسبت) برپا کیا ہے (اے مسلمانو!) وہ تم میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے۔ تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی (آگے ان قاذفین مومنین کو ناصحانہ ملامت ہے) جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں

[1] وہذا الحدیث مخرج فی الصحیحین عن الزہری وہذا السیاق فیہ فوائد جمۃ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفہ ۱۶۰

اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور زبان سے) یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے (آگے اسی حسنِ ظن کے وجوب کی وجہ ارشاد فرمائی ہے کہ) یہ (قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نہ ہوتا دنیا میں اور آخرت میں، تو جس شغل میں تم پڑے تھے اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔ جب کہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو (کسی دلیل سے) مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سُنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں سزائے دردناک (مقرر) ہے اور (اس امر پر اس سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور (اے تائبین!) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل وکرم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے"۔

جب اللہ پاک نے میری برأت میں یہ آیات نازل فرمائیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت مسطح رضی کی محتاجگی اور قرابت داری کی وجہ سے ان کے نفقہ کی، برداشت کیا کرتے تھے، فرمانے لگے خدا کی قسم اس کے بعد کہ انہوں نے عائشہؓ پر بہتان بندی کی ہے اب کبھی بھی ان کا کوئی خرچ برداشت نہ کروں گا تو اللہ پاک نے یہ آیۃ اتاری وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (سورۂ نور رکوع ۳)

ترجمہ:۔" اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو، اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے؟ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

اس آیۃ کے اترنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں خدا کی قسم میں اس بات کو محبوب سمجھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے چنانچہ انہوں نے حضرت مسطح رضؓ کو وہ تمام نفقے دیئے جو اُن پر خرچ کرتے تھے اور کہا خدا کی قسم اب میں تم سے یہ نفقہ کبھی بھی نہ روکونگا [1]

بنی غفار رضؓ کی ایک عورت رضؓ کہتی ہیں کہ میں حضورؐ کی خدمت میں بنی غفار کی چند عورتوں کے ہمراہ حاضر ہوئی اور ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا ارادہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ اس جنگ میں چلیں اور آپؐ خیبر کی طرف تشریف لے جانے والے تھے تاکہ ہم لوگ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور جہاں تک ہم سے ہوسکے گا ہم مسلمانوں کی امداد کریں گے آپؐ نے فرمایا اللہ برکت دے چلو، یہ کہتی ہیں کہ ہم سب آپؐ کے ساتھ چلے چونکہ میں بالکل نوعمر لڑکی تھی آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کجاوہ کے کنارے بٹھالیا۔ یہ کہتی ہیں پس خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے قریب اُترے اور میں بھی کجاوہ کی پچھلی جانب سے اُتری تو میری جگہ پر میرے خون کا داغ تھا یہ مجھے پہلا حیض آیا تھا، میں مارے شرم کے اونٹنی سے چمٹ گئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ کیفیت دیکھی اور خون دیکھا آپؐ نے فرمایا شاید تجھے حیض آگیا ہے میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا تو اپنی اصلاح کر پھر ایک برتن میں پانی لے اور اس میں نمک ڈال، پھر اس سے کجاوہ کے اُس حصہ کو دھودے جہاں خون لگا ہے، پھر اپنی سواری کی جگہ بیٹھ، یہ کہتی ہیں کہ جب اللہ نے خیبر فتح کیا تو آپؐ نے مالِ غنیمت میں سے ہم لوگوں کو بھی کچھ دیا اور یہ ہار جو تُو میرے گلے میں دیکھ رہی ہے آپؐ نے لے کر مجھے دیا اور اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈال دیا۔ پس خدا کی قسم یہ ہار اب مجھ سے کبھی جُدا نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ہار مرتے دم تک ان کے گلے میں رہا مرتے وقت انہوں نے وصیت کی کہ ان کو اس ہار سمیت دفن کیا جائے اور ان کی عادت تھی کہ جب کبھی یہ حیض سے پاک ہوتیں تو اپنے غسل کے پانی میں نمک ملالیا کرتی تھیں اور انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو نمک پڑے ہوئے پانی سے مجھے غسل دینا [3]

حضرت حمید بن ہلال رحؒ بیان کرتے ہیں کہ طفاوہ کا ایک آدمی جس کا راستہ ہماری طرف سے تھا قبیلہ میں آکر لوگوں سے باتیں کیا کرتا تھا اس نے کہا کہ میں مدینہ میں اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ آیا تھا۔ ہم لوگوں نے اپنا سامان بیچا پھر میں نے کہا کہ میں ضرور اس آدمی (حضورؐ) کے پاس

---

[1] کذا فی التفسیر لابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۷۰ واخرجہ ایضاً الطبرانی مطولاً جداً کما فی المجمع ج ۹ صفحہ ۲۳۲ [2] واخرج ابن اسحاق [3] وہکذا رواہ الامام احمد و ابوداؤد من حدیث ابن اسحاق ورواہ الواقدی باسنادہ عن امیہ بنت ابی الصلت رضؓ کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۲۰۴ [4] واخرج الامام احمد۔

جاؤنگا اور اس کی خبران لوگوں سے جو میرے پیچھے ہیں بیان کرونگا چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اچانک آپؐ نے مجھے ایک کوٹھری دکھلائی اور فرمایا اس میں ایک عورت رہا کرتی تھی جو مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کے لئے نکلی اور بارہ بکریاں اور اپنی کتنی جس سے وہ کاتا کرتی تھی چھوڑ گئی تھی آپؐ نے فرمایا جب وہ واپس آئی تو اپنی بکریوں میں سے ایک بکری اور وہ کتنی نہ پائی تو کہنے لگی اے رب! تو اس آدمی کے لئے ضامن ہوا ہے جو تیرے راستہ میں نکلے کہ تو اس کی حفاظت فرمائیگا، اور میں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری اور اپنی کتنی نہ پائی ہے اور میں تجھے اپنی بکری اور کتنی کے بارے میں قسم دیتی ہوں، راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا اللہ پاک کے اوپر قسم دینے کا اس آدمی سے تذکرہ فرمایا اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ صبح ہی صبح اس عورت کی بکری اور اُسی جیسی ایک اور بکری اور اس کی کتنی اور اسی جیسی ایک اور کتنی موجود تھی (آپؐ نے فرمایا) دیکھ! یہ عورت موجود ہے اُس کے پاس آ اور اس سے پوچھ، اگر تیرا جی کرے، ان طفاوی نے کہا میں نے عرض کیا کہ میں نے آپؐ کی تصدیق کی [1]

حضرت انس[2] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنتِ ملحانؓ کے یہاں تشریف لے گئے اور ٹیک لگا کر ان کے یہاں بیٹھے اور ہنسے بنت ملحانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ بحیرۂ اخضر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جہاز پر سوار ہوں گے وہ اس طرح پر ہوں گے کہ بادشاہ تخت پر سوار ہوتے ہیں۔ بنتِ ملحانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ پاک سے دُعا کیجئے کہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کر دے۔ آپؐ نے دُعا فرمائی کہ اے میرے اللہ! اس کو بھی ان لوگوں میں سے کر دے، پھر آپؐ نے دوبارہ ہنسنا شروع کیا، بنتِ ملحانؓ نے پھر آپؐ سے پہلی طرح پوچھا اور آپؐ نے پھر ان کو پہلی طرح جواب دیا۔ بنتِ ملحانؓ نے کہا اللہ پاک سے دُعا کیجئے کہ مجھ کو ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم تو پہلے لوگوں میں سے ہو گئیں اور تم دوسرے لوگوں میں سے نہیں ہو، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنت ملحانؓ نے عبادہ بن صامتؓ سے شادی کر لی اس کے بعد بنتِ قرظہؓ کے ساتھ بحری سفر درپیش آیا جب جہاد سے واپس ہوئیں اپنی سواری پر سوار ہونے لگیں، سواری انہیں لے کر بدکی یہ گر پڑیں اور ان کا انتقال ہو گیا۔

---

[1] قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۲۷۷ رواہ الامام احمد ورجالہ رجال الصحیح۔ انتہی۔ [2] واخرج البخاری۔

جہاد فی سبیل اللہ میں عورتوں کا خدمت کرنا

حضرت[۱] اُم سلیمؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ انصارؓ کی عورتیں غزوہ میں شریک ہوتی تھیں یہ مریضوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں [۲]

حضرت[۳] انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ میں اُم سلیمؓ کو لے جاتے اور انصار کی چند عورتیں ان کے ہمراہ ہوتیں جو پانی پلاتیں اور مریضوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔

حضرت[۴] ربیع بنتِ معوذؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضورؐ کے ہمراہ ہوتیں ہم پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتیں اور مقتولین کو واپس لاتی تھیں انہیں سے دوسری روایت میں ہے ہم حضورؐ کے ساتھ غزوہ کرتی تھیں ہم قوم کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتیں اور مقتولین اور زخمیوں کو مدینہ کی طرف واپس لاتی تھیں[۵]، ام عطیہ[۶] انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شرکت کی ہیں مجاہدین کے کجاووں کی دیکھ بھال کے لئے پیچھے رہتی اور ان کیلئے کھانا پکاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی اور مصیبت زدہ کی نگہداشت کرتی تھی [۷]

لیلیٰ[۸] غفاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں حضورؐ کے ہمراہ غزوہ میں جاتی اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی [۹]

حضرت[۱۰] انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ احد ہوا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ بنتِ ابوبکرؓ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ یہ پائینچے چڑھائے ہوئے ہیں، ان کی پنڈلی کی جھانجن نظر آرہی ہے پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے ہیں، دوسرے راوی کہتے ہیں کہ پانی کا مشکیزہ اپنے کندھے پر لادے ہوئے لے جارہی ہیں اور اس سے زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور اس کو بھرتی تھیں اور پھر لوگوں کے منہ میں پانی ڈالنے لے جاتی تھیں [۱۱]

حضرت ثعلبہ[۱۲] بن ابی مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اُونی چادریں مدینہ کی عورتوں پر تقسیم فرمائیں، ایک عمدہ چادر بچ گئی۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دے دو جو آپؐ کے پاس ہے یعنی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا

---

[۱] اخرج الطبرانی [۲] قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۳۲۴ رجالہ رجال الصحیح [۳] واخرجہ مسلم والترمذی وصححہ [۴] واخرج البخاری [۵] واخرجہ ایضا الامام احمد کما فی المنتقی [۶] واخرج الامام احمد ومسلم وابن ماجہ [۷] کذا فی المنتقی [۸] واخرج الطبرانی [۹] قال الہیثمی ج ۵ صفہ ۳۲۴ وفیہ القاسم بن محمد بن ابی شیبۃ وہو ضعیف۔ انتہی [۱۰] واخرج البخاری [۱۱] واخرجہ ایضا مسلم والبیہقی ج ۹ صفہ ۳۰ عن انسؓ بنحوہ۔ [۱۲] واخرج البخاری۔

کو، حضرت عمرؓ نے فرمایا اُمّ سلیطؓ اس چادر کی اس سے زیادہ مستحق ہیں۔ اُمّ سلیطؓ انصار کی ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی، اُمّ سلیطؓ جنگِ اُحد میں ہم لوگوں کے لئے مشک سر پر لاد کر لایا کرتی تھیں [1]

حشرجؒ بن زیاد اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عورتیں بھی گئی تھیں، اسی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے کچھ پوچھا تھا تو ان عورتوں نے کہا تھا کہ ہم نے اُون کات کات کر نکلنے کی تیاری کی ہے ہم اللہ کے راستے میں مدد کرنے کے لئے نکلی ہیں زخمیوں کا علاج کریں گی اور تیر پکڑائیں گی اور ستو گھول کر پلائیں گی۔[2]

زہریؒ[3] فرماتے ہیں کہ عورتیں حضورؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں [4]

عورتوں کا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا

حضرت[5] سعید بن زید انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اُمّ سعد بنت سعد بن ربیعؓ بیان کیا کرتی تھیں کہ میں اُمّ عمارہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا اے خالہ! تم مجھ سے اپنا قصہ سناؤ تو اُمّ عمارہؓ نے بیان کیا میں دن کے شروع حصہ میں نکلی یہ دیکھنے کے لئے کہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور میرے پاس مشکیزہ میں پانی تھا میں حضورؐ کے پاس پہنچی آپؐ اپنے اصحابؓ کے مجمع میں تھے، غلبہ مسلمانوں کا تھا اور ان کی ہوا بندھ رہی تھی پس جب مسلمانوں کی شکست ہوگئی میں حضورؐ کی طرف آئی اور لڑنے کے لئے کھڑی ہوگئی اور میں تلوار کے ذریعے دشمنوں کو آپؐ سے دفع کرتی اور کمان سے تیر چلاتی یہاں تک کہ میں بہت زخمی ہوگئی۔ اُمّ سعدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کندھے پر زخم دیکھا کہ اس کی گہرائی بہت اندر تک تھی میں نے اُن سے پوچھا یہ زخم تمہیں کس نے لگایا تھا؟ انہوں نے کہا ابنِ قمیئہ نے، خدا اُسے جہنم میں داخل کرے، جب صحابۂ کرامؓ حضورؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے، ابنِ قمیئہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بتاؤ کہ میں اُسے کاٹ ڈالوں (نعوذ باللہ) اگر ہو سکا، اس کے سامنے میں اور حضرت مصعب بن عمرؓ اور کچھ لوگ جو آپؐ کے ساتھ جمے رہے تھے آئے، اُس نے مجھے یہ تلوار ماری اور اس وجہ سے میں نے اس پر کئی تلواریں ماریں مگر وہ خدا کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا[6]

---

[1] واخرجہ ایضا ابونعیم وابوعبید کما فی الکنز ج ۷ صفحہ ۹۷ [2] واخرج ابوداؤد [3] وعند عبدالرزاق [4] کذا فی فتح الباری ج ۶ صفحہ ۵۱ [5] ذکر ابن ہشام [6] کذا فی البدایۃ ج ۴ صفحہ ۳۴ واخرجہ ایضا الواقدی من طریق ابن ابی صعصعہ عن ام سعید بنت سعد بن الربیع، کما فی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۴۷۹

حضرتؔ عمارہ بنت عزیہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے اُس دن مشرکین کے ایک سوار کو قتل کیا تھا اور ایک دوسری سند سے ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سُنا آپؐ فرمارہے تھے کہ میں نے جب دائیں یا بائیں جانب دیکھا تو میں نے عمارہؓ کو دیکھا کہ یہ اُس جانب میں میرے آگے ہوکر لڑ رہی ہے۔

ضمرہؔ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس اونی چادریں آئیں ان میں ایک چادر بہت اعلیٰ اور وسیع تھی حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ اس چادر کی اتنی اور اتنی قیمت ہے اگر آپ اسے عبداللہؓ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبیدؓ کو دیدیں تو اچھا ہے اور وہ نوجوان ہیں' ابن عمرؓ کے گھر بھی نہیں آئی ہیں حضرت عمرؓ نے یہ سُن کر فرمایا کہ اس چادر کو تو میں اُس کے پاس بھیجونگا جو صفیہؓ سے زیادہ اس چادر کی مستحق ہے۔ یعنی اُمِ عمارہؓ نصیبہ بنت کعب کے پاس، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ جب کبھی میں نے دائیں یا بائیں جانب دیکھا تو میں نے اُمِ عمارہؓ کو ہی دیکھا کہ مشرکین سے میری طرف سے جنگ میں مشغول ہے۔

حضرتؔ ہشامؒ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا جنگِ اُحد میں آئیں اور لوگوں کو شکست ہوچکی تھی' ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا یہ مشرکین کے چہرے پر اسے مار رہی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیرؓ! عورت ہے عورتؔ (اور اس کی دلیری دیکھو)

عبادؔ راوی کہتے ہیں کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب' حسانؓ بن ثابتؓ کے قلعہ کی چھت پر تھیں یہ فرماتی ہیں کہ حسانؓ ہم عورتوں اور بچوں کے ساتھ اُسی قلعہ پر تھے ہم لوگوں پر ایک یہودی گزرا اور اس قلعہ کا چکر لگانے لگا، اور بنی قریظہ نے جنگ کر رکھی تھی جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے درمیان کا راستہ منقطع ہوچکا تھا ہمارے اور ان یہود کے درمیان میں کوئی ایسا بھی نہ تھا جو ہم سے یہودیوں کو دفع کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلے میں تھے اس وجہ سے ان میں اس بات کی استطاعت نہ تھی کہ انہیں چھوڑ کر ہماری طرف آئیں' اچانک ہمارے پاس یہ آنے والا (یہودی) آیا، میں نے کہا اے حسانؓ! یہ یہودی جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو قلعہ کا چکر لگا رہا ہے اور میں خدا کی قسم اس سے مامون نہیں کہ یہ ہم لوگوں کے پردہ میں ہونے کو ان یہودیوں سے کہدے جو ہمارے پیچھے ہیں، اور نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ جنگ میں مشغول ہیں تم اس کی طرف اترو اور اسے قتل کر آؤ، حضرت حسانؓ کہنے لگے، اے بنتِ عبدالمطلب! اللہ تیری مغفرت کرے، خدا کی قسم تو جانتی ہے کہ میں اس

۱؎ واخرج الواقدی بسند آخر ۲؎ کذانی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۴۷۹ ۳؎ واخرج ابن سعد من طریق الواقدی۔
۴؎ کذانی کنزالعمال ج ۷ صفحہ ۹۹ ۵؎ واخرج ابن سعد ۶؎ کذانی الاصابۃ ج ۴ صفحہ ۳۴۹ ۷؎ واخرج ابن اسحاق۔

میدان کا مرد نہیں۔ حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ جب انہوں نے مجھ سے یہ کہا اور میں نے ان کے پاس کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے کمر سے کپڑا کسا اور ایک لکڑی ہاتھ میں لی پھر قلعہ سے اس کی طرف اتری پھر اس لکڑی سے میں نے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے اُسے قتل کر دیا اور میں اُس کے قتل سے فارغ ہو کر پھر قلعہ میں آگئی اور میں نے کہا اے حسان! قلعہ سے اُتر اور اس کا سامان تو لے آ، چونکہ وہ مرد تھا اس لئے میں اس کا سامان نہ لائی، انہوں نے مجھ سے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی! مجھے اُس کے سامان کی ضرورت نہیں[۱] ایک[۲] اور روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ یہ وہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے مشرکین میں سے ایک مرد کو قتل کیا ہے[۳]

حضرت[۴] انسؓ فرماتے ہیں کہ یوم حنین میں ابو طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں ہنستے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اُم سلیمؓ کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟ ان کے پاس خنجر ہے آپؐ نے اُم سلیمؓ سے کہا کہ اے ام سلیم! تمہارا خنجر اٹھانے سے کیا ارادہ ہے؟ ام سلیمؓ نے عرض کیا اگر کوئی بھی ان مشرکین میں سے میرے قریب آئے گا تو اس سے میں اس کے بھونک دونگی[۵] حضرت[۶] انسؓ فرماتے ہیں کہ ام سلیمؓ نے جنگِ حنین میں ایک خنجر لیا اور کہا یہ میں نے اس لئے لیا ہے کہ اگر مشرکین میں سے کوئی میرے قریب آئیگا تو اس سے اس کا پیٹ پھوڑ دوں گی۔

حضرت[۷] مہاجرؓ فرماتے ہیں کہ اسماءؓ بنت یزید بن سکن حضرت معاذ بن جبلؓ کے چچا کی بیٹی نے جنگ یرموک میں خیمہ کی لکڑی سے نو رومی قتل کئے[۸]

عورتوں کو جہاد میں جانے سے ممانعت

حضرت[۹] ام کبشہؓ فرماتی ہیں کہ عذرہ بنی قضاعہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں فلاں لشکر کے ساتھ جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا جہاد کا ارادہ نہیں ہے تو اس ارادہ سے جانا چاہتی ہوں کہ زخمیوں اور مریضوں کا علاج کروں اور مریضوں کو پانی پلاؤں، آپؐ نے فرمایا اگر عورتوں

---

[۱] کذا فی البدایۃ ج۴ صفحہ ۱۰۸ [۲] واخرجہ البیہقی ج۶ صفحہ ۳۰۸ من طریق ابن اسحاق عن یحیی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر عن ابیہ بنحوہ ثم اخرج من طریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ مثلہ عن صفیہ [۳] واخرجہ ایضا ابن ابی خیثمۃ وابن مندہ من روایۃ ام عروہ بنت جعفر بن الزبیر عن ابیہا عن جدتہا صفیہؓ وابن سعد من طریق ہشام عن ابیہ کما فی الاصابۃ ج۴ صفحہ ۳۴۹ واخرجہ ابن عساکر من حدیث صفیۃ والزبیرؓ بمعناہ کما فی الکنز ج۷ صفحہ ۹۹ واخرجہ ایضا الطبرانی وابو یعلی والبزار عن الزبیرؓ کما فی مجمع الزوائد ج۶ صفحہ ۱۳۳ [۴] واخرج ابن ابی شیبۃ [۵] کذا فی کنز العمال ج۵ صفحہ ۳۰۷ واخرجہ ایضا ابن سعد بسند صحیح کما فی الاصابۃ ج۴ صفحہ ۴۶۱ [۶] وعند مسلم [۷] واخرج الطبرانی [۸] قال الہیثمی ج۹ صفحہ ۲۶۰ ورجالہ ثقات انتہی۔ [۹] اخرج الطبرانی۔

کا جہاد میں جانا سنت بن جانے کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ یوں دلیل پکڑیں گے کہ فلانی تو جہاد میں گئی تھی تو میں تجھے اجازت دے دیتا لیکن تو بیٹھ جا (جہاد میں مت جا) [۱]

حضرت[۲] ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں عورتوں کی طرف سے آپ کے پاس وفد بن کر آئی ہوں۔ اللہ پاک نے اس جہاد کو مردوں پر فرض کر دیا ہے اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو انہیں ثواب ملتا ہے۔ اور اگر شہید ہوتے ہیں تو اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ہم عورتوں کی جماعت ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ راوی کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا جس کسی عورت سے تو ملے اُس کو یہ اطلاع پہنچا دینا کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنی اور اس کے حقوق کا اقرار کرنا جہاد کے ثواب کے برابر ہے اور تم میں سے بہت کم عورتیں ایسی ہیں جو اس فریضہ میں پوری اترتی ہوں[۳]۔ پھر[۴] آپؐ کے پاس ایک اور عورت آئی اس نے عرض کیا میں عورتوں کی طرف سے قاصد بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، ان عورتوں میں سے کوئی عورت خواہ آپ اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں ایسی نہیں کہ اسے آپؐ کے پاس اس بارے میں میرے آنے کی خواہش ضرور ہے، اللہ مردوں اور عورتوں کا رب ہے اور معبود ہے اور آپ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے اللہ کے رسول ہیں، اللہ پاک نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے۔ اگر وہ کامیاب ہوتے ہیں تو دولت ان کے پلے پڑتی ہے اور اگر وہ شہید ہوتے ہیں تو اپنے رب کے نزدیک ثواب دیئے جاتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں اب آپ فرمایئے کہ مردوں کے اس عمل کے مقابلے میں عورتوں کی کونسی طاعت ہو سکتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا اپنے شوہر کی اطاعت کرنی اور اس کے حق کو پہچاننا اور تم میں سے بہت کم عورتیں ہیں جو اس کا لحاظ رکھتی ہیں[۵]

بچوں کا اللہ کے راستے میں نکل کر جہاد کرنا

حضرت[۶] شعبیؒ فرماتے ہیں ایک عورت نے غزوۂ احد میں اپنے لڑکے کو تلوار دی لڑکا اسی تلوار کو نہ اٹھا سکا تو اس عورت نے تسمہ سے اُس کے بازو پر تلوار باندھ دی پھر اس کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا آپ کی طرف سے جہاد کریگا، چنانچہ آپؐ نے فرمایا اے بیٹے! ادھر حملہ کر، اے بیٹے! ادھر حملہ کر اس

[۱] قال الہیثمی ج۵ صفہ ۳۲۳ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہما رجال الصحیح۔ انتہی۔ [۲] واخرج البزار۔ [۳] ہکذا رواہ البزار مختصراً [۴] والطبرانی فی حدیث قال فی آخرہ [۵] کذا فی الترغیب ج۳ صفہ ۳۳۶ [۶] اخرج ابن ابی شیبۃ۔

لڑکے کو زخم لگا اور گر گیا، اس کو آپؐ کے پاس اُٹھا کر لایا گیا آپؐ نے اس سے فرمایا اے میرے بیٹے! شاید کہ تو گھبرا گیا اس نے کہا یا رسول اللہ نہیں [1]

حضرت سعد[2] بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیرؓ بن ابی وقاص کو ان کے بدر میں نکلنے سے واپس کیا اور ان کو بہت چھوٹا سمجھا عمیرؓ رو پڑے آپؐ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار کا پرتلہ باندھا اور میں بدر کی لڑائی میں حاضر ہوا اور میرے چہرے پر (داڑھی کا) ایک ہی بال تھا اس پر میں اپنا ہاتھ پھیرتا تھا[3] (اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کے بھائی عمیرؓ کی کتنی عمر تھی؟)

حضرت سعد[4]ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عمیر بن ابی وقاصؓ کو دیکھا، اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں ہمارے سامنے آئیں، چھپتا پھر رہا تھا میں نے کہا اے میرے بھائی! تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے ایسا نہ ہو کہ مجھے حضورؐ دیکھیں اور چھوٹا سمجھ کر مجھے واپس کر دیں اور میں جہاد میں جانے کو پسند کرتا ہوں شاید کہ اللہ پاک مجھے شہادت سے نوازے، حضرت سعدؓ نے ان کو حضورؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے واپس کر دیا یہ رو دیئے آپؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی تلوار کا پرتلہ میں نے باندھ دیا وہ شہید کیے گئے اور ان کی سولہ[6] سال کی عمر تھی [5]

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

---

[1] کذا فی کنز العمال ج ۵ صفہ ۲۷۷ [2] واخرج ابن عساکر [3] کذا فی الکنز ج ۵ صفہ ۲۷۰ واخرجہ ایضاً الحاکم ج ۳ صفہ ۸۸ والبغوی بمعناہ [4] واخرجہ ابن سعد [5] کذا فی الاصابۃ ج ۳ صفہ ۱۳۵ واخرجہ البزار ورجالہ ثقات کما فی المجمع ج ۶ صفہ ۶۸

(کتابت یوسف فاروقی)

تاج آرٹ پریس کراچی میں باہتمام عنایت اللہ مینجنگ ڈائرکٹر طبع ہوا

